معاشرتی علوم
برائے جماعت پنجم
امانت
دیانت
پنجاب
ٹیکسٹ بک بورڈ
لاہور
صداقت
شرافت
پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ
21 - ای - 2 گلبرگ 3،
لاہور۔

عزیز طلبہ و طالبات
السلام علیکم!

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ آپ کا اپنا ادارہ ہے جو نصاب کے مطابق معیاری کتابیں مہیا کرتا ہے۔ نصابی ضروریات کے علاوہ ان کتابوں کے ذریعے آپ میں اسلامی اقدار اور ملک کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کا شعور اُجاگر کیا جاتا ہے۔

یہ کتابیں تجربہ کار ماہرینِ تعلیم سے لکھوائی جاتی ہیں تاہم اگر کوئی بات وضاحت طلب رہ گئی ہو تو یقیناً آپ کے اساتذہ اس کمی کو پورا کر سکتے ہیں۔ کتابوں کو مزید بہتر بنانے کے لیے آپ کے اور آپ کے اساتذہ اور والدین کے مشوروں کے لیے ہم آپ کے ممنون ہوں گے۔

پنجاب ٹیکسٹ بورڈ کی کتابیں بورڈ کے اس خاص نشان سے پہچانی جاتی ہیں جو ہر کتاب کے سرورق پر چھپا ہوتا ہے۔

فقط والسلام
آپ کا خیر اندیش
میجر (ریٹائرڈ) اقبال احمد
چیئرمین

مُعاشرتی عُلوم

برائے جماعت پنجم

پنجاب ٹیکسٹ بُک بورڈ ، لاہور

اس کتاب کا مسوّدہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور کا تیار کردہ ہے۔
ترمیم اور اضافے پرائمری ایجوکیشن ریفارم پروجیکٹ نے کیے ہیں۔
منظوری وفاقی وزارتِ تعلیم حکومتِ پاکستان (کریکولم ونگ) نے دی ہے۔

مصنّفین — ڈاکٹر فیروزہ یاسمین — مسز زرینہ اشرف
بشیر الدّین ملک — پروفیسر مرزا منوّر
میاں محمّد جاوید

مُدیر — بشیر الدّین ملک — ناصر الدین غزنوی
محمّد زبیر ہاشمی

نگران — مسز حفصہ جاوید
محمد اکرم ڈوگر

لے آؤٹ : شاہنواز
خوش نویس : محمّد امین بٹ
مصوّر : عبد السلیم — محمّد ادریس

پروسیس : الحفیظ ڈاٹ لیزر سکین لاہور
مُہتمم : رضوان معین، مکتبہ معین الادب لاہور
ناشر : اوکسفورڈ یونیورسٹی پریس
مطبع : استقلال پریس لاہور

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

میرا نام ____________________ ہے۔

مَیں پانچویں جماعت میں ہُوں۔

یہ میری مُعاشرتی عُلُوم کی کتاب ہے۔

فہرست مضامین

محلِّ وقوع

دُنیا میں سات بڑے خشکی کے قطعے ہیں ۔ اِن قطعوں کو ”برِّاعظم“ کہتے ہیں ۔ ان کے نام ایشیا ، یورپ ، شمالی امریکہ ، جنوبی امریکہ ، افریقہ ، آسٹریلیا اور انٹارکٹکا ہیں۔ پاکستان دُنیا کے سب سے بڑے برِّاعظم ایشیا میں واقع ہے ۔ ہمارا ملک جنوبی ایشیا کے شمال مغربی اور مغربی حِصّہ پر مشتمل ہے ۔

پاکستان کے شمال میں چین ، مشرق میں بھارت ، مغرب میں افغانستان اور ایران، جنوب میں بحیرۂ عرب واقع ہے ۔ پاکستان کا کُل رقبہ 796096 مربع کلومیٹر ہے ۔

خطوطِ طُول بلد اور خطوط عرض بلد

خطوطِ طول بلد زمین کے گرد شمالاً جنوباً کھینچے گئے فرضی خطوط یا لائنیں ہیں ۔ اسی طرح خطوط عرض بلد زمین کے گرد شرقاً غرباً کھینچے گئے فرضی خطوط ہیں ۔ اِن خطوط کی مدد سے کسی جگہ کا محلِ وقوع آسانی سے معلوم کیا جا سکتا ہے ۔

مذکورہ بالا خطوط کی اہمیت کو سمجھانے کے لیے اُستاد صاحب بچّوں کو ایک بہت

بڑے میدان میں لے گئے ۔ میدان کے کسی حصّہ میں اُستاد نے گیند رکھی ہوئی تھی۔ انھوں نے ایک لڑکے کو گیند ڈھونڈ کر لانے کو کہا ۔ اُسے گیند تلاش کرنے میں بہت وقت لگا۔

دُوسرے لڑکے کو اُستاد صاحب نے کہا کہ مشرق سے مغرب کی طرف دس دس قدم کے فاصلے پر نشان لگائے اور نشانات کو چھڑی کے ذریعے مشرق سے مغرب کی طرف آپس میں ملا دے ۔ پھر تیسرے لڑکے کو اسی قسم کا عمل شمال سے جنوب کی طرف کرنے کے لیے کہا ۔ بچّوں نے دیکھا کہ ایک خانوں والا جال بن گیا ہے ۔ تمام لائنوں پر نمبر لکھ دیے گئے جیسا کہ مندرجہ ذیل شکل میں دکھایا ہے ۔
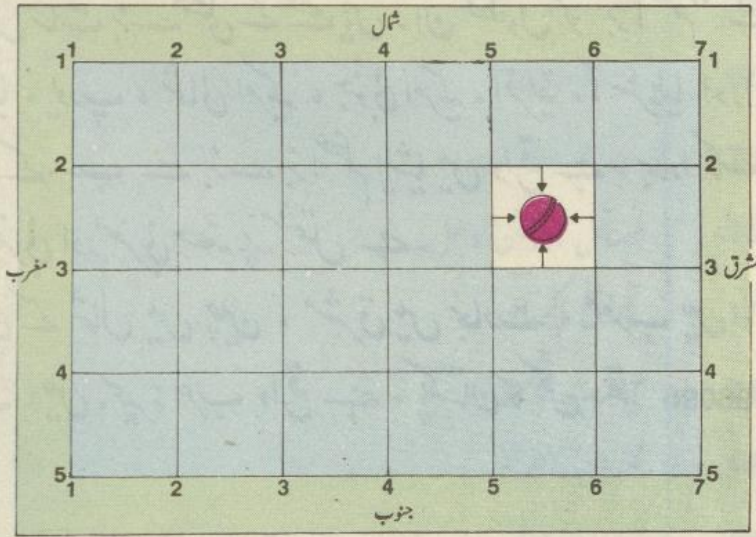
اُستاد صاحب نے پھر ایک خانے میں گیند رکھ کر لائن نمبر 2 اور لائن نمبر 3 جو کہ مشرق سے مغرب کی طرف کھینچی گئی ہیں اور لائن نمبر 5 اور 6 جو شمال سے جنوب کی طرف کھینچی گئی ہیں جو آپس میں ایک دُوسرے کو کاٹتی ہیں اِن کے قریب گیند رکھی ہے اُٹھا لاؤ ۔ بچّہ گیا اور فوراً گیند ڈھونڈ لایا تو اُستاد صاحب بولے ، دیکھا ! ان خطوط یا لائنوں کی مدد سے گیند کتنی جلدی مل گئی ۔ اسی طرح خطوط طُول بلد اور عرض بلد کی مدد سے نقشے پر کسی مقام کو آسانی سے تلاش کیا جا

دُنیا
جنوبی ایشیا میں پاکستان کا محلِ وقوع
800 1600 3200 4800
گرین لینڈ
بحر منجمد شمالی
شمالی امریکہ
جنوبی امریکہ
برازیل
یورپ
روس
ایشیا
افریقہ
سوڈان
پاکستان
بھارت
آسٹریلیا
نیوزی لینڈ
بحر اوقیانوس شمالی
بحر اوقیانوس جنوبی
بحر الکاہل
بحر ہند
بحر جنوبی
150 120 90 60 30 0 30 60 90 120 150 160
75 60 30 0 30 70

سکتا ہے۔

خطوط عرض بلد

خطوط عرض بلد تعداد میں 180 ہیں ۔ سب سے بڑا خط جو زمین کے گرد شرقاً غرباً کھینچا ہوا فرض کیا گیا ہے۔ اسے خطِ استوا کہتے ہیں ۔خطِ استوا کا درجہ صفر مانا گیا ہے - 90 درجے خطوط عرض بلد خطِ استوا کے شمال میں ہیں اور 90 درجے جنوب میں ۔ خطِ استوا کے شمالی حصّے کو نصف کرّہ شمالی اور جنوبی حصّے کو نصف کرّہ جنوبی کہتے ہیں ۔خطِ استوا سے کسی جگہ کا فاصلہ بتانا ہو تو ہم کہتے ہیں کہ یہ جگہ خطِ استوا کے شمال یا جنوب میں اتنے خط عرض بلد پر واقع ہے ۔ اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ یہ جگہ خطِ استوا سے اتنے درجے کے فاصلے پر واقع ہے ۔

خطوط عرض بلد
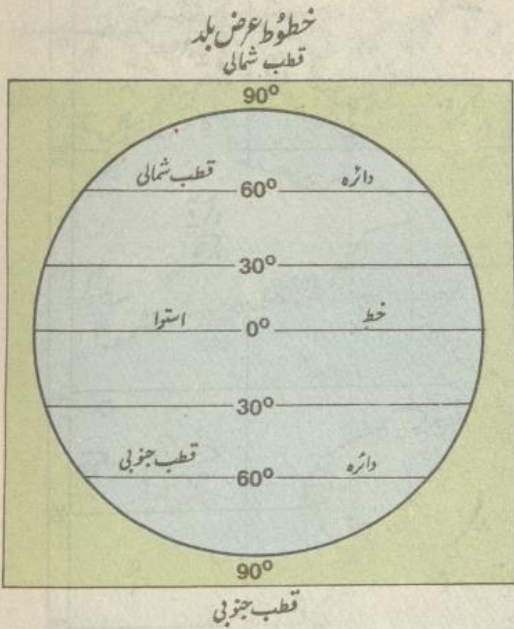
خطوط طول بلد

خطوط طول بلد کے درجوں کا حساب انگلستان کے شہر گرینچ Greenwich سے لگایا جاتا ہے ۔ وہاں سے جو خط گزرتا ہے ، اس کا درجہ بھی خطِ استوا کی طرح صفر مانا گیا ہے ۔ یہ خطوط 360 ہیں - 180 گرینچ کے مشرق میں اور 180 مغرب میں جب ہم کہتے ہیں کہ فلاں شہر اتنے طول بلد پر واقع ہے تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ یہ شہر گرینچ سے مشرق یا مغرب کی جانب اتنے درجے طول بلد پر واقع ہے ۔
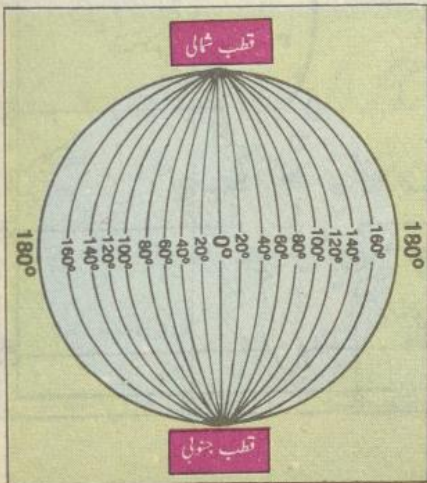
ان خطوطِ طول بلد اور خطوطِ عرض بلد کی مدد سے نقشے میں کسی جگہ کو تلاش کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ مثلاً کُرّہ ارض پر پاکستان کا محلِ وقوع تلاش کرنا ہو تو کوئی مشکل پیش نہیں آتی کیونکہ خطوطِ طول بلد اور خطوطِ عرض بلد کی مدد سے اس کا محلِ وقوع آسانی سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔
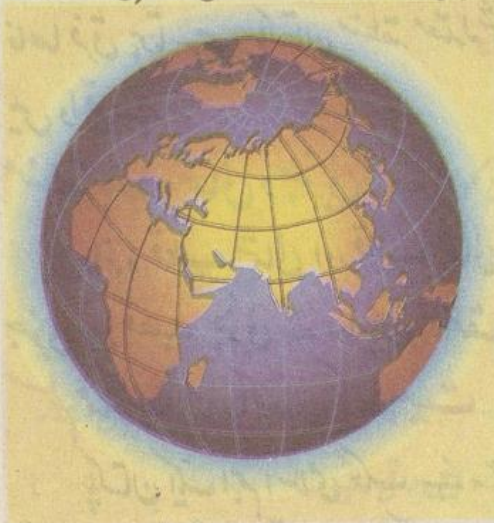
نقشہ میں دیکھیں تو پتا چلتا ہے کہ پاکستان قریباً 23.30° شمالی عرض بلد سے 36.45° شمالی عرض بلد اور 61° مشرقی طول بلد سے 75.31° مشرقی طول بلد کے درمیان پھیلا ہُوا ہے۔

منطقے

ہم سُورج سے گرمی حاصل کرتے ہیں۔ سُورج کُرّہ ارض پر جب چمکتا ہے تو اُس کی شعاعیں کہیں عمودی پڑتی ہیں تو کہیں ترچھی۔ اِس لیے دُنیا کے بعض حِصّوں میں حرارت زیادہ ہوتی ہے اور بعض میں کم۔ حرارت کی کمی بیشی کے لحاظ سے کُرّہ ارض کو مختلف حِصّوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ یہ حصّے منطقے کہلاتے ہیں۔

منطقہ حارہ : یہ منطقہ خطِ استوا کے دونوں طرف خطِ سرطان اور خطِ جدی کے درمیان واقع ہے۔ اِس منطقے میں سارا سال کہیں نہ کہیں سُورج کی شعاعیں عمودی پڑتی رہتی ہیں اس لیے یہاں قریباً سارا سال گرمی رہتی ہے۔

منطقہ معتدلہ شمالی و جنوبی : خطِ سرطان اور دائرہ قطب شمالی کے درمیان کا علاقہ منطقہ معتدلہ شمالی اور خطِ جدی اور دائرہ قطب جنوبی کا درمیانی علاقہ منطقہ معتدلہ جنوبی کہلاتا ہے۔ یہاں سُورج کی شعاعیں سارا سال ترچھی پڑتی ہیں۔ تاہم گرمیوں
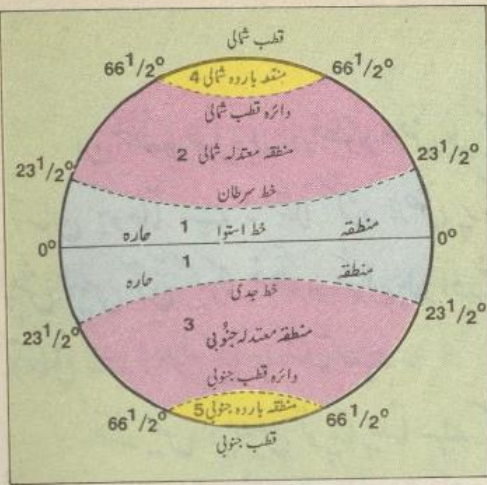
حرارت کے لحاظ سے دُنیا کے منطقے

میں شعاعیں کم ترچھی پڑتی ہیں اور سردیوں میں زیادہ۔ یہی وجہ ہے کہ منطقہ حارہ کے مقابلے میں گرمیوں اور سردیوں کے درجۂ حرارت میں خاصا فرق ہوتا ہے۔ پاکستان منطقہ معتدلہ شمالی میں واقع ہے۔

منطقہ باردہ شمالی و جنوبی

دائرہ قطب شمالی اور قطب شمالی کے درمیان منطقہ باردہ شمالی اور دائرہ قطب جنوبی اور قطب جنوبی کے درمیان منطقہ باردہ جنُوبی واقع ہے۔

مسلم ممالک میں پاکستان کی اہمیت

پاکستان ایک اہم اسلامی مُلک ہے۔ جغرافیائی لحاظ سے ہمارا مُلک مُسلم ممالک کے قریباً درمیان میں واقع ہے۔ پاکستان کے شمال مغرب میں مشرق وسطیٰ اور افریقہ کے اسلامی ممالک ہیں اور مشرق میں اہم اسلامی ممالک بنگلہ دیش، ملائیشیا اور انڈونیشیا ہیں۔ برِّصغیر پاک و ہند میں اِسلام سب سے پہلے اُن علاقوں میں پھیلا جو آج کل پاکستان میں شامل ہیں۔

پاکستان اور عالمی امور

پاکستان دُنیا کے تمام ممالک کے ساتھ بہت اچھے تعلّقات رکھنے میں یقین رکھتا ہے۔ پاکستان نے دُنیا کو ایک پُرامن جگہ بنانے کی ہمیشہ حمایت کی ہے۔ دُنیا میں کہیں بھی انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہو تو پاکستان اس کے خلاف آواز اُٹھاتا ہے اور تمام انسانوں کو بُنیادی حقوق (روٹی، کپڑا، مکان، اچھی صحت اور اچھا ماحول) دینے کی حمایت کرتا ہے۔ پاکستان دُنیا کے غریب ممالک کی ہر ممکن مدد کرتا ہے۔

سوالات

مختصر جواب دیں :

1 — برِاعظم کسے کہتے ہیں ؟ دُنیا کے برِاعظموں کے نام لکھیں ۔

2 — پاکستان کا محلِ وقوع بلحاظ ممالک بیان کریں ۔

3 — خالی جگہ پُر کریں :

(i) پاکستان کا کُل رقبہ ———— مربّع کلومیٹر ہے ۔

(ii) خطوطِ عرض بلد کی تعداد ———— ہے ۔

(iii) خطوطِ طُول بلد کی تعداد ———— ہے ۔

(iv) منطقہ حارہ خطِ استوا کے دونوں طرف خطِ ———— اور خطِ جدی کے درمیان واقع ہے ۔

(v) ہمارا ملک مُسلم ممالک کے قریباً ———— میں واقع ہے ۔

4 — درست بیان کے آگے ✓ کا نشان لگائیں اور غلط کے آگے × کا نشان لگائیں

(i) خطِ استوا سے 24.50° درجے شمال میں گزرنے والے خط کو خطِ سرطان کہتے ہیں

(ii) خطوطِ طُول بلد تعداد میں 360 ہوتے ہیں ۔

(iii) ہم سُورج سے سردی حاصل کرتے ہیں ۔

(iv) خطوطِ عرض بلد کے درجوں کا حساب انگلستان کے شہر برمنگھم سے لگایا جاتا ہے

(v) خطِ استوا کا درجہ صفر مانا جاتا ہے ۔

سطح

کسی جگہ کی سطح سے مراد وہاں کے پہاڑ، سطح مرتفع اور میدان ہیں۔
پاکستان کی سطح زمین کو چار حصّوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

1 — شمال مغربی پہاڑی علاقہ
2 — سطح مُرتفع پوٹھوار اور سطح مُرتفع بلوچستان
3 — دریائے سندھ کا میدان
4 — ساحلی علاقہ

1 — شمال مغربی پہاڑی علاقہ

صفحہ ۱۱ پر دیے گئے نقشے میں گہرے بھُورے رنگ سے جو علاقہ دکھایا گیا ہے، وہ پاکستان کا شمال مغربی پہاڑی علاقہ ہے۔ پاکستان کے شمال میں بلند پہاڑوں کا سلسلہ پھیلا ہُوا ہے جسے کوہ ہمالیہ کہتے ہیں۔ اس کے شمال اور شمال مغرب میں کوہِ قراقرم اور کوہ ہندوکش ہیں اور مغربی شاخوں میں کوہِ سلیمان اور کوہِ کیرتھر شامل ہیں۔

قراقرم کے پہاڑ پاکستان کے شمالی علاقوں لدّاخ اور گلگت میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ پہاڑ بہت بلند ہیں۔ ان کی چوٹیاں گرمیوں کے موسم میں بھی برف سے ڈھکی رہتی ہیں۔ اِنھیں

پہاڑوں میں پاکستان کی سب سے بلند چوٹی کے۔ٹو واقع ہے ۔ یہ چوٹی دُنیا میں بلندی کے لحاظ سے دُوسرے نمبر پر ہے ۔

قراقرم کے پہاڑوں کے درمیان گلگت کی وادی ہے ۔ یہاں سردیوں میں تو بہت زیادہ سردی پڑتی ہے ۔ البتہ گرمیوں کا موسم بہت خوشگوار ہوتا ہے ۔ جابجا کِھلے ہوئے جنگلی پھُول بہت خُوب صُورت دکھائی دیتے ہیں ۔

اِنھیں بلند پہاڑوں میں سے پاکستان کے فوجی نوجوانوں نے اپنے دوست ہمسایہ مُلک چین کی مدد سے پکّی سڑک بنائی ہے جِسے شاہراہِ قراقرم ، یا شاہراہ ریشم کہتے ہیں۔اِس شاہراہ کی بدولت پاکستان اور چین کے درمیان تجارت میں اضافہ ہو رہا ہے ۔

مری اور ہزارہ کی پہاڑیاں

شمالی بلند پہاڑی سِلسلوں کے جنوب میں مری اور ہزارہ کی پہاڑیاں واقع ہیں ۔ مری، ایبٹ آباد ، نتھیا گلی ، ایوُبیہ ، کاغان، سوات اور چترال جیسی خُوب صُورت وادیاں اِنھیں پہاڑیوں میں واقع ہیں۔ اِن میں پھل بکثرت پیدا ہوتے ہیں ۔

کوہِ سلیمان کے پار جانے کے لیے پہاڑوں میں قُدرتی راستے ہیں جنھیں ہم دُرّے کہتے ہیں ۔ اِن میں درّہ خیبر، کرُم، ٹوچی، گومل اور بولان مشہور ہیں ۔ اِس علاقے کی بیشتر تجارت اِنھیں درّوں کے راستے ہوتی ہے ۔

کوہ سلیمان کا سارا پہاڑی سلسلہ بنجر ہے ۔ بارش کم ہونے کی وجہ سے یہاں زیادہ درخت نہیں اُگتے ۔ البتّہ تھوڑی بہت گھاس اور کانٹے دار جھاڑیاں اُگتی ہیں جن پر بھیڑیں اور بکریاں پالی جاتی ہیں ۔ پہاڑوں کی وادیوں میں چھوٹے چھوٹے دریا بہتے ہیں ۔ اِن دریاؤں کے قریبی علاقوں میں کھیتی باڑی کی جاتی ہے ۔ کوہ سلیمان کے جنوب میں کوہ کیرتھر پھیلا ہوا ہے جو بلوچستان کو پنجاب سے جدا کرتا ہے ۔

2۔ سطحِ مرتفع

ایسے علاقے پاکستان میں دو حصّوں میں پائے جاتے ہیں

ا ۔ سطحِ مرتفع پوٹھوار

ب ۔ سطحِ مرتفع بلوچستان

سطحِ مرتفع پوٹھوار : دریائے جہلم اور دریائے سندھ کے درمیان شمالی حِصّہ میں سطحِ مرتفع پوٹھوار واقع ہے ۔ اِس میں چکوال، جہلم، راولپنڈی اور اٹک کے اضلاع شامل ہیں ۔

پوٹھوار کی سطحِ زمین برساتی نالوں اور بارش سے کٹی ہوئی ہے ۔ یہ زمین کہیں سے نرم اور کہیں سے سخت پتھریلی ہے ۔ کہیں چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ہیں اور کہیں پانی کی کاٹ سے زمین ٹوٹ پھُوٹ گئی ہے اور کھڈ بن گئے ہیں ۔ اس لیے زمین کاشت کے لیے اچھی نہیں ہے ۔ البتّہ پہاڑی علاقوں میں معدنیات مِلتی ہیں ۔

سطحِ مرتفع بلوچستان : کوہِ سلیمان اور کوہ کیرتھر کے مغرب کی طرف سطحِ مرتفع بلوچستان واقع ہے ۔ اس کی سطح پتھریلی اور ریتلی ہے ۔ خشک پہاڑیوں کا یہ سلسلہ شمال مشرق سے

پاکستان
فزیکل (سطح)
0 200 400 کلومیٹر
سطح سمندر سے بلندی
4500 میٹر سے زائد
2400 میٹر سے 4500 میٹر
1200 میٹر سے 2400 میٹر
300 میٹر سے 1200 میٹر
150 میٹر سے 300 میٹر
150 میٹر سے کم
دریائے کابل
درہ کرم
درہ ٹوچی
درہ گومل
درہ بولان
کوہ چاغی
کوہ سلطان
راس کوہ
بلوچستان
کوہ وسطی مکران
کوہ ساحلی مکران
بحیرۂ عرب
سندھ
تھل
پنجاب
دریائے بیاس
دریائے ستلج
دریائے راوی
دریائے چناب
دریائے جہلم
چولستان
7160
8690
8090
64
68
72
76
80
36
32
28
24

جنُوب مغرب کی طرف پھیلا ہُوا ہے۔

اِس سطح مرتفع کے وسط میں نمکین پانی کی ایک جھیل ہے جس میں چند ندی نالے آ کر گِرتے ہیں۔ یہاں کی آب و ہَوا گرمیوں میں گرم خشک اور سردیوں میں سرد خشک ہے۔ بارش بہت کم ہوتی ہے۔ تاہم جہاں پانی دستیاب ہے وہاں کنوئیں، جنھیں کاریز بھی کہتے ہیں، بنا لیے گئے ہیں۔ اِن سے کھیتوں کو پانی مہیا کیا جاتا ہے۔ اس علاقے میں کوئٹہ، چمن اور زیارت صحت افزا مقامات ہیں، جہاں پھلوں کی پیداوار بکثرت ہوتی ہے۔

3- دریائے سندھ کا میدان

اس وسیع میدان کو دو حصّوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

ا - دریائے سندھ کا بالائی میدان۔

ب - دریائے سندھ کا زیریں میدان۔

ا - دریائے سندھ کا بالائی میدان : یہ میدان پاکستان کی مشرقی سرحد سے مغرب کی طرف کوہِ سلیمان تک اور شمال میں سطح مُرتفع پوٹھوار سے جنوب میں ضِلع بہاولپور کی سرحد تک پھیلا ہُوا ہے۔ اِس علاقے کو دریائے سِندھ، دریائے جہلم، دریائے چناب، دریائے راوی اور دریائے ستلج سیراب کرتے ہیں۔ یہ ایک ہموار میدان ہے۔ یہ میدان دریاؤں کی لائی ہوئی زرخیز اور نرم مٹّی سے بنا ہے۔ اِس میدان کی ڈھلان بتدریج کم ہونے کی بدولت، دریا آہستہ آہستہ بل کھاتے ہوئے بہتے ہیں۔

پنجاب کے مشرقی علاقوں میں بارش 375 اوسطاً ملی میٹر سالانہ ہے جو فصلوں کی کاشت کے لیے کافی نہیں ہے۔ بارش کی اِس کمی کو دریاؤں سے نہریں نکال کر پُورا کیا گیا ہے۔ اس میدانی حِصّے میں نہروں کا جال بِچھا ہُوا ہے۔ اِس طرح نہروں کے ذریعے پانی اُن علاقوں تک بھی

پہنچ گیا ہے جہاں کچھ سال پہلے کھیتی باڑی کرنا قریباً ناممکن تھا۔ ہموار میدان ہونے کی وجہ سے آمدورفت میں بھی کوئی مشکل نہیں ہوتی۔

ب ۔ دریائے سندھ کا زیریں میدان : صُوبہ پنجاب کا جنُوبی حِصّہ اور صُوبہ سِندھ، "دریائے سندھ کا زیریں میدان" کہلاتا ہے۔ یہ بھی ہموار میدان ہے۔ اِس علاقے کو دریائے سندھ سیراب کرتا ہے۔

اِس میدانی علاقے کا شمالی حِصّہ جنوبی حِصّے کی نسبت بلند ہے۔ گدّو، سکھر اور کوٹری کے قریب دریائے سندھ پر بند باندھ کر بہت سی نہریں نکالی گئی ہیں۔ لہٰذا یہ علاقے بھی سرسبز و شاداب ہو گئے ہیں۔ سندھ کا زیریں مشرقی حِصّہ ریتلا ہے۔ اِس حِصّے کو 'تھر' کہتے ہیں۔

دریائے سِندھ کے میدان کا یہ حِصّہ بھی نرم اور زرخیز مٹّی سے بنا ہُوا ہے۔ مگر بارش کم ہونے کی وجہ سے یہاں کی زمین مدّتوں بیکار رہی اور لوگ خانہ بدوشوں کی طرح زندگی گزارتے اور بھیڑیں بکریاں پال کر گزارہ کرتے رہے۔ مگر اب نہروں کی بدولت کچھ حِصّہ سرسبز اور شاداب ہو گیا ہے۔ اب ان علاقوں میں گندم، دھان اور کپاس کی کاشت کی جاتی ہے۔

4- ساحلی علاقے

صُوبہ سِندھ اور صُوبہ بلوچستان کے ساتھ بحیرہ عرب واقع ہے۔ بحیرہ عرب کے ساحل کے ساتھ ساتھ میدانی علاقہ واقع ہے، اسے ساحلی میدان کہتے ہیں۔ ساحلی میدان کی چوڑائی کم ہے یہاں سمندری لہروں کا پانی اندر بھی آجاتا ہے۔ یہاں ناریل کے درختوں کے جُھنڈ کہیں کہیں دکھائی دیتے ہیں۔

سوالات

1 — دریائے سندھ کے بالائی اور زیریں میدان کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں ؟

2 — پاکستان کی سطح زمین کو کتنے حصّوں میں تقسیم کیا گیا ہے ؟

3 — ساحلی علاقے کن صُوبوں میں واقع ہیں ؟

4 — دریائے سندھ کے میدان کی اقسام بیان کریں ۔

5 — خالی جگہ پُر کریں :

(i) پاکستان کے سطح کے لحاظ سے ______ حصے ہیں۔

(ii) کوہ ہمالیہ کا سلسلہ پاکستان ______ میں ہے ۔

(iii) پاکستان کی سب سے بلند چوٹی ______ ہے ۔

(iv) قراقرم کے پہاڑوں کے درمیان ______ کی وادی ہے ۔

6 — غلط یا صحیح پر نشان لگائیں :

(i) پاکستان اور چین نے مِل کر شاہراہِ ریشم کی تعمیر کی ہے ۔ ص / غ

(ii) کوئٹہ، چمن اور زیارت سطح مُرتفع پوٹھوار کے علاقے ہیں۔ ص / غ

(iii) پاکستان کے تین صُوبوں کی سرحدیں سمندر سے ملتی ہیں ۔ ص / غ

آب و ہوا

ہم دیکھتے ہیں کہ سارا سال موسم ایک جیسا نہیں رہتا۔ کبھی گرمی پڑتی ہے تو کبھی سردی کبھی موسم بہار آجاتا ہے تو کبھی موسم برسات۔ موسموں کی اس مجموعی کیفیت کا نام آب وہوا ہے۔

پاکستان ایک بڑا ملک ہے، اس لیے یہاں کے مختلف علاقوں میں موسم ایک جیسا نہیں رہتا۔ مثلاً اگر میدانی علاقے میں گرمی پڑ رہی ہو تو کچھ لوگ مری، نتھیا گلی، ایبٹ آباد، سوات، زیارت اور کوئٹہ جیسے مقامات پر چلے جاتے ہیں کیونکہ بلندی کی وجہ سے وہاں موسم خوشگوار ہوتا ہے۔ اسی طرح سردیوں میں پنجاب کی آب و ہوا سرد اور خشک ہوتی ہے۔ پہاڑی علاقوں میں اس موسم میں نہ صرف سخت سردی پڑتی ہے بلکہ برفباری بھی ہوتی ہے۔ اس کے مقابلے میں کراچی کی آب و ہوا سمندر کے قریب ہونے کی بدولت معتدل رہتی ہے۔

پاکستان میں بارش کی مقدار مختلف علاقوں میں مختلف ہے، لیکن مجموعی طور پر پاکستان میں بارش کم ہوتی ہے۔ زیادہ درخت لگانے سے ماحول صاف رہتا ہے اور علاقے میں بارش کے امکانات بھی بڑھ جاتے ہیں۔

پاکستان کے مختلف علاقوں میں بارش اور درجۂ حرارت کا فرق ہے۔ گرمیوں میں ہوائیں سمندر سے خشکی کی طرف چلتی ہیں اور سردیوں میں خشکی سے سمندر کی طرف۔ کیونکہ یہ ہوائیں موسموں کی تبدیلی سے پیدا ہوتی ہیں۔ اس لیے انھیں موسمی یا مون سون ہوائیں کہتے ہیں۔

درجہ حرارت کے اعتبار سے صوبہ سندھ میں جیکب آباد، صوبۂ بلوچستان میں سبی اور پنجاب میں ضلع خوشاب اور میانوالی گرم ترین علاقے ہیں۔ گرمیوں میں ان کا درجہ حرارت کبھی کبھی 50 ڈگری

سینٹی گریڈ تک پہنچ جاتا ہے۔ ماحول میں گرد و غبار کی وجہ سے بھی گرمی بڑھ جاتی ہے۔

موسمِ گرما کی مون سون ہوائیں

پاکستان میں موسمِ گرما کی بارش مون سون ہواؤں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ یہ ہوائیں گرمیوں میں سمندر سے خشکی کی طرف چلتی ہیں۔

اِن ہواؤں کے چلنے کی بڑی وجہ یہ ہے کہ پاکستان کا زیادہ حصّہ خشکی پر مشتمل ہے، جس کے جنوب میں بحیرۂ عرب واقع ہے۔ مئی اور جُون میں ہمارے مُلک میں سخت گرمی پڑتی ہے۔ دن کے وقت درجۂ حرارت کافی بڑھ جاتا ہے۔ ملک کے بعض حِصّوں میں دن کے وقت درجۂ حرارت °50 سینٹی گریڈ تک پہنچ جاتا ہے۔ جس سے ہَوا بھی گرم ہو جاتی ہے۔ گرم ہَوا چونکہ ہلکی ہوتی ہے اس لیے یہ اُوپر اُٹھنا شروع کر دیتی ہے۔ اس کے برعکس خلیج بنگال اور بحیرۂ عرب میں درجۂ حرارت کم ہوتا ہے اور ہَوا ٹھنڈی ہوتی ہے۔ اس لیے گرمیوں میں ہوائیں سمندر سے خشکی کی طرف چلتی ہیں۔ چونکہ یہ ہَوائیں سمندر سے آتی ہیں اِس لیے

نمی سے بھرپُور ہوتی ہیں ۔کوہ ہمالیہ اِن ہَواؤں کے راستے میں رکاوٹ بنتا ہے جس کی وجہ سے اِن کا رُخ شمال کی بجائے مشرق سے مغرب کی طرف ہو جاتا ہے ۔ یہی ہَوائیں پاکستان کے شمال مشرقی حصّے میں زیادہ اور جنُوب مغربی حصّے میں نسبتاً کم بارش برساتی ہیں ۔ پاکستان میں زیادہ بارش شمال مغربی پہاڑی علاقے میں ہوتی ہے ۔مری میں سالانہ بارش 1484 ملی میٹر، اسلام آباد میں 1142 ملی میٹر اور میدانی علاقوں میں سب سے زیادہ بارش سیالکوٹ میں ہوتی ہے جو 950 ملی میٹر ہے ۔

موسمِ سرما کی مون سون ہَوائیں

دسمبر، جنوری اور فروری کے مہینوں میں سُورج کی شعاعیں پاکستان کے علاقے پر ترچھی پڑتی ہیں ۔ زمینی علاقے کی ہَوا سرد ہو کر ٹھنڈی اور بھاری ہوجاتی ہے ۔ اس کے برعکس پانی دیر میں ٹھنڈا ہوتا ہے ، اس لیے وہاں کی ہَوا نسبتاً گرم اور ہلکی ہوتی ہے ۔ لہٰذا ہوائیں اپنے چلنے کے اُصول کے مطابق خشکی سے سمندر کی طرف چلنا شروع کر دیتی ہیں ۔چونکہ یہ ہوائیں خشکی کی

طرف سے آتی ہیں ۔ اس لیے ان میں نمی نہ ہونے کی وجہ سے بارش نہیں ہوتی ، یہی وجہ ہے
کہ پاکستان کا موسم سردیوں میں سرد اور خُشک ہوتا ہے ۔

گرد باد

کم دباؤ
73-75
75.0
زیادہ دباؤ
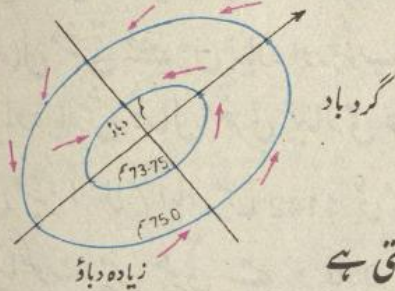
گرد باد

کئی دفعہ بعض جگہوں پر ہَوا گول گول چکرّوں میں بھی چلتی ہے
جسے ہم بگولا کہتے ہیں لیکن اگر یہ چکر کئی کلومیٹروں تک پھیلے ہُوئے ہوں تو اُنھیں گرد باد کہتے ہیں۔
بعض اوقات کِسی خاص مقام پر تیز دُھوپ کی وجہ سے درجۂ حرارت بڑھ جاتا ہے تو وہاں
ہَوا کا دباؤ بہت کم ہو جاتا ہے ۔لیکن اِس کے مقابلے میں اِرد گِرد کے علاقے میں ہَوا کا دباؤ
زیادہ ہوتا ہے ۔ ایسی صُورت میں ہَوائیں کم دباؤ والے علاقے کی طرف تیزی سے چلنا شُروع
کر دیتی ہیں ۔ یہاں پہنچ کر ہَوائیں گرم ہو کر اُوپر کی طرف اُٹھتی ہیں اور ٹھنڈی ہو کر بارش برساتی
ہیں ۔ ایسی بارش کو گرد باد کی بارش کہتے ہیں ۔

آب و ہَوا کا لوگوں کی زِندگی پر اثر

آب و ہَوا پاکستان کے لوگوں کے رہن سہن پر اثر انداز ہوتی ہے ۔ گرمیوں میں جب سخت
گرمی پڑتی ہے تو لوگ مارے گرمی کے بے حال ہُوئے جاتے ہیں ۔ ہلکی پُھلکی غذا کھاتے ہیں اور
باریک کپڑے پہنتے ہیں ۔اِن دِنوں پانی ، مشروبات اور برف کا استعمال بڑھ جاتا ہے۔ چرند پرند
سب سایہ دار جگہوں میں دوپہر گزارتے ہیں ۔ سردیوں میں میدانی علاقوں میں سخت سردی
تو نہیں پڑتی مگر گرم خِطّے میں رہنے کی وجہ سے لوگوں کو سردی زیادہ محسوس ہوتی ہے ۔ موٹے
اور گرم کپڑے پہنتے ہیں۔ اِن دِنوں گرم چائے اور قہوہ کا استعمال عام ہو جاتا ہے ۔
گرمیوں اور سردیوں میں آب و ہَوا کے فرق کا اثر پاکستان کی زراعت پر بھی نمایاں ہے

یہی وجہ ہے کہ گرمیوں میں پیدا ہونے والی فصلیں سردیوں میں پیدا ہونے والی فصلوں سے مختلف ہیں ۔

آب و ہوا کا اثر لوگوں کی صحت پر بھی پڑتا ہے ۔ پاکستان کے بڑے بڑے شہروں کی فضا وہاں کی صنعتوں اور ذرائع آمدورفت کے دھوئیں کی وجہ سے خاصی حد تک آلودہ ہو رہی ہے جس سے لوگوں کی صحت پر خاصے بُرے اثرات پڑ رہے ہیں ۔

موسم کو خوشگوار بنانے کے لیے ہمیں مزید درخت لگانے کی ضرورت ہے اس مقصد کے لیے دریاؤں ، نہروں ، سڑکوں اور ریلوے لائنوں کے کناروں پر درخت لگائے جا سکتے ہیں ۔

موسم کی خصوصیّات ناپنے کے آلات

موسم کی مختلف خصوصیّات کو ناپنے کے لیے مختلف آلات استعمال ہوتے ہیں ۔ آئیے ان پیمانوں کا ذکر پڑھیں ۔

1 — تھرما میٹر : موسم کا درجۂ حرارت معلوم کرنے کے لیے جو آلہ استعمال ہوتا ہے اسے تھرما میٹر کہتے ہیں ۔ ان کی کئی اقسام ہوتی ہیں لیکن پارے کے تھرما میٹر زیادہ استعمال ہوتے ہیں ۔
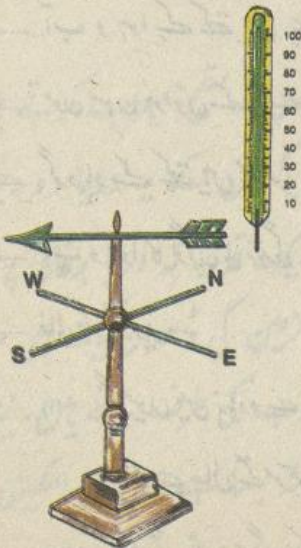
2 — بادنما : ہوا کی سمت معلوم کرنے کے لیے جو آلہ اِستعمال کرتے ہیں ، اسے باد نما کہتے ہیں
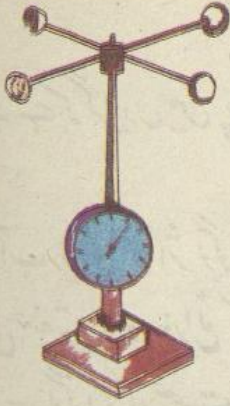
3 — بادپیما : ہَوا کی رفتار معلوم کرنے کے لیے جو آلہ استعمال کرتے ہیں ، اسے بادپیما کہتے ہیں ۔

4 — بیرومیٹر : ہوا کا دباؤ معلُوم کرنے کے لیے جو آلہ استعمال کرتے ہیں ، اسے بیرومیٹر کہتے ہیں ۔

5 — مقیاس المطر : بارش کی پیمائش کے لیے جو آلہ استعمال کرتے ہیں اسے مقیاس المطر کہتے ہیں ۔

سوالات

1 — آب و ہوا کِسے کہتے ہیں ؟

2 — مون سون ہَواؤں کے بارے میں مختصر بیان کریں ۔

3 — گرد باد کِسے کہتے ہیں مختصراً بیان کریں ۔

4 — آب و ہوا کا لوگوں کی زندگی پر کیا اثر ہوتا ہے ؟

5 — خالی جگہ پُر کریں ۔

(i) گرمیوں میں زیادہ سے زیادہ درجۂ حرارت ہمارے ملک میں ...... سینٹی گریڈ تک جا پہنچتا ہے ۔

(ii) سارے سال کے موسموں کی مجموعی کیفیت کو .... کہتے ہیں ۔

(iii) پاکستان میں موسم گرما کی بارش .... ہواؤں کی وجہ سے ہوتی ہے ۔

آب پاشی

آب پاشی سے مراد مصنوعی طریقے سے فصلوں کو پانی دینا ہے ۔ پاکستان کا قابلِ کاشت رقبہ 8 کروڑ ایکڑ ہے جس میں سے ایک کروڑ ایکڑ بارانی ہے جہاں فصلوں کی کاشت کا دار و مدار بارش پر ہے۔ 4 کروڑ ایکڑ کا نہری آب پاشی پر انحصار ہے باقی 3 کروڑ ایکڑ بے کار پڑا ہے۔ آب پاشی کو پاکستان میں بہُت اہمیّت حاصل ہے ۔ پانی کے صحیح استعمال پر بھی توجہ دینی چاہیے تاکہ زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھایا جا سکے پاکستان میں آب پاشی کے مندرجہ ذیل طریقے ہیں :

1 نہریں 2 کنوئیں اور ٹیوب ویل 3 چھوٹے بند اور تالاب - کاریز

1- نہریں

پاکستان کو پانچ بڑے دریا ، سندھ ، جہلم ، چناب ، راوی اور ستلج سیراب کرتے ہیں۔ اِن میں سے آب پاشی کے لیے نہریں نکالی گئی ہیں ۔ پاکستان کے یہ دریا دو وجُوہات کی بنا پر نہریں نکالنے کے لیے بہت موزوں ہیں ۔ ایک تو یہ کہ دریا برفانی پہاڑوں سے نکلتے ہیں اور سارا سال بہتے رہتے ہیں ۔ دُوسرے زمین کی ڈھلان ایک ہی طرف ہونے کی وجہ سے تمام دریا شمال مشرق سے جنوب مغرب کی طرف بہتے ہیں۔ نیز دریا سُست رفتار ہیں ، اس لیے نہروں میں پانی بھی آہستہ آہستہ بہتا ہے جس سے کھیتوں کو پانی دینے میں بہت آسانی ہوتی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ نہروں کا پانی صُوبہ پنجاب اور

صُوبہ سندھ کے اکثر حصّوں میں پہنچ جاتا ہے جس سے زرعی پیداوار بڑھانے میں مدد ملتی ہے بڑی نہریں سینکڑوں مربع کلومیٹر علاقے کو سیراب کر سکتی ہیں۔ پاکستان کا نہری نظام دُنیا کا بہترین نہری نظام ہے اور ہمیں چاہیے کہ گاؤں اور شہر کی گندگی دریاؤں میں شامل نہ ہونے دیں۔

پانی کے بہاؤ اور اِستعمال کے لحاظ سے پاکستان میں چار قسم کی نہریں ہیں۔

(ا) سیلابی نہریں (ب) دوامی نہریں (ج) غیر دوامی نہریں (د) رابطہ نہریں۔

ا۔ سیلابی نہریں :

اِن نہروں میں صرف سیلاب کے دِنوں میں پانی آتا ہے۔ بارش کے بعد جب دریاؤں کا پانی چڑھ جاتا ہے تو یہ نہریں خود بخود چلنے لگتی ہیں۔ ایسی نہریں زیادہ تر راجن پور، ڈیرہ غازی خاں اور مظفر گڑھ کے ضِلعوں میں ہیں۔

ب۔ دوامی نہریں :

یہ نہریں دریاؤں پر بند باندھ کر نکالی گئی ہیں اور سارا سال چلتی رہتی ہیں۔ بند کے ذریعے دریا کے پانی کو روک لیا جاتا ہے جس سے پانی کی سطح بلند ہو جاتی ہے۔ بندیں ایسے دروازے بھی بنا دیے جاتے ہیں کہ اگر پانی کو روکنا ہو تو انھیں بند کر دیا جاتا ہے اور جتنی ضرورت ہو اُس کے مطابق پانی نہر میں چھوڑا جا سکتا ہے۔ اِن بندوں کو بیراج کہتے ہیں۔ اِن میں زیادہ مشہور بیراج مندرجہ ذیل ہیں:۔

جناح بیراج : دریائے سِندھ پر کالا باغ کے قریب ایک بند باندھا گیا ہے، جسے جناح بیراج کہتے ہیں۔ اِس سے نہریں نکالی گئی ہیں جو تھل کے شمال مغربی حِصّے کو سیراب کرتی ہیں۔ اِن نہروں کی بدولت تھل کا کافی علاقہ سرسبز و شاداب ہو گیا ہے۔

تونسہ بیراج : دریائے سِندھ پر تونسہ کے مقام پر بند باندھا گیا ہے جسے تونسہ بیراج کہتے ہیں۔ یہاں سے جو نہریں نکالی گئی ہیں وہ راجن پور، ڈیرہ غازی خاں اور مظفر گڑھ کے ضِلعوں کو سیراب کرتی ہیں۔

گدو بیراج : دریائے سندھ پر ایک بند گدّو کے مقام پر باندھا گیا ہے جسے گدّو بیراج کہتے ہیں۔ اِس سے سکھر، روہڑی اور جیکب آباد کے کھیتوں کو پانی دیا جاتا ہے۔ یہ بیراج بلوچستان صُوبہ کا بھی کچھ حِصّہ سیراب کرتا ہے۔

سکھر بیراج : سکھر بیراج، دریائے سندھ پر سکھر کے قریب واقع ہے۔ یہ بیراج قریباً ڈیڑھ کلو میٹر لمبا ہے اور دُنیا کے بڑے بڑے بیراجوں میں شمار ہوتا ہے۔ اس میں سے سات نہریں نکالی گئی ہیں جو قریباً $20\frac{1}{2}$ لاکھ ہیکٹر رقبے کو سیراب کرتی ہیں۔

کوٹری بیراج : یہ بیراج دریائے سندھ پر کوٹری کے مقام پر بنایا گیا ہے۔ اس سے کوٹری، حیدر آباد اور کراچی کے علاقے سیراب کیے جاتے ہیں۔

صُوبہ پنجاب کی اہم نہریں مندرجہ ذیل ہیں۔

نہر اپر جہلم، نہر لوئر جہلم، نہر اپر چناب، نہر لوئر چناب، نہر اپر باری دوآب، نہر لوئر باری دوآب، اسلام اور پنجند سے نکالی جانے والی دریائے ستلج کی نہریں۔ ان نہروں کی وجہ سے ہی پنجاب کے بیشتر علاقے میں کھیتی باڑی ہوتی ہے۔

صُوبہ سرحد میں دریائے کابل پر وارسک کے مقام پر بند باندھ کر دو نہریں نکالی گئی ہیں۔ دریائے سوات سے بھی دو نہریں نکال کر پشاور کے میدان کو سیراب کیا گیا ہے۔

ج : غیر دَوامی نہریں :

یہ ایسی نہریں ہیں جو برسات کے موسم میں تو خُوب چلتی ہیں کیونکہ اِن دِنوں دریاؤں میں پانی کافی ہوتا ہے۔ مگر اِنھیں صرف اتنا عرصہ ہی استعمال کیا جا سکتا ہے، جتنے دِن دریاؤں میں پانی کافی مقدار میں ہو۔ جیسے ہی دریاؤں کا پانی کم ہُوا، یہ نہریں بھی سُوکھ جاتی ہیں۔ اِن نہروں کے دہانوں پر ہیڈ ورکس بنائے جاتے ہیں۔

د ۔ رابطہ نہریں :

یہ نہریں مددگار نہریں بھی کہلاتی ہیں مثلاً کسی نہر میں پانی کم ہو جائے تو رابطہ نہریں دُوسرے دریاؤں سے پانی حاصل کر کے اِس نہر میں پانی کی کمی کو پُورا کرتی ہیں ۔ اِس طرح آب پاشی کے لیے پانی میں کمی نہیں آتی ۔ صُوبہ پنجاب میں دو دریا ستلج اور راوی ایسے ہیں جو بھارت کے میدانی علاقے سے آتے ہیں جہاں ان سے نہریں نکالی گئی
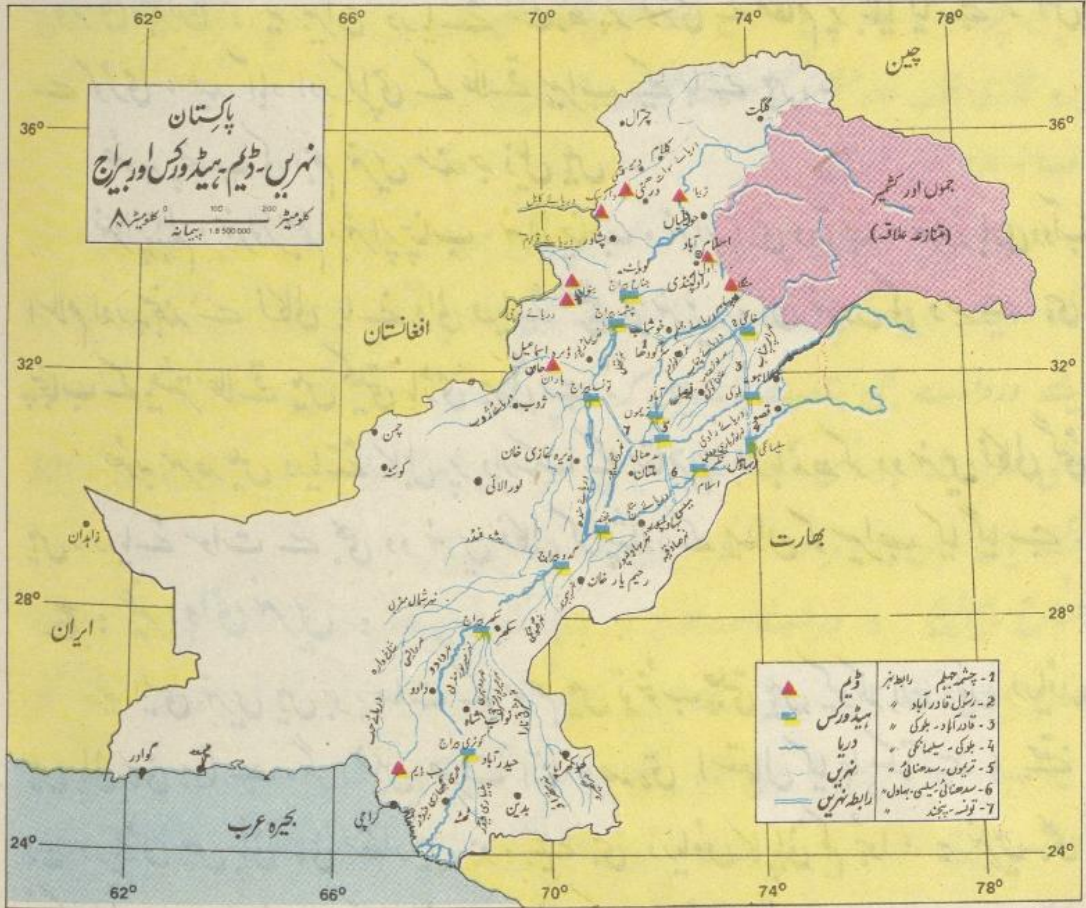
ہیں ، اس لیے ان دریاؤں میں پانی کم رہ جاتا ہے ۔ پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لیے رابطہ نہریں بنائی گئی ہیں جو دریائے سندھ ، جہلم اور چناب سے نکلتی ہیں اور دریائے راوی اور ستلج سے نکلنے والی نہروں میں پانی پہنچاتی ہیں ۔

2 ۔ کنوئیں

بارش کا پانی جو زمین میں جذب ہو جاتا ہے ، وہ زمین کی سطح سے نیچے چٹانوں میں جمع ہوتا رہتا ہے ۔ اس طرح زمین کی تہ میں پانی کا ایک بہت بڑا ذخیرہ بن جاتا ہے ۔ اس پانی کو استعمال میں لانے کے لیے زمین کی کھدائی کر کے کنوئیں بنائے جاتے ہیں ۔ صوبہ پنجاب میں کنوئیں بہت تعداد میں کھودے گئے ہیں ۔ خاص کر تحصیل شکرگڑھ (ضلع نارووال) ، گجرات ، لاہور اور ڈیرہ غازی خاں کے ضلعوں میں کافی آب پاشی کنوؤں کے ذریعے ہوتی ہے ۔ پشاور کی وادی میں بھی کنوؤں کی مدد سے آب پاشی کی جاتی ہے ۔ ان علاقوں میں بارش زیادہ ہونے کی وجہ سے زمین کے اندر پانی کی تہ نزدیک ہے ، اس لیے کنوئیں کھودے جا سکتے ہیں ۔ ان کنوؤں کو رہٹ کہتے ہیں ۔

ٹیوب ویل : آج کل جن دیہات میں بجلی پہنچ چکی ہے ، وہاں رہٹ کی بجائے بجلی کے پمپ سے پانی نکالا جاتا ہے اور جہاں بجلی نہیں پہنچی ، ڈیزل انجن کی مدد سے گہرائی سے پانی نکالا جاتا ہے ۔ ایسے کنوؤں کو ٹیوب ویل کہتے ہیں ۔ اس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ پانی رہٹ کے مقابلے میں زیادہ نکلتا ہے ؛ دوسرے پانی گہرائی سے بھی اوپر کھینچا جا سکتا ہے ۔ اس طرح کم محنت سے زیادہ مل جاتا ہے ۔

3- تالاب اور چھوٹے بند

بعض جگہوں پر پانی کو جمع کرنے کے لیے بڑے بڑے کچے یا پکے تالاب بنائے جاتے ہیں جن میں بارش کا پانی جمع کرکے ضرورت کے وقت استعمال کیا جاتا ہے۔

اسی طرح پہاڑی علاقوں میں نالوں پر چھوٹے بند باندھ کر بہتا ہوا پانی روک لیا جاتا ہے، جس سے پانی کا ایک بہت بڑا ذخیرہ جمع ہو جاتا ہے۔ ان بندوں سے مناسب وقت پر چھوٹی چھوٹی نہروں اور کھالوں کی مدد سے پانی کھیتوں میں پہنچا دیا جاتا ہے۔ یہ بند کم بلند پہاڑی علاقے میں بنائے جاتے ہیں۔ اسلام آباد شہر سے کچھ فاصلے پر راول ڈیم اسی طرح بنایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ صوبہ پنجاب میں ضلع چکوال، اٹک، راجن پور اور ضلع ڈیرہ غازی خاں میں ایسے کئی بند بنا کر پانی کی کمی کو پورا کیا گیا ہے۔ اس قسم کے بہت سے بند صوبہ سرحد اور صوبہ بلوچستان میں بھی ہیں۔

5- کاریز

کاریز صوبہ بلوچستان کے شمالی حصہ میں جہاں بارش زیادہ ہوتی ہے اور پہاڑ کے دامنی علاقے میں پانی رستا رہتا ہے جس سے زیرِ زمین پانی ہمیشہ موجود رہتا ہے کاریز موجود ہیں۔ اندازہ لگا کر کہ پانی کس طرف بہہ رہا ہے وہاں ایک یا دو میل کے فاصلے پر پانی کی تہہ تک کنویں کھود دیتے ہیں تاکہ پانی کا بہاؤ جاری رکھا جا سکے۔ اگر کسی جگہ پر پانی سطح زمین پر آ جائے۔ تو اطراف میں باقاعدہ پتھر کے ٹکڑے رکھ دیتے ہیں تاکہ پانی پھیل نہ جائے اور اوپر سے بھی پتھر کے ٹکڑے رکھ کر ڈھانپ دیتے ہیں تاکہ شدید گرمی سے پانی بخارات بن کر اڑ نہ جائے۔ جب کاریزوں کا پانی قدرے میدانی علاقوں تک پہنچتا ہے تو کھیتوں میں نالیوں کے ذریعے پانی پہنچایا جاتا ہے کھیتوں کو پانی دینے کے لئے کئی ایک کنویں اور نالیاں کھودی جاتی ہیں۔ بعض کنوؤں پر باقاعدہ رَہٹ لگائے جاتے ہیں۔
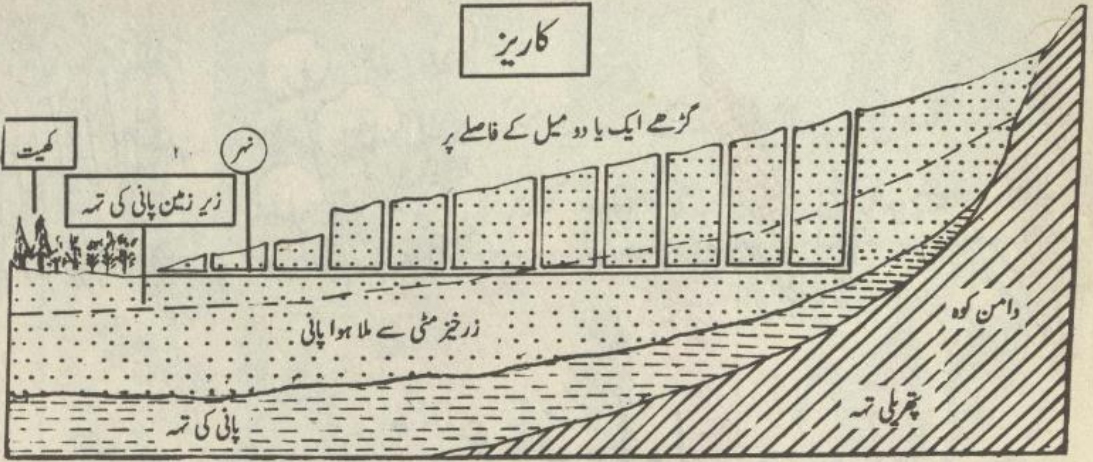
مخصوص کاریز

سوالات

مختصر جواب دیں :

1 — آب پاشی سے کیا مراد ہے ؟

2 — پاکستان میں آب پاشی کن کن طریقوں سے کی جاتی ہے ؟

3 — نہروں کی کتنی قسمیں ہیں ؟ ہر ایک کی خصوصیات بیان کیجیے ۔

4 — خالی جگہ پُر کیجیے :

(i) پاکستان کو ——— بڑے دریا سیراب کرتے ہیں ۔

(ii) سکھر بیراج سے ——— نہریں نکالی گئی ہیں ۔

(iii) زمین دوز پختہ کھالیوں کو ——— کہتے ہیں ۔

(iv) پانی کے بہاؤ اور استعمال کے لحاظ سے پاکستان میں ——— قسم کی نہریں ہیں ۔

(v) سکھر بیراج دریائے ——— پر واقع ہے ۔

(vi) کوٹری بیراج ——— کے نزدیک ——— کے مقام پر بنایا گیا ہے ۔

(vii) صوبہ سرحد میں دریائے ——— پر وارسک کے مقام پر بند باندھ کر ——— نہریں نکالی گئی ہیں ۔

(viii) پاکستان میں ——— کا علاقہ زیادہ گرم اور خشک ہے ۔

زرعی پیداوار

یہ تو ہم جانتے ہیں کہ ہمارے مُلک کے زیادہ تر لوگ دیہات میں رہتے ہیں اور اِن کا پیشہ کھیتی باڑی ہے۔ کِسان دن رات فصلیں اُگانے میں لگے رہتے ہیں۔ آبادی کے بڑھنے سے پیداوار کم پڑجاتی ہے اس لیے مہنگائی بھی بڑھ جاتی ہے۔

فصلوں کو دو بڑے حِصّوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ۔ غذائی اجناس اور نقد آور فصلیں غذائی اجناس میں گندم، چاول ، جو ، چنا اور روغنی بیج وغیرہ شامل ہیں۔ نقد آور فصلوں میں گنا اور کپاس اہم ہیں۔اس کے علاوہ پاکستان میں سبزیاں اور پھل بھی اُگائے جاتے ہیں۔

اناج

گندم : گندم پاکستان کے لوگوں کی عام خوراک ہے ۔ اِس فصل کے لیے چکنی مٹّی اور نسبتاً کم پانی کی ضرورت ہوتی ہے ۔سردیوں کے شروع میں بوئی جاتی ہے۔ اور گرمیوں کے شرُوع میں یہ فصل تیاّر ہو جاتی ہے ۔ فیصل آباد ، ٹوبہ ٹیک سنگھ ، اوکاڑہ ، ساہیوال ، مُلتان ، وہاڑی ، سرگودھا ، جھنگ ، گجرات ، بہاولپوُر ، نواب شاہ ، دادُو اور

حیدرآباد کے اضلاع گندم کی کاشت کے لیے مشہور ہیں ۔ ضلع پشاور ، کوہاٹ ، بنوں، اٹک اور راولپنڈی میں بھی تھوڑی بہت گندم کاشت کی جاتی ہے ۔

چاول: چاول پاکستان کی ایک اہم فصلِ خریف ہے ۔ اِس فصل کی کاشت کے لیے زرخیز مٹّی اور زیادہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے ، اِس لیے اِسے پاکستان کے نہری علاقوں میں کاشت کیا جاتا ہے ۔ پنجاب میں اس کی کاشت کے لیے گوجرانوالا ، سیالکوٹ، شیخوپورہ، فیصل آباد ، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور لاہور کے اضلاع زیادہ مشہُور ہیں ۔ اب چاول کی کاشت سرگودھا ، جھنگ اور گجرات کے اضلاع میں بھی شروع ہو گئی ہے ۔ چاول صُوبہ سِندھ میں لاڑکانہ ، خان گڑھ اور سکھر میں زیادہ کاشت کیا جاتا ہے ۔ صُوبہ سرحد کے دامنی علاقوں میں بھی کہیں کہیں چاول کاشت کیا جاتا ہے ۔ پاکستان میں چاول کی پیداوار میں کافی اضافہ ہوگیا ہے۔اب اپنی غذائی ضروریات پورا کرنے کے بعد چاول برآمد کرتے ہیں۔اس کی فروخت سے ہمیں زرِمبادلہ حاصل ہوتا ہے ۔

چنا: ربیع کی ایک اہم فصل چنا ہے ۔ اس کو زیادہ پانی کی ضرورت نہیں ہوتی ۔ میانوالی، بھکر، خوشاب، سرگودھا، گجرات، جہلم ، مظفرگڑھ اور ڈیرہ غازی خاں کے اِضلاع اِس کی کاشت کے لیے مشہُور ہیں ۔ صُوبہ سندھ کے ضلع سکھر میں بھی چنے کی کاشت ہوتی ہے ۔
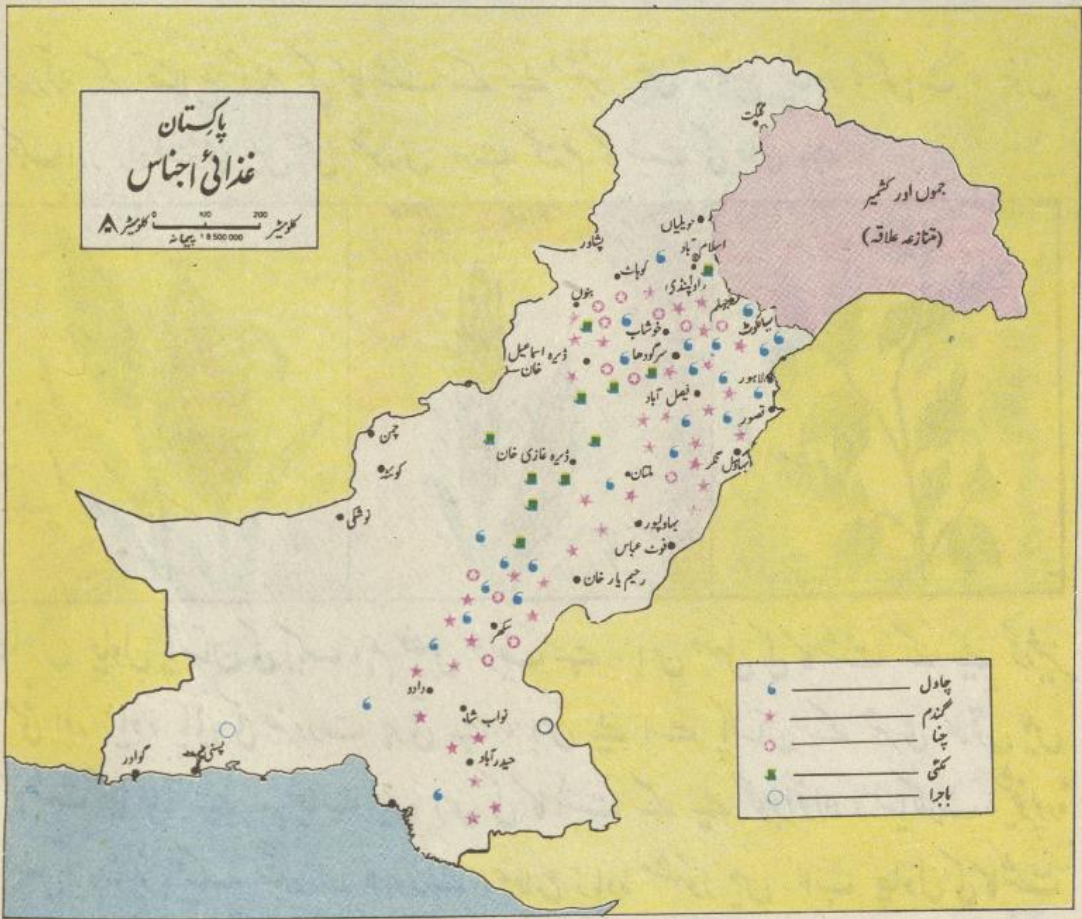
مکئی :

مکئی کا پودا بہت نرم و نازک ہوتا ہے ۔ اِس کی کاشت کے لیے زیادہ بارش اور گرم آب و ہوا والے علاقے مناسب ہیں ۔ پاکستان کے شمالی پہاڑی علاقوں مثلاً مری، ہزارہ، پشاور، ڈیرہ اسماعیل خاں کے علاوہ لاہور اور مُلتان کے نہری علاقوں میں مکئی کثرت سے پیدا ہوتی ہے ۔ نہری علاقوں میں اِسے چارے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے ۔

باجرا :

باجرا گرمیوں کے موسم میں کاشت کیا جاتا ہے ۔ اِسے زیادہ پانی کی ضرورت نہیں ہوتی اس لیے صوبہ پنجاب اور سندھ کے بارانی علاقوں میں کاشت کیا جاتا ہے ۔

روغنی بیج :

خاص خاص روغنی بیج سرسوں ، توریا ، رائی ، تل اور سُورج مُکھی ہیں ۔اِن کی کاشت پاکستان میں ہر جگہ کی جاتی ہے ۔ ان بیجوں سے جو تیل حاصل ہوتا ہے ، وہ کھانا پکانے، مٹھائیاں بنانے اور چراغوں میں جلانے کے کام آتا ہے ۔
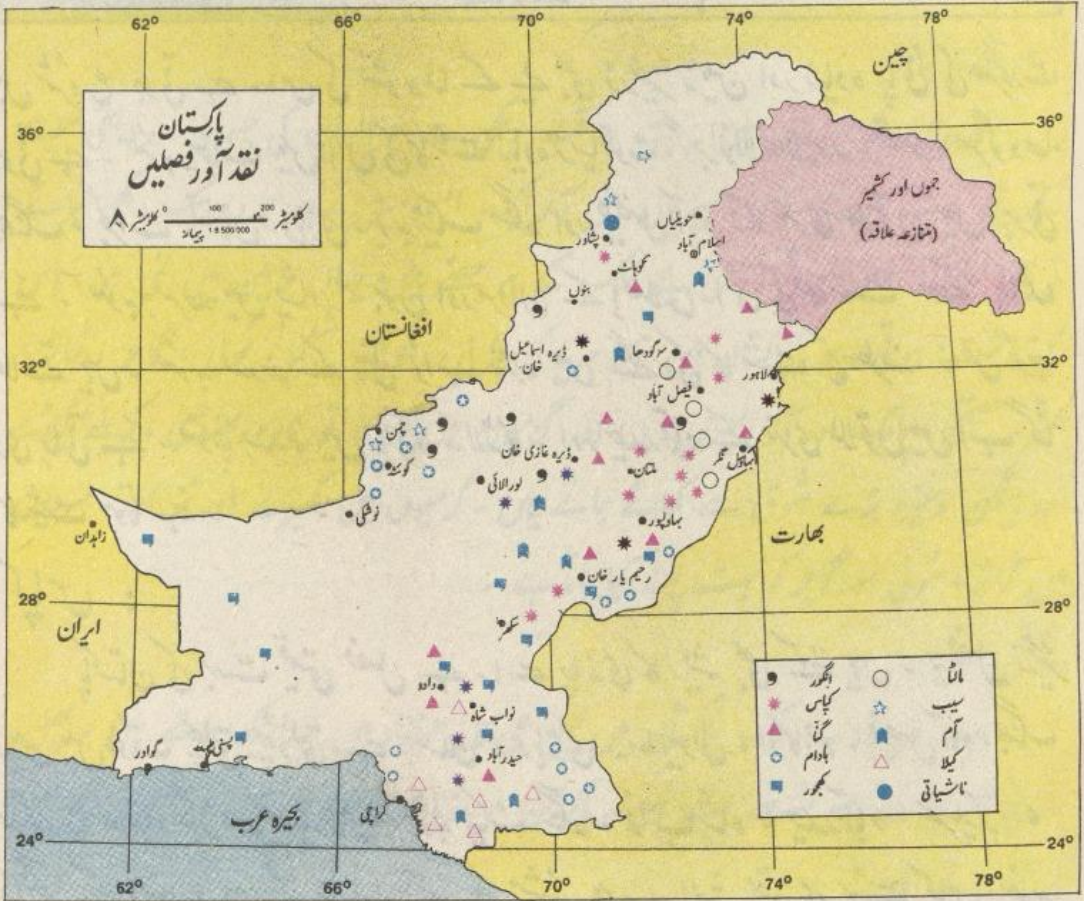
نقد آور فصلیں

گنّا : گنا پاکستان کی اہم فصل خریف ہے۔ اس کی کاشت فروری میں اور کٹائی ستمبر کے مہینے

میں شروع ہوتی ہے ۔ اس کی نشو ونما کے لیے بھی زرخیز زمین اور زیادہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے ۔ صوبہ پنجاب میں اس کی کاشت زیادہ تر سیالکوٹ ، گوجرانوالا ، لاہور ، قصور ، سرگودھا ، جھنگ ، گجرات ، ملتان ، وہاڑی ، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور فیصل آباد کے نہری علاقوں میں ہوتی ہے ۔ صوبہ سرحد میں پشاور ، بنوں اور مردان کے اضلاع اس کی کاشت کے خاص علاقے ہیں ۔ صوبہ سندھ کے ضلع نواب شاہ میں گنّے کی کاشت کی طرف خاص توجّہ دی جاتی ہے ۔ صوبہ سندھ میں دادو ، لاڑکانہ اور حیدرآباد کے نہری علاقوں میں اب گنّا کاشت ہوتا ہے ۔

کپاس :

پاکستان کی بہت قیمتی فصل ہے ۔ اسے چاندی کا ریشہ بھی کہتے ہیں ۔ یہ فصل زرخیز زمین میں خوب پھلتی پھولتی ہے ۔ ملتان ، وہاڑی ، ساہیوال ، اوکاڑہ ، فیصل آباد ، جھنگ ، سرگودھا ، بہاولنگر ، رحیم یار خاں ، ٹوبہ ٹیک سنگھ ، نواب شاہ ، حیدرآباد ، تھرپارکر ، سانگھڑ کے اضلاع اس کی پیداوار کے لیے مشہور ہیں ، البتّہ تھوڑی بہت کپاس صوبہ سرحد اور صوبہ بلوچستان میں بھی کاشت کی جاتی ہے ۔ پاکستان میں عام طور پر دو طرح کی کپاس ہوتی ہے ۔ ایک چھوٹے ریشے والی دیسی کپاس اور دوسری اچھی قسم کی لمبے ریشے والی کپاس ۔ دیسی کپاس تو گدّے اور تکیے بھرنے کے کام آتی ہے ۔ دیہات میں

کھڈیوں پر اس سے دریاں اور کھیس تیار کیے جاتے ہیں ۔ اچھی قسم کا ریشہ لمبا ہوتا ہے جس سے باریک دھاگا بنایا جاتا ہے ۔ اور بہترین قسم کا کپڑا تیار کیا جاتا ہے ۔

پاکستان دُوسرے مُلکوں کو کپاس برآمد کرتا ہے ۔ اس کی تجارت سے پاکستان کروڑوں روپے کا زرِمبادلہ کماتا ہے ۔ کپاس کے بدلے دُوسرے مُلکوں سے مشینری وغیرہ منگوائی جاتی ہے ۔

سبزیاں :

قدرت نے سبزیوں میں بہت طاقت رکھی ہے جو اِنسان کی جسمانی اور دماغی صحت کے لیے بہت ضروری ہے ۔ سبزیوں میں آلو ایک ایسی سبزی ہے جو دیر تک رکھی جائے تو بھی خراب نہیں ہوتی ۔ اِسی لیے مُلک کے ہر حصّے میں جہاں زمین میں نمی ہو، اس کی کاشت ہوتی ہے ۔ پاکستان میں موسمِ سرما کی سبزیاں ، گوبھی ، شلجم ، مُولی ، گاجر ، ٹماٹر ، مٹر ، میتھی ، پالک اور آلو وغیرہ ہیں ، اور گرمیوں میں کدّو ، توری ، بھنڈی ، کریلے ، ٹینڈے اور بینگن وغیرہ بڑے شوق سے کھائے جاتے ہیں ۔ گرمیوں میں کھیرے اور تر اور سردیوں میں ٹماٹر ، مُولی اور گاجر کو بہت پسند کیا جاتا ہے ۔

پھل :

ہمارے پیارے ملک پاکستان میں پھل بھی کافی مقدار میں پیدا کیے جاتے ہیں ۔ پھل اِنسانی صحت کے لیے بہُت مفید ہیں ۔ پاکستان میں زیادہ تر مندرجہ ذیل دو قسموں کے پھل پائے جاتے ہیں ۔

1 — پہاڑی علاقوں کے پھل :

پہاڑی علاقوں میں پائے جانے والے پھلوں میں بادام ، اخروٹ ، پستہ ، سیب ، انگور اور انار زیادہ مشہُور ہیں ۔ یہ پھل صُوبہ پنجاب کے شمالی پہاڑی علاقے ، صُوبہ سرحد اور

صُوبہ بلوچستان میں پَیدا ہوتے ہیں۔

2 ۔ میدانی علاقوں کے پھل

آم ، کیلا ، امرود ، شہتوت ، کینو ، سنگترہ ، خربوزہ ، تربوز اور کھجور میدانی علاقے کے پھل ہیں جو ضِلع اوکاڑہ ، وہاڑی ، قصور ، مُلتان ، حیدر آباد ، میرپُور خاص اور مظفر گڑھ میں بکثرت پَیدا ہوتے ہیں۔

زرعی پیداوار میں اضافہ کے لیے آج کل فصلوں پر جراثیم کُش ادویات چھِڑکنے کا رُجحان بڑھتا جا رہا ہے جِس کی وجہ سے فضائی، آبی اور زمینی آلُودگی میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ یہ صُورت حال اِنسان سمیت تمام جانداروں کے لیے سخت نقصان دِہ ہے ۔ ایسی ادویات کا اِستعمال مقررّہ مقدار سے زیادہ نہ کیا جائے اور اس مقصد کے لیے محکمہ زراعت کی دی ہُوئی ہدایات پر سختی سے عمل کیا جائے تاکہ اِن مُضر اثرات سے بچا جائے ۔

سوالات

1 ــــ پاکستان کے پہاڑی علاقوں میں کون کون سے پھل ملتے ہیں ؟

2 ــــ پاکستان کے میدانی علاقوں میں پائے جانے والے پھلوں کے نام لکھیے ۔

3 ــــ خالی جگہ پُر کریں :

(i) کپاس پاکستان کی بہت ــــــــ فصل ہے ۔

(ii) پنجاب میں دھان کی کاشت کے لیے گوجرانوالا ــــ فیصل آباد ــــ ٹوبہ ٹیک سنگھ اور ــــ مشہُور ہیں ۔

(iii) گندم پاکستان کے لوگوں کی ــــــــ خوراک ہے ۔

(iv) ربیع کی ایک اہم فصل ــــ ہے

(v) مکئی کا پودا بہت ــــــ ہوتا ہے ۔

پاکستان کے قُدرتی وَسائل اور ان کی اہمیّت

قدرتی وسائل سے مراد وہ تمام وسائل ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے فائدے کے لیے پیدا کیے ہیں مثلاً دریا، جنگلات، سمندر، معدنیات اور ہموار زمین وغیرہ۔

پاکستان کو بھی اللہ تعالیٰ نے قدرتی وسائل کی نعمت عطا فرمائی ہے۔ پاکستان کے قدرتی وسائل میں جنگلات، معدنیات، دریا، سمندر، زرخیز زمین اور حیوانات سبھی کچھ شامل ہے۔

جنگلات کسی ملک کی معیشت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ متوازن معیشت کے لیے 1/4 حصہ پر جنگلات ہونے چاہییں خواہ قدرتی ہوں یا ہاتھ سے لگائے ہوئے ہوں۔ پاکستان میں اس وقت صرف 1/20 حصے پر جنگلات ہیں۔ آبادی کے بڑھنے سے لکڑی کی ضرورت بھی بڑھ گئی ہے۔ ہمیں درخت لگانے چاہییں۔ درختوں کو اس حساب سے لگایا اور کاٹا جائے کہ نئے درخت کٹے ہوئے درختوں کی کمی کو پورا کر دیں۔ درختوں کو استعمال کے قابل ہونے میں دس پندرہ سال کا عرصہ لگ جاتا ہے۔

جنگلات اور ان کی اقسام

کسی مُلک کے قُدرتی وسائل میں جنگلات بہت اہم ہیں۔ اِن کا انحصار اُس جگہ کی سطحِ زمین اور آب و ہَوا پر ہوتا ہے۔ اِس لیے دُنیا کے ہر ملک کی آب و ہَوا اور سطحِ زمین میں فرق ہونے کی وجہ سے وہاں کی قدرتی نباتات میں فرق ہے۔ پاکستان کی بھی سطحِ زمین کئی قسم کی ہے، نیز آب و ہَوا میں بھی فرق ہے، اِس لیے اس کی قدرتی نباتات بھی

کئی اقسام کی ہیں ۔

1۔ شمال مغربی پہاڑی جنگلات : نرم لکڑی کے جنگلات پاکستان کے شمال مغربی پہاڑی علاقے میں پائے جاتے ہیں ۔اِن میں چیڑ ، دیودار ، صنوبر اور اخروٹ کے درخت بہت اہم ہیں ۔اِن کی لکڑی عمارتیں اور فرنیچر بنانے کے کام آتی ہے ۔ اِن جنگلات کے علاوہ کوہستان نمک کے علاقے میں کاہو ، پھلاہی اور فراش کے درخت عام نظر آتے ہیں ۔ اِن میں کاہو کی لکڑی چھڑیاں اور کنگھیاں بنانے کے کام آتی ہے ۔ یہ لکڑی ہل اور راہٹ بنانے کے کام بھی آتی ہے ۔ پھلاہی کی مسواک دانتوں کو چمکاتی ہے اور اِنھیں جلا بخشتی ہے ۔

2 — میدانی جنگلات : پاکستان کے میدانی علاقے میں ایسے جنگلات پائے جاتے ہیں جن کے پتّے کم چوڑے اور چھوٹے ہوتے ہیں ۔ ضِلع قصور میں چھانگا مانگا کے مقام پر پاکستان کا سب سے بڑا میدانی جنگل ہے ۔ یہ جنگل ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ کئی کِلومیٹر تک پھیلا ہُوا ہے ۔اِس کے علاوہ چیچہ وطنی، خانیوال، گجرات اور بُوریوالہ میں بھی جنگلات لگائے گئے ہیں ۔ ان میں شیشم ، کیکر ، بکائن، پاپلر اور شہتوت کے درخت عام ملتے ہیں۔

3 — خشک جھاڑی دار جنگلات : جن علاقوں میں بارش کم ہوتی ہے ۔ وہاں خشک قِسم کے درخت ، خشک جھاڑیاں اور گھاس اُگتی ہے ۔ یہ گھاس اور جھاڑیاں پاکستان میں صُوبہ بلوچستان اور صُوبہ سرحد کے مغربی حِصّے میں اُگتی ہیں ۔اِن علاقوں میں پالی جانے والی بھیڑوں اور بکریوں کا گزارہ اِنھیں پر ہوتا ہے ۔

4 — ریگستانی یا صحرائی جنگلات : صُوبہ سندھ کے مشرقی ، پنجاب کے مغربی اور جنُوبی علاقے اور بلوچستان کے اندرونی حِصّوں میں بارش کی کمی کی وجہ سے کچھ پیدا نہیں ہوتا۔ سارے کا سارا علاقہ چٹیل میدان اور ریگستان ہے ۔ کہیں کہیں کانٹے دار جھاڑیاں اُگتی ہیں اور جہاں کہیں پانی مِل جاتا ہے ، کہیں کہیں کھجور کے جُھنڈ نظر آتے ہیں ۔

جنگلات کے فوائد : جنگلات سے بہت فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

1 — جنگلات کسی علاقے کی آب و ہوا پر خوشگوار اثرات مرتب کرتے ہیں۔ ان کی موجودگی سے عمل تبخیر کی رفتار تیز ہو جاتی ہے جس کی بنا پر بارش کے امکان بڑھ جاتے ہیں۔

2 — انسان اور حیوان دھوپ سے بچنے کے لیے ان کے سائے میں پناہ لیتے ہیں۔

3 — جنگلات سے عمدہ قسم کی لکڑی حاصل ہوتی ہے جو عمارتی سامان اور فرنیچر بنانے کے کام آتی ہے۔ کاہو کی لکڑی چھڑیاں اور کنگھیاں بنانے کے کام آتی ہے۔ کیکر کی چھال چمڑا رنگنے کے کام آتی ہے۔ شہتوت کی لکڑی سے کھیلوں کا سامان بنایا جاتا ہے اور اس کے پتوں پر ریشم کے کیڑے پالے جاتے ہیں۔ کھجور کے پتوں سے چنگیریں، چٹائیاں اور ٹوکریاں بنائی جاتی ہیں۔

4 — جلانے کی لکڑی بھی جنگلات ہی مہیّا کرتے ہیں ۔
5 — جنگلات سے ادویات کے لیے جڑی بُوٹیاں حاصل ہوتی ہیں ۔
6 — درختوں کی موجُودگی، تیز ہوا کی شدّت اور پانی کے بہاؤ کی تیزی کو کم کر دیتی ہے جس کے نیتجہ میں مٹّی کٹاؤ سے بچی رہتی ہے ۔
7 — جنگلات، علاقے کی کاربن ڈائی آکسائیڈ کو جذب کرتے ہیں اور آکسیجن کو خارج کرتے ہیں جو جانداروں کے زندہ رہنے کے لیے بہُت ضروری ہے ۔

جنگلی جانور : ہمارے پہاڑی علاقوں میں پہاڑی بھیڑ بکریاں، ریچھ، لومڑیاں اور جنگلی بلیاں پائی جاتی ہیں۔

مری، پتریاٹا اور نتھیا گلی کے جنگلوں میں چیتا اور چھوٹے شیر پائے جاتے ہیں۔ مری، نتھیا گلی، ایبٹ آباد اور کاغان میں بندر بڑی تعداد میں ملتے ہیں۔ جھنگ، سرگودھا ساہیوال اور اوکاڑہ کے اضلاع میں جنگلی سؤر ملتے ہیں۔

سیروسیاحت کا محکمہ محکمہ سیروسیاحت غیر ملکی اور ملکی سیاحوں کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ اِن کی رہائش کے لیے کئی ایک ہوٹل بنائے ہوئے ہیں۔ ہوائی سفر اور زمینی سفر کی سہولتیں میسّر کی گئی ہیں۔

سوالات

مختصر جواب دیں۔

1 — پاکستان میں کتنی قسم کے جنگلات پائے جاتے ہیں ؟
2 — قدرتی وسائل سے کیا مراد ہے ؟

3 — کھجور کے پتّوں سے کیا کیا چیزیں بنتی ہیں ؟

4— جنگلات کے فوائد بیان کریں ۔

5— جنگلی جانور کہاں کہاں پائے جاتے ہیں ؟

6— سیر و سیاحت کا محکمہ کیا ہوتا ہے؟

7— خالی جگہ پر کریں ۔

(i) کاہو کی لکڑی سے ______ بنتی ہے ۔

(ii) ______ کی چھال چمڑا رنگنے کے کام آتی ہے ۔

(iii) شہتوت کی لکڑی سے ______ بنتا ہے ۔

(iv) ______ کا جنگل پاکستان کا سب سے بڑا جنگل ہے ۔

(v) مری، پتریاٹا اور نتھیا گلی کے جنگلوں میں ______ اور ______ پائے جاتے ہیں ۔

(vi) سیر و سیاحت کا محکمہ ______ اور ______ کی دیکھ بھال کرتا ہے ۔

8— پاکستان کے نقشہ میں مختلف جنگلات پُر کریں ۔

معدنیات اور توانائی کے وسائل

جس طرح زمین کے اوپر کئی قسم کی اشیاء پائی جاتی ہیں. اس طرح زمین کی سطح کے نیچے بھی بڑی مفید اور کارآمد چیزیں موجود ہوتی ہیں جنھیں معدنیات کہتے ہیں ۔

پاکستان کی مشہور معدنیات یہ ہیں :۔

لوہا :

یہ ایک کارآمد دھات ہے ۔ روزمرّہ کے استعمال کی چھوٹی چھوٹی چیزوں مثلاً سوئی ، چھری اور کلہاڑی سے لے کر بڑی بڑی مشینیں ، گاڑیاں اور اوزار بنانے میں استعمال ہوتا ہے ۔ ڈیرہ غازی خاں ، کالاباغ ، مکڑوال ، کاکول ، لنگڑیال ، چوری گلی ، نوکھنڈی، چلغازی ، خضدار ، میانوالی ، ہچالی اور گلاخیل کے مقام پر لوہا ملتا ہے ۔ اس کے علاوہ ایبٹ آباد ، ضلع چاغی اور ضلع مردان میں بھی پایا جاتا ہے ۔

کرومائیٹ :

کرومائیٹ ایک کارآمد دھات ہے ۔ اس سے ایک اور دھات جسے کرومیم کہتے ہیں بنائی جاتی ہے ۔ یہ سٹین لیس سٹیل کے برتن ، ہوائی جہاز ، تیز چلنے والی مشینری ، رنگ اور

فوٹوگرافی کا سامان بنانے میں کام آتی ہے ۔ یہ بلوچستان کے شمال مشرق میں مُسلم باغ کے مقام سے نکالی جاتی ہے ۔ اس کے علاوہ خضدار ، شمالی وزیرستان ، چاغی اور خاران میں بھی کرومائیٹ کے ذخیرے موجود ہیں ۔ کرومائیٹ ہمارے مُلک میں کافی مقدار میں نکلتا ہے ، اِس لیے ہم اسے دُوسرے مُلکوں کے ہاتھ بیچ کر زرِ مبادلہ کماتے ہیں ۔

نمک :

نمک خوراک کا اہم جزو ہے ۔ ہمارا کھانا تو نمک کے بغیر بالکل بے مزہ ہوتا ہے ۔ پاکستان میں نمک کی کانیں کوہستانِ نمک میں پائی جاتی ہیں ۔ ان میں کھیوڑہ (ضلع جہلم) کی کان دُنیا کی سب سے بڑی کان ہے ۔ اِس کان سے ہر سال لاکھوں کلو گرام نمک نکالا جاتا ہے ۔ کھیوڑہ کے علاوہ کالاباغ (ضلع میانوالی) اور وارچھا (ضلع خوشاب) میں نمک نکالا جاتا ہے ۔ صُوبہ سرحد میں بہادرخیل (ضلع کوہاٹ) میں نمک پایا جاتا ہے ۔ صُوبہ سندھ میں تھرپارکر کے علاقے میں بھی نمک پایا جاتا ہے ۔

ماڑی پور (کراچی) میں سمندر کے پانی کو خشک کر کے نمک حاصل کیا جاتا ہے ۔ ہمارے ہاں نمک بہت مقدار میں نکلتا ہے ، اس لیے ہم اِسے دُوسرے ملکوں کے ہاتھ بیچ دیتے ہیں جہاں سے اِس کے بدلے مشینری وغیرہ خریدتے ہیں ۔

جپسم :

یہ دھات گندھک اور چُونے سے مِل کر بنتی ہے اور پاکستان کی بڑی اہم معدنی پیداوار ہے ۔ یہ میانوالی ، جہلم ، ڈیرہ غازی خاں ، کوئٹہ ، سبی ، کوہاٹ ، بہاول پور ، سانگھڑ اور ڈیرہ غازی خاں کے اضلاع سے نکالی جاتی ہے ۔ اِس سے کھاد ، سیمنٹ ، چاک اور گندھگ کا تیزاب تیار کیا جاتا ہے ۔

چُونے کا پتھر :

چُونے کا پتھّر پاکستان میں کوہِ نمک اور شمال مغربی پہاڑوں میں مِلتا ہے۔اِس سے چُونا اور سیمنٹ تیاّر کیا جاتا ہے۔

سنگِ مَرمَر :

یہ بہت خُوب صُورت پتھّر ہے اور عمارتیں بنانے کے کام آتا ہے۔ پاکستان میں اِس کے بڑے بڑے ذخائر مردان ، سوات ، چاغی کے علاقوں اور کالاچٹا پہاڑ (ضِلع اٹک) درّہ خیبر اور صوابی کے علاقوں میں مِلتے ہیں ۔ اِن ذخائر میں قریباً ہر رنگ اور ہر قِسم کا سنگِ مَرمَر ملتا ہے ۔ ہمارے ہاں کا سفید اور کالا سنگِ مَرمَر دُنیا بھر میں سب سے اچھا ہے ۔

سیلیکا :

یہ شیشہ بنانے والی ریت ہے جو خیرپور اور حیدر آباد کے میدانوں میں پائی جاتی ہے ۔ پنجاب میں ضِلع میانوالی اور ضِلع خوشاب کے بعض مقامات پر بھی مِلتی ہے ۔

چائنا مِٹی :

یہ سفید رنگ کی مِٹّی برتن بنانے کے کام آتی ہے ۔ یہ ڈنڈوت کے علاوہ صُوبہ سندھ اور صُوبہ سرحد کے بعض مقامات پر بھی پائی جاتی ہے ۔

پتھّر کا کوئلہ :

پتھّر کا کوئلہ کارخانوں میں بطور ایندھن اِستعمال ہوتا ہے ۔ پنجاب میں ڈنڈوت ، مکڑوال ، ضِلع جہلم و میانوالی ۔ صُوبہ سرحد میں گلاخیل ۔ بلوچستان میں ڈکی ، ہرنائی، شارگ، مچھ ، ڈگاری ، سندھ میں لاکھڑا ، جھمپیر ، میٹنگ میں نکالا جاتا ہے ۔ یہ کوئلہ اِتنا عُمدہ نہیں کہ بڑے بڑے کارخانوں کو چلانے کے کام آسکے ۔ دُوسرے یہ مقدار میں بھی بہت کم

ہے ، اِس لیے ملکی ضروریات کو پُورا کرنے کے لیے کوئلہ باہر کے مُلکوں سے بھی منگوایا جاتا ہے۔

معدنی تیل :

معدنی تیل زمانۂ حال کی بہت کار آمد چیز ہے کیونکہ اِسے صاف کر کے نہ صرف گھروں میں جلایا جاتا ہے بلکہ موٹروں ، بسوں ، سکوٹروں اور ہوائی جہازوں میں چلنے والا پٹرول بھی اِسی تیل سے تیّار ہوتا ہے ۔ اس سے موم بتیاں اور ویسلین بھی تیّار کی جاتی ہے ۔

پاکستان میں معدنی تیل کے کنوئیں ضلع اٹک ، چکوال ، جہلم اور بدین میں ہیں ۔ اِن کنوؤں سے نکلنے والا تیل صاف نہیں ہوتا ۔ اِس لیے اِسے صاف کرنے کے لیے راولپنڈی کے قریب مورگاہ کے مقام پر واقع تیل صاف کرنے والے کارخانے میں لایا جاتا ہے ۔ یہاں سے صاف شدہ تیل مُلک کے باقی حصّوں میں پہنچایا جاتا ہے۔ کراچی میں بھی تیل صاف کرنے کے دو کارخانے ہیں ۔ مزید علاقوں میں بھی تیل ملنے کی توقع ہے ۔

قدرتی گیس :

قدرتی گیس نہ صرف گھروں میں جلانے کے کام آتی ہے بلکہ کارخانوں اور گاڑیوں میں ایندھن کے طور پر استعمال ہوتی ہے ۔ اس سے بجلی بھی تیّار کی جاتی ہے ۔ یہ گیس سُوئی (ضلع بگٹی) کے مقام سے نکلتی ہے ، اِسی لیے " سُوئی گیس " کے نام سے مشہور ہو گئی ہے ۔ اِسے بڑے بڑے شہروں تک پہنچانے کے لیے بڑی بڑی پائپ لائنیں بچھائی گئی ہیں ۔ سُوئی کے علاوہ پیرکوہ میں اُچ کے مقام پر گیس کی بڑی مقدار دریافت ہُوئی ہے جسے ہم مُلکی ضروریات پُوری کرنے کے علاوہ برآمد بھی کر سکیں گے ۔

قدرتی گیس کے ذخائر ضلع اٹک اور ضلع جہلم میں بھی پائے جاتے ہیں ۔ اب ڈیرہ غازیخاں

میں گیس کا بہُت بڑا ذخیرہ ڈھوڈک کے مقام پر مِلا ہے جسے استعمال میں لایا جائے گا ۔

تانبا :

تانبے کا استعمال آج کل بہُت زیادہ ہے ۔ اس سے بجلی کی تاریں بنائی جاتی ہیں صُوبہ بلوچستان میں سانڈک کے مقام پر اس کے وسیع ذخائر دریافت ہُوئے ہیں ۔

یورینیم :

یہ بڑی قیمتی دھات ہے ۔ اسے ایٹمی تجربات میں استعمال کیا جاتا ہے ۔ پاکستان میں یہ دھات ڈیرہ غازی خاں ، میانوالی اور ہزارہ کے اضلاع میں ملتی ہے ۔

سوالات

1 — پاکستان کی مشہُور معدنیات کے نام لکھیے ۔

2 — قدُرتی گیس پاکستان کے کن کن علاقوں سے نکالی گئی ہے ؟ نیز اس کے فوائد بیان کریں ۔

3 — مندرجہ ذیل پر نوٹ لکھیں :

(الف) پتھر کا کوئلہ (ب) نمک (ج) سنگِ مَرمَر

(د) معدنی تیل (و) جپسم

4 — خالی جگہ پُر کریں :

(i) پتھر کا کوئلہ کارخانوں میں بطور ———— استعمال ہوتا ہے ۔

(ii) کرومائیٹ بلوچستان کے شمال مشرق میں ———— کے مقام سے نکالی جاتی ہے ۔

(iii) پاکستان میں نمک کی سب سے بڑی کان ———— میں ہے ۔

(iv) ایٹمی توانائی کی دھات ———— میں کافی مقدار میں ملی ہے ۔

بجلی

کسی مُلک کی صنعتی ترقی کا انحصار توانائی کے وسائل پر ہوتا ہے ۔ ہمارے ملک میں کوئلہ اور تیل کی کمی ہے ۔ اس کمی کو پُورا کرنے کے لیے بجلی پیدا کی گئی ہے ۔

ہمارے مُلک میں مندرجہ ذیل تین قسم کی بجلی پیدا کی گئی ہے ۔

پن بجلی　　　تھرمل بجلی　　　ایٹمی بجلی

پن بجلی

دریاؤں پر بند باندھ کر پانی کو اُونچائی سے گرا کر مشینوں (جنھیں ٹربائین کہتے ہیں) سے بجلی پیدا کی جاتی ہے ۔ چونکہ یہ بجلی پانی کی طاقت سے حاصل کی جاتی ہے اِس لیے اسے پن بجلی کہتے ہیں ۔ یہ بجلی کارخانوں کو چلانے ، گھروں میں روشنی کرنے اور دیگر برقی آلات چلانے کے کام آتی ہے ۔

دریاؤں پر بند باندھ کر جو پانی جمع کیا جاتا ہے اس کے دو فائدے ہوتے ہیں ۔ ایک تو اس سے بجلی پیدا کی جاتی ہے ۔ دُوسرے نہریں نکال کر مُلک کے بیشتر علاقوں میں آب پاشی کی جاتی ہے ۔ بڑے بڑے پن بجلی کے منصوبے مندرجہ ذیل مقامات پر بنائے گئے ہیں :

1– منگلا　2– رسُول　3– درگئی　4– مالاکنڈ　5– وارسک　6– نندی پُور

7– شادی وال　8– چیچو کی ملیاں　9– تربیلا

تھرمل بجلی

کوئلہ ، تیل اور گیس کی مدد سے پیدا کی جانے والی بجلی کو تھرمل بجلی کہتے ہیں ۔

قدرتی گیس کی مدد سے ملتان میں ایک بڑا تھرمل بجلی گھر قائم کیا گیا ہے ۔ اس میں قدرتی گیس سے بجلی تیار کی جاتی ہے ۔ ایسا ہی ایک بجلی گھر فیصل آباد میں قائم کیا گیا ہے کوئٹہ اور کراچی میں بھی تھرمل بجلی گھر قائم ہیں ۔

پاکستان اپنے طاقتی وسائل میں خودکفیل ہوتا جا رہا ہے ۔ اب اسے کوئلہ اور تیل باہر سے منگوانے کی ضرورت نہ رہے گی کیونکہ اس کمی کو پن بجلی اور قدرتی گیس پورا کرے گی۔

ایٹمی بجلی :

پاکستان میں بجلی کی بڑھتی ہوئی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے پہلا ایٹمی بجلی گھر 1971ء میں کراچی میں قائم کیا گیا ، یہ بجلی گھر ملکی ذرائع سے حاصل شدہ یورینیم کو بطور ایندھن استعمال کر کے چلایا جاتا ہے ۔ آبادی کے بڑھنے میں توانائی زیادہ خرچ ہوتی ہے آبادی زیادہ ہے اور توانائی کے وسائل کم ہیں اس لیے توانائی ہمیں دیکھ بھال کر استعمال کرنی چاہیے بغیر ضرورت بجلی استعمال نہیں کرنی چاہیے ۔

سوالات

مختصر جواب دیں :

1 — ہمارے ملک میں پن بجلی کے کون کون سے منصوبے ہیں ؟

2 — ہمارے ملک میں کتنی قسم کی بجلی پیدا کی جاتی ہے ؟

3 — بجلی ہمارے کس کس کام آتی ہے ؟

4 — خالی جگہ پُر کریں ۔

ہمارے ملک میں ـــــ اور ـــــ کی کمی ہے ۔

پہلا ایٹمی بجلی گھر ـــــ کراچی میں قائم کیا گیا ۔

پاکستان اپنے طاقتی وسائل میں ـــــ ہوتا جا رہا ہے ۔

ہمارے ملک میں ـــــ قسم کی بجلی پیدا کی جاتی ہے ۔

گھریلو دستکاریاں اور صنعتیں

گھریلو دستکاریاں :

ہاتھ سے یا چھوٹی مشینوں کی مدد سے چیزیں بنانے کو گھریلو دستکاریاں کہتے ہیں ۔ دستکار اپنے فن میں مہارت رکھنے کی وجہ سے بڑی بڑی خوبصورت چیزیں بناتے ہیں ، جنھیں بیرونی دُنیا میں بہت پسند کیا جاتا ہے ۔

حیدر آباد ، پشاور ، کوہاٹ ، شاہ پور ، گکھڑ اور مُلتان کی دریاں ، لُنگیاں اور کھیس مشہُور ہیں ۔ ریشمی کپڑے اور زری کا کام لاہور ، گوجرانوالا اور حیدر آباد میں ہوتا ہے ۔ بلوچستان میں کمبل بہُت اچھے بنتے ہیں ۔ جلال پُور جٹّاں ، کوہاٹ ، ڈیرہ غازی خاں ، سوات ، تھرپارکر کی لوئیاں اور شالیں بہت شہرت رکھتی ہیں ۔ چمڑے کے کام کے لیے سیالکوٹ ، مُلتان ، گوجرانوالا اور قصور مشہور ہیں ۔

مُلتان میں اُونٹ کی کھال سے لیمپوں کے بہُت اچھے شیڈ بنتے ہیں ۔ لکڑی اور کھیلوں کا سامان سیالکوٹ ، لاہور ، حیدر آباد اور جیکب آباد میں بنتا ہے ۔ گجرات ، بہاولپور ، مُلتان ، وہاڑی ، حیدر آباد ، پشاور اور کوہاٹ میں مٹی کے بہت خوب صورت برتن بنتے ہیں ۔ قالین سازی کا کام لاہور اور حیدر آباد میں ہوتا ہے ۔ حیدر آباد میں سوسی کا دھاری دار

کپڑا بھی تیار ہوتا ہے۔
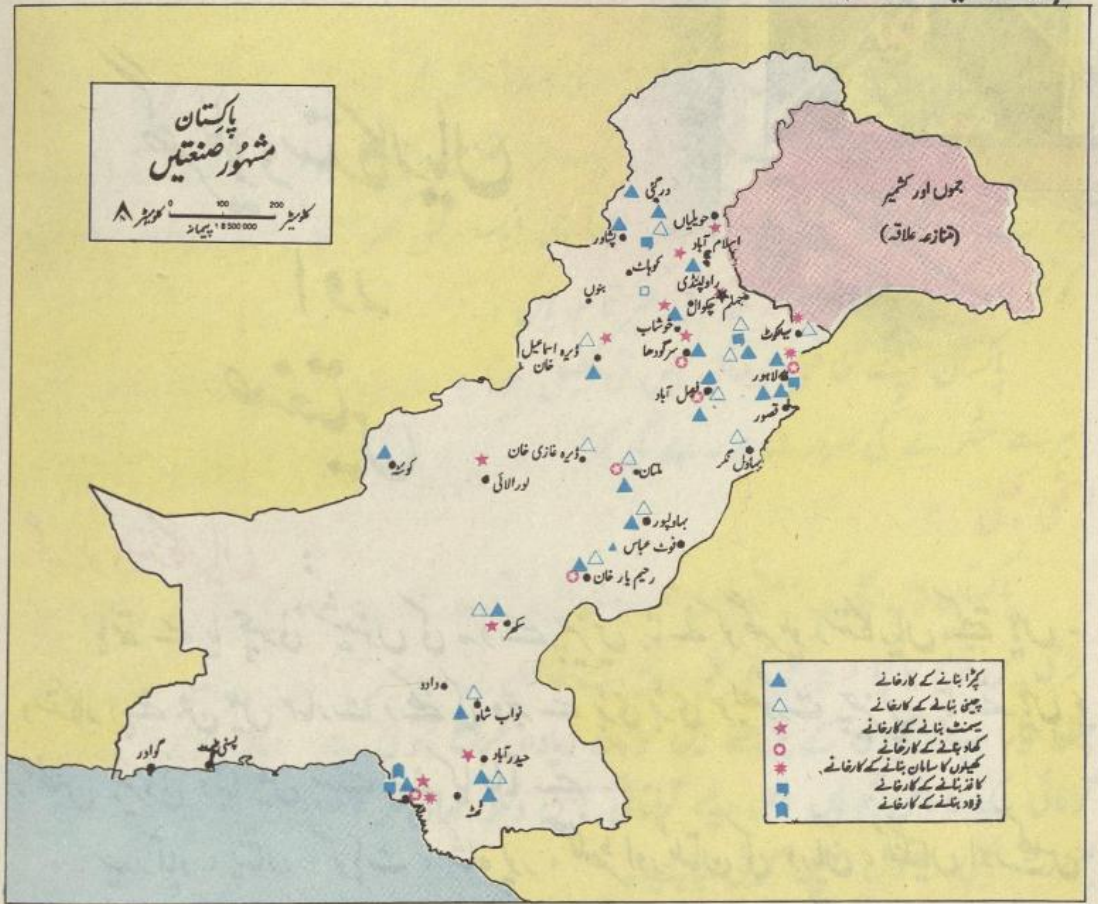
گھریلو صنعتوں میں خواتین کا حصّہ:

ہماری خواتین دیہاتوں اور شہروں کی گھریلو صنعتوں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتی ہیں مثلاً چرخہ کاتنا۔ کھڈیوں پر کپڑا بنانا۔ کڑھائی کا کام وغیرہ۔ اور قالین سازی کی صنعت میں بھی عورتیں کام کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ خواتین کارخانوں میں بھی کام کرتی ہیں۔

صنعتیں

گھریلو دستکاریوں کے علاوہ بڑے پیمانے پر اشیاء تیار کرنے کے لیے کئی جگہوں پر کارخانے لگائے گئے ہیں۔

1 — سُوتی کپڑا بنانے کے کارخانے :

پاکستان میں سُوتی کپڑے کی صنعت نے بہُت ترقی کی ہے ۔ سُوتی کپڑا بنانے کے کارخانے فیصل آباد ، مُلتان ، راولپنڈی ، سرگودھا ، جوہرآباد ، رحیم یار خاں ، حیدر آباد ، اوکاڑہ اور کراچی میں قائم کیے گئے ہیں ۔

2 — اُونی کپڑا بنانے کے کارخانے

صُوبہ سرحد ، بلوچستان اور پنجاب کے خشک علاقوں میں کئی اقسام کی بھیڑیں پالی جاتی
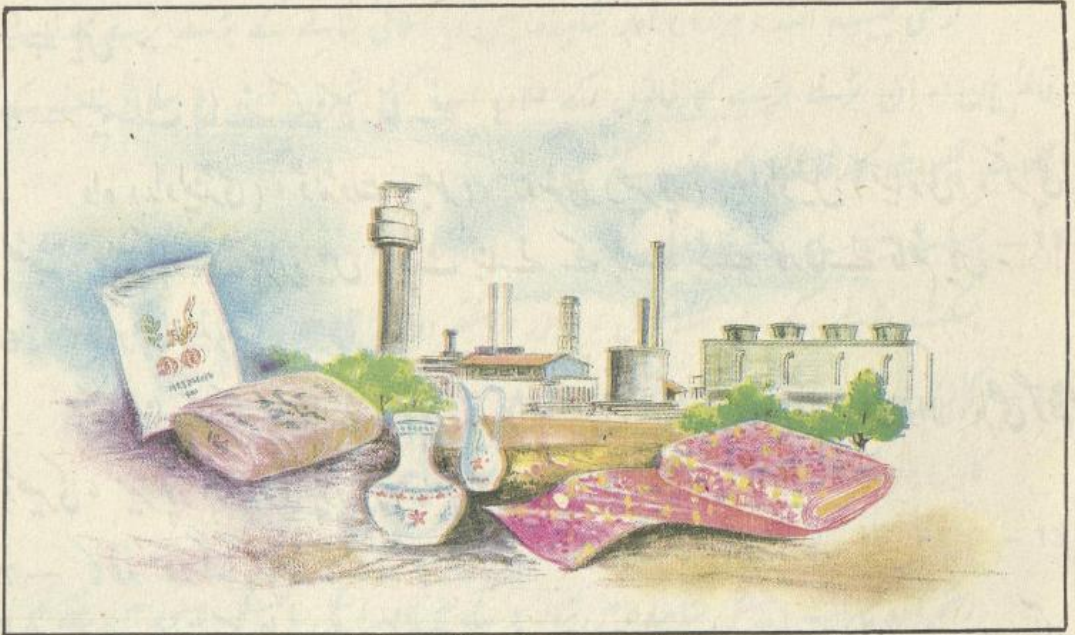
ہیں ۔ اس لیے ہرنائی ، بنوں ، نوشہرہ ، لارنس پُور ، جھنگ ، قائدآباد اور کراچی میں اُونی کپڑا بنانے کے بڑے بڑے کارخانے قائم کیے گئے ہیں ۔ ان کارخانوں میں ٹویڈ ، کمبل ، قالین اور غالیچے بھی تیاّر ہوتے ہیں ۔

3 — ریشمی کپڑا بنانے کے کارخانے :

کراچی ، لاہور ، گوجرانوالا ، فیصل آباد ، مُلتان ، سکھر اور حیدر آباد میں ریشمی کپڑا تیار کرنے کے کارخانے لگائے گئے ہیں ۔

4 — چینی بنانے کے کارخانے :

چینی بنانے کے بڑے بڑے کارخانے مردان ، تخت بھائی ، نوشہرہ ، چارسدہ ، راہوالی ، بھکر ، لیہ ، جوہرآباد ، چشتیاں ، جھنگ ، منڈی بہاؤالدین ، پسرور ، پتوکی ، دریا خاں اور لاڑکانہ میں قائم ہیں ۔ مُلک بھر میں اور بھی بیشتر کارخانے قائم کیے جا رہے ہیں ۔

5 — سیمنٹ بنانے کے کارخانے :

واہ (راولپنڈی) ، ڈنڈوت (جہلم) ، روہڑی (خیرپور) ، داؤدخیل (میانوالی) ، کراچی ، ٹھٹھہ ، حیدرآباد اور ہزارہ میں سیمنٹ بنانے کے بڑے بڑے کارخانے قائم ہیں ۔

6 — کھاد بنانے کے کارخانے :

کھاد بنانے کے کارخانے شیخوپورہ ، داؤدخیل ، مُلتان ، فیصل آباد ، جڑانوالا ، ماچھی گوٹھ ، ڈھیرکی ، میرپُور اور ہری پور میں قائم ہیں ۔

7 — کاغذ اور گتہ بنانے کے کارخانے

کاغذ بنانے کے بڑے بڑے کارخانے چارسدہ ، نوشہرہ ، اور لاہور میں قائم ہیں ۔ حیدرآباد میں اخباری کاغذ تیار کرنے کا کارخانہ زیرِ تعمیر ہے ۔ گتہ بنانے کے لیے راہوالی ، لاہور اور شیخوپُورہ میں کارخانے لگائے گئے ہیں ۔

8 — شیشہ سازی کے کارخانے :

شیشہ سازی کے کارخانے حیدر آباد اور کراچی میں ہیں ۔ البتہ چھوٹے چھوٹے کارخانے

لاہور، شیخوپورہ ، گکھڑ، جہلم اور مُلتان میں بھی ہیں ۔

9 — لوہا اور فولاد بنانے کے کارخانے :

لوہے کا سامان تیار کرنے کے بڑے بڑے کارخانے لاہور اور کراچی میں قائم ہیں۔ اب کالا باغ میں بھی فولاد کا کارخانہ لگانے کی تجویز زیرِ غور ہے ۔ اِس کے علاوہ ٹیکسلا میں بھاری مشینیں بنانے کا کارخانہ کام کر رہا ہے ۔ کراچی میں فولاد بنانے کا بُہت بڑا کارخانہ بنایا گیا ہے۔ جِسے سٹیل مِل کہتے ہیں۔

10 — دیا سلائی بنانے کے کارخانے :

گڑھی حبیب اللہ (ہزارہ) اور شاہدرہ میں دیا سلائی بنانے کے بڑے بڑے کارخانے قائم ہیں ۔ اِن بڑے بڑے کارخانوں کے علاوہ اب کئی شہروں میں دیا سلائی بنانے کے چھوٹے چھوٹے کارخانے بھی لگ گئے ہیں ۔

11 — بِسکٹ بنانے کے کارخانے :

بِسکٹ بنانے کے لیے ساہیوال ، لاہور ، سکھّر اور کراچی میں کارخانے لگائے گئے ہیں۔

12 — کاریں بنانے کے کارخانے :

کاریں بنانے کا بڑا کارخانہ کراچی میں ہے ۔

13 — بائیسکل بنانے کے کارخانے :

رستم اور سہراب بائیسکل شاہدرہ میں تیار ہوتے ہیں اور ایگل بائیسکل لاہور میں بنتے ہیں۔ کراچی میں بھی بائیسکل بنانے کے کارخانے موجود ہیں ۔

14 — ریشم کا دھاگہ بنانے کے کارخانے :

شیخوپورہ کے قریب ریشم کا دھاگہ بنانے کے کارخانے کچھ عرصہ سے کام کر رہے ہیں ۔

15 - آلاتِ جراحی

آلاتِ جراحی کا کام وزیر آباد، سیالکوٹ اور گوجرانوالا میں ہوتا ہے۔

16- بجلی کے پنکھے

بجلی کے پنکھے پاکستان میں بہت اعلیٰ قسم کے بنتے ہیں.

17 - سلے سلائے کپڑے

پاکستان میں سلے سلائے کپڑے تیار کر کے ملک سے باہر بھیجے جاتے ہیں۔

18 - مشروبات

میچل، شیزان، ہمدرد کے مشروبات اور سوڈا واٹر کے بہت سے کارخانے ملک میں موجود ہیں۔

19 - ادویات سازی

لاہور، کراچی اور حیدرآباد میں ادویات تیار کرنے کے کارخانے ہیں۔

20 - سٹین لیس سٹیل

سٹین لیس سٹیل کے برتن اور دوسری مصنوعات کے کارخانے لاہور، گوجرانوالا، سیالکوٹ، کراچی اور حیدرآباد میں قائم ہیں۔

سوالات

1 پاکستان کی اہم گھریلو دستکاریوں کا ذکر کیجیے اور بتائیے کہ کون کون سے علاقے ان دستکاریوں کے لیے مشہور ہیں ؟

(i) گھریلو دستکاریوں میں کیا کیا تیار کیا جاتا ہے ؟

(ii) فولاد بنانے کا سب سے بڑا کارخانہ کہاں ہے ؟

(iii) سوسی کا دھاری دار کپڑا کہاں تیار کیا جاتا ہے ؟

2- گھریلو صنعتوں میں عورتوں کا کیا حصّہ ہے ؟

3- پاکستان کی اہم صنعتوں کے بارے میں لکھیے۔

4- خالی جگہ پُر کریں :

(i) ——— میں کمبل بہت اچھے بنتے ہیں۔

(ii) پاکستان کی گھریلو دستکاریوں کو ——— میں بہت پسند کیا جاتا ہے

(iii) فولاد بنانے کا بہت بڑا کارخانہ ——— ہے۔

(iv) اُون ——— سے حاصل کی جاتی ہے۔

(v) اُونٹ کی کھال سے ——— کے شیڈ بنائے جاتے ہیں۔

(vi) ——— کا کام وزیرآباد، سیالکوٹ اور گوجرانوالا میں ہوتا ہے۔

(vii) ——— کے برتن اور دوسری ——— لاہور، گوجرانوالا، سیالکوٹ، کراچی، اور حیدرآباد میں بنائی جاتی ہیں۔

ذرائع آمد و رفت اور رسل و رسائل

کسی بھی مُلک کی خوش حالی کا اندازہ وہاں کے ذرائع آمد و رفت سے لگایا جا سکتا ہے ۔ یہ ذرائع آمد و رفت جتنے زیادہ اچھے اور تیز رفتار ہوں گے ، اتنا ہی جلد وہ مُلک ترقّی کرے گا

پاکستان اس لحاظ سے خوش قسمت ہے کہ یہاں ذرائع آمد و رفت اچھے ہیں لیکن اب بڑھتی ہوئی آبادی کی وجہ سے ذرائع آمد و رفت کافی نہیں رہے لوگوں کو سفر میں مشکلات پیش آ رہی ہیں حکومت اچھی سڑکیں بنانے اور ریلوے لائنیں درست کرنے کی فکر میں رہتی ہے ۔

ریلوے

پاکستان کا زیادہ تر علاقہ میدانی ہے ، اِس لیے ریلوے لائنیں بچھانا آسان ہے ۔ نقشے کو دیکھنے سے پتا چلتا ہے کہ شمال مغربی پہاڑی علاقے کو چھوڑ کر مُلک کے گوشے گوشے میں ریلوے لائنیں پھیلی ہُوئی ہیں ۔ اِن لائنوں کی کُل لمبائی قریباً 9000 کلومیٹر ہے ۔

ریلوں کے اِتنے بڑے نظام کو چلانے کے لیے ریلوے کا محکمہ قائم ہے جس کا صدر دفتر لاہور میں رہا ہے ۔ اس کا چیئرمین ، ریلوے کی کارکردگی کا ذِمّہ دار ہوتا ہے ۔

چوتھی جماعت میں پڑھایا جا چُکا ہے کہ لاہور میں ایک بہت بڑی ورکشاپ ہے جس

میں ریل کے پُرانے ڈبّوں کی مرمّت کی جاتی ہے اور نئے ڈبّے بھی بنائے جاتے ہیں ۔ اس کا نام مُغل پُورہ ریلوے ورک شاپ ہے ۔ اسلام آباد کی کیرج فیکٹری میں بھی نئے ڈبّے
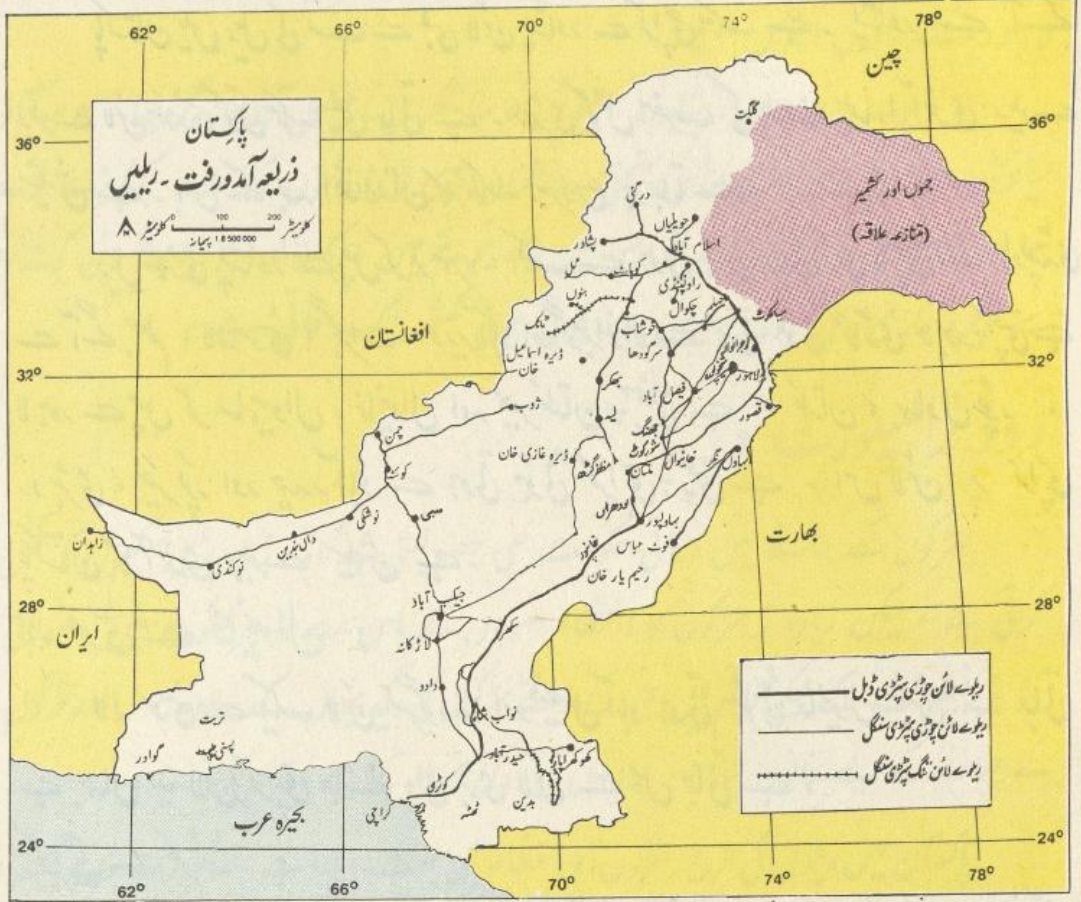
بنائے جاتے ہیں ۔ جہلم کی ورک شاپ میں لوہے کے پُل بنائے جاتے ہیں جو ریلوے لائنوں کے راستے میں آنے والے نالوں اور نہروں پر بچھائے جاتے ہیں ۔ ایسی ہی ورک شاپیں سکھر اور حیدر آباد میں بھی بنائی گئی ہیں ۔ اِن بڑی ورک شاپوں کے علاوہ عام مرمّت کے لیے مختلف سٹیشنوں پر شیڈ بنے ہوئے ہیں ۔

اُوپر دیے گئے ریلوں کے نقشے کو غور سے دیکھیں اور اس میں دی گئی ریلوے لائنوں کا ایک چارٹ تیار کریں ۔

چند ایک بڑی بڑی ریلوے لائنیں مندرجہ ذیل ہیں :

پشاور سے کراچی :

پاکستان میں ریل کی سب سے لمبی لائن پشاور سے کراچی تک ہے ۔ پشاور سے آگے ریلوے لائن لنڈی کوتل تک بھی جاتی ہے ۔ لنڈی کوتل مغرب کی طرف ہمارا آخری ریلوے سٹیشن ہے ۔ اِس کے بعد افغانستان کا مُلک شروع ہو جاتا ہے ۔

ریل گاڑی پشاور سے چل کر نوشہرہ ، اٹک سے ہوتی ہُوئی راولپنڈی پہنچتی ہے ۔ راولپنڈی سے آگے جہلم ، لالہ موسیٰ ، گجرات ، وزیر آباد اور گوجرانوالا سے ہوتی ہوئی گاڑی لاہور پہنچتی ہے لاہور سے چل کر ساہیوال ، خانیوال اور پھر مُلتان پہنچتی ہے ۔ مُلتان ، بہاول پُور ، روہڑی ، خیرپُور اور حیدرآباد سے ہوتی ہُوئی کراچی پہنچتی ہے ۔ اس لائن پر کراچی پاکستان کا آخری ریلوے سٹیشن ہے ۔

لالہ موسیٰ سے خانیوال :

لالہ موسیٰ سے ایک لائن سرگودھا اور فیصل آباد ہوتی ہُوئی خانیوال سٹیشن تک جاتی ہے جہاں یہ لائن کراچی جانے والی بڑی لائن سے مل جاتی ہے ۔

کراچی سے کوئٹہ :

کراچی سے ایک لائن درّہ بولان سے گُزر کر کوئٹہ پہنچتی ہے ۔ راستے میں کوٹری ، دادُو ، جیکب آباد اور سبّی بڑے بڑے ریلوے سٹیشن آتے ہیں ۔

روہڑی سے چمن :

یہ ریلوے لائن روہڑی سے جیکب آباد ، کوئٹہ اور چمن جاتی ہے ۔

مُلتان سے راولپنڈی :

صُوبہ پنجاب کے مغربی علاقوں کو آپس میں مِلانے کے لیے ایک ریلوے لائن مُلتان

سے براستہ مظفر گڑھ ، کوٹ ادّو ، کُندیاں ، داؤد خیل ، اٹک ، ٹیکسلا ہوتی ہُوئی راولپنڈی تک پہنچتی ہے ۔ اَب اِس ریلوے لائن پر تیز رفتار گاڑیاں بھی چلتی ہیں ۔

لاہور سے ماڑی انڈس :

یہ ریلوے لائن لاہور ، شاہدرہ ، شیخوپُورہ ، سانگلہ ہل ، فیصل آباد ، سرگودھا ، جوہر آباد ، میانوالی سے ہوتی ہُوئی ماڑی انڈس پہنچتی ہے ۔ اِن بڑی بڑی لائنوں کے علاوہ اکثر بڑے بڑے شہر اور قصبے ریلوے لائن کے ذریعے آپس میں ملے ہُوئے ہیں ۔ ایک اور اہم ریلوے لائن کوٹ ادّو سے ڈیرہ غازی خاں اور روجھان سے ہوتی ہوئی کشمور تک جاتی ہے ۔

روڈ ٹرانسپورٹ :

سڑکوں کے بنانے میں وفاقی حکومت بھی حِصّہ لیتی ہے اور بڑی بڑی سکیموں کو مکمّل کرتی ہے ، لیکن زیادہ تر سڑکوں کا انتظام صُوبوں کے پاس ہے ۔ ہر صُوبے میں صُوبائی روڈ ٹرانسپورٹ کے محکمے قائم ہیں، جن کے ذِمے سڑکوں کی دیکھ بھال کے علاوہ بسوں اور ٹرکوں کے چلانے کے لیے قانون بنانا اور حادثوں کی روک تھام کے لیے اقدام کرنا ہے ۔

پاکستان میں ریلوں کی طرح سڑکوں کا انتظام بھی بہت اچھا ہے ۔ تمام بڑے بڑے قصبے اور شہر آپس میں سڑکوں کے ذریعے ملے ہُوئے ہیں تاکہ دیہات کی پیداوار کو جلد سے جلد شہروں تک پہنچایا جائے اور شہروں کی بنی ہُوئی اشیاء دیہات تک پہنچائی جائیں ۔ یہی وجہ ہے کہ اِن سڑکوں پر دن رات بسیں اور ٹرک چلتے نظر آتے ہیں ۔ پاکستان میں قریباً 88,200 کلومیٹر لمبی پکّی سڑکوں کا جال بِچھا ہُوا ہے ۔

بڑی بڑی سڑکیں تُورخم سے لاہور ، لاہور سے کراچی ، لاہور سے کوئٹہ ، کوئٹہ سے کراچی
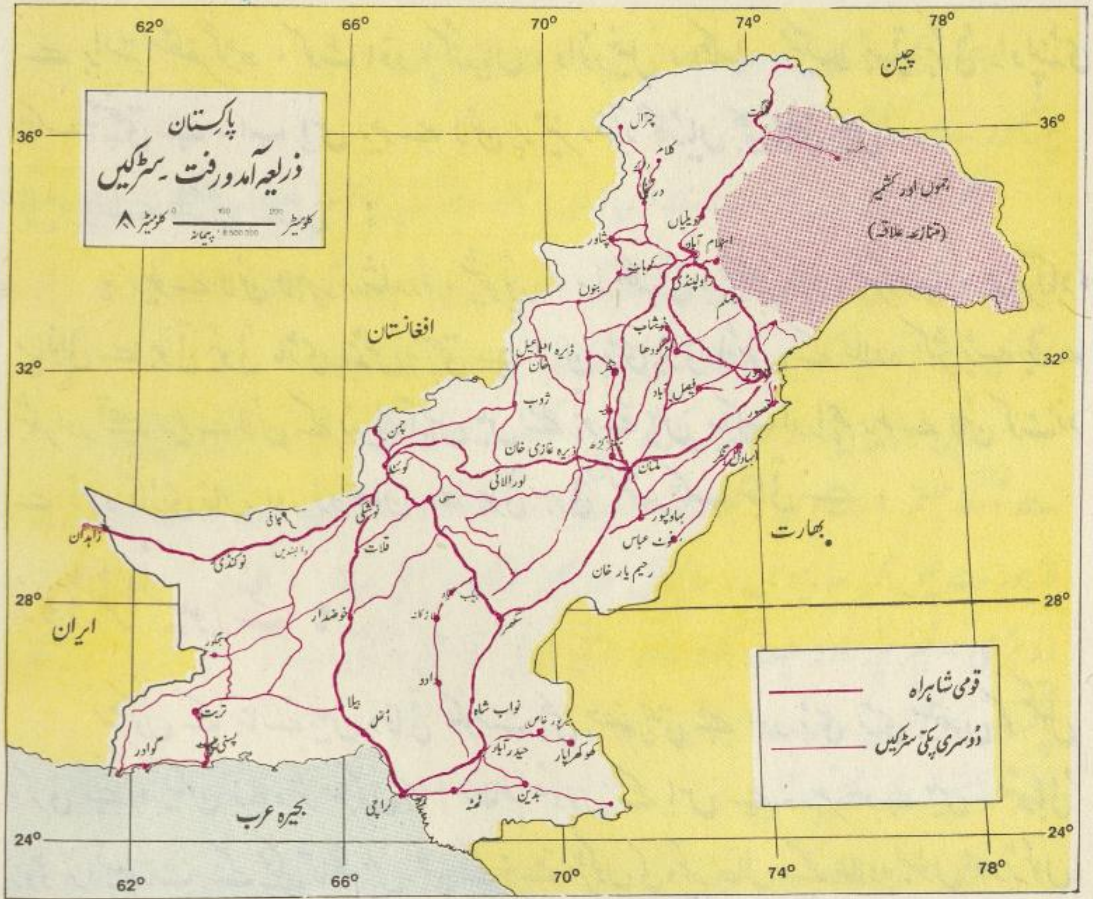
لاہور سے ماڑی انڈس ، اٹک سے مُلتان تک ہیں ۔ شمال مغربی حِصّے میں جہاں ریلوے لائن نہیں وہاں پکّی سڑکیں بنی ہُوئی ہیں ۔ دیہاتی علاقوں میں جہاں پکّی سڑکیں نہیں ہیں ، وہاں دیہات آپس میں کچّی سڑکوں سے مِلے ہُوئے ہیں ۔

ایئرلائنز (ہوائی راستے)

اندرون و بیرون ملک ہوائی پروازوں کا نظام پاکستان انٹرنیشنل ایئرلائنز کے پاس ہے ۔ حال ہی میں مزید ایئرلائنز نے اندرونِ ملک پرواز شرُوع کی ہے ۔ بیرونِ ملک ہوائی سفر پی۔آئی۔اے سے کیا جاتا ہے ۔ پی۔آئی۔اے دُنیا کی بہترین ہوائی کمپنیوں
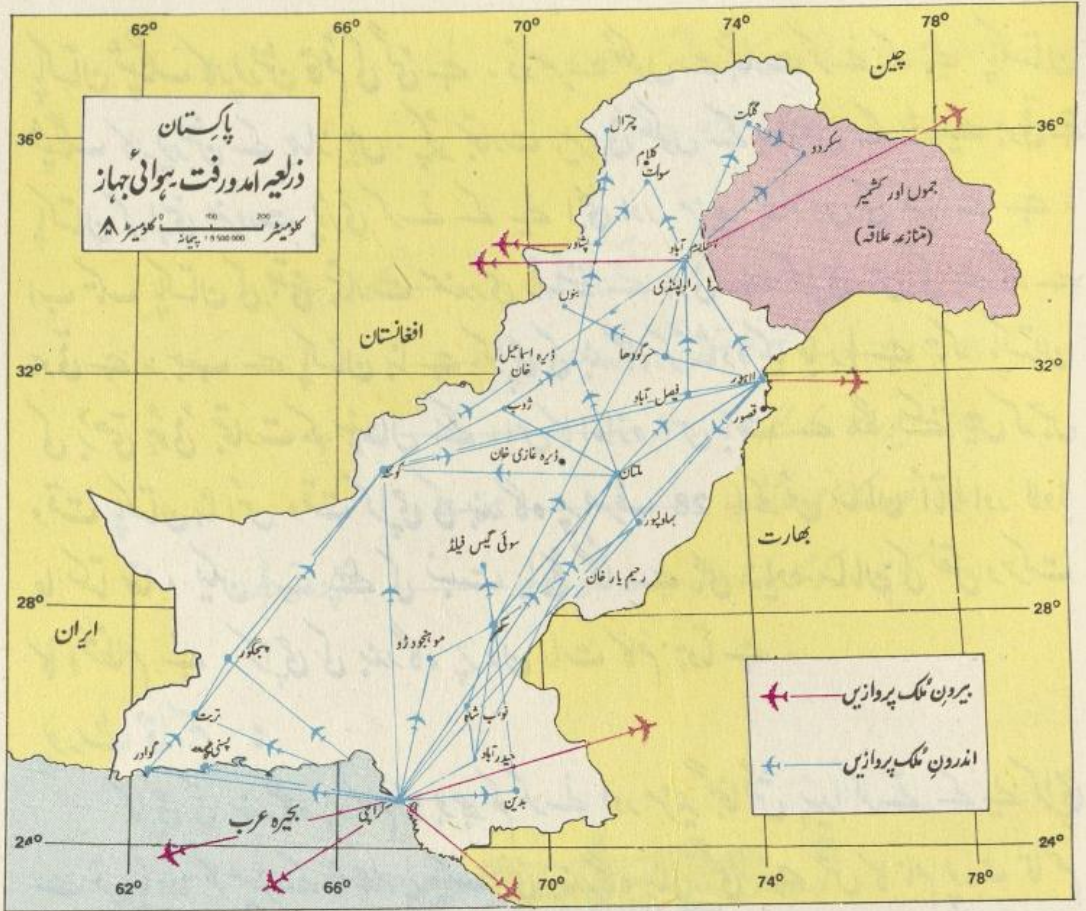
میں سے ایک ہے۔ پاکستانیوں کے علاوہ دُوسرے ممالک کے لوگ بھی پی۔آئی۔اے میں سفر کرنا پسند کرتے ہیں۔ ہر سال حج کے موقع پر ہزاروں عازمین حج پی۔آئی۔اے کے ذریعے سفر کرتے ہیں۔

ان جہازوں کے ذریعے دُوسرے مُلکوں میں سامان بھی بھیجا جا سکتا ہے اور وہاں سے لایا بھی جا سکتا ہے۔

پاکستان شپنگ کارپوریشن :

تجارتی جہازوں کا بندوبست کرنے اور بندرگاہوں پر بہتر سہولتیں مہیّا کرنے کے لیے

پاکستان شپنگ کارپوریشن قائم کی گئ ہے ۔ دُوسرے مُلکوں سے تجارت کرنے کے لیے پاکستان شپنگ کارپوریشن کے جہاز ہیں ۔ کچھ تجارت بیرونی مُلکوں کے جہازوں کے ذریعے ہوتی ہے پاکستان کو اپنی ضرورت پُوری کرنے کے لیے ابھی اور مزید جہازوں کی ضرورت ہے ۔ اب تک پاکستان کی جتنی تجارت سمندری راستے سے ہوتی ہے کراچی ہی کی بندرگاہ سے ہوتی ہے ۔ جب سے پاکستان بنا ہے ۔کراچی کی بندرگاہ کو کشادہ کیا جا رہا ہے تاکہ پاکستان کی بڑھتی ہُوئی تجارت کو سنبھال سکے ۔اِس کا اندازہ اِس بات سے لگا سکتے ہیں کہ جس وقت پاکستان بنا اُس وقت کراچی کی بندرگاہ پر صرف 28 لاکھ ٹن سامان اُتارا اور لادا جا سکتا تھا ، لیکن اَب پہلے کی نسبت پانچ گُنا سے بھی زیادہ سامان کی نقل و حرکت کا انتظام ہے ۔ کراچی کی بندرگاہ پر دن رات کام ہوتا ہے ۔

پورٹ قاسم :

کراچی کی بندرگاہ پر کام کا بوجھ کم کرنے اور مزید گنجائش پَیدا کرنے کے لیے کراچی سے قریباً 19 کلومیٹر کے فاصلے پر ایک نئی بندرگاہ بنائی گئی ہے جس کا نام پورٹ قاسم ہے ۔ اس کے علاوہ بلوچستان کے ساحل پر گوادر، پسنی ، جیوانی اور دُوسری بندر گاہوں پر بھی کام ہو رہا ہے ۔ کسی مُلک کی اقتصادی ترقّی کا چونکہ اچھّے ذرائع آمدورفت سے گہرا تعلق ہوتا ہے اس لیے حکومت ہر ممکن کوشش کر رہی ہے کہ پاکستان میں اچھّے ذرائع آمدورفت کا جال بچھا دیا جائے ۔

سوالات

1 — اچھے ذرائع آمدورفت کسی مُلک کی ترقی کے لیے کیوں ضروری ہیں ؟

2 — مُلتان سے راولپنڈی جانے والی ریلوے لائن کون کون سے سٹیشنوں سے ہوتی ہُوئی راولپنڈی پہنچتی ہے ۔

3 — بندرگاہ ہمارے کس کام آتی ہے ؟

4 — پاکستان میں ریلوے لائنوں کی کل لمبائی کتنی ہے ؟

5 — لاہور کی ریلوے ورکشاپ کا کیا نام ہے ؟

6 — خالی جگہ پُر کیجیے :

(i) پاکستان میں ریلوے لائنوں کی کُل لمبائی قریباً ——— کلومیٹر ہے ۔

(ii) ریلوے کے محکمے کا انتظام ایک ——— کرتا ہے ۔

(iii) ریلوے کے محکمے کا صدر دفتر ——— میں ہے۔

(iv) لاہور کی بڑی ورکشاپ ——— میں ہے ۔

(v) کراچی اور کوئٹہ جانے والی ریلوے لائن درّہ ——— سے گزرتی ہے ۔

ذرائع ابلاغ

ذرائع ابلاغ کا مطلب ہے ، کسی بات یا خبر کو دُوسرے تک پُہنچانا ۔ ہم اپنی روزمرہ زندگی میں بول کر ، اشارے سے یا لِکھ کر اپنی بات دُوسروں تک پہنچاتے ہیں ۔

اگر کِسی کو قریب ہی سے کوئی بات یا خبر دینا ہو تو ہم بول کر یا اشارے سے بات پُہنچا دیتے ہیں ۔ اگر کوئی دُور ہو اور وہاں تک ہماری آواز نہ پہنچے تو ہم خط لِکھ کر، ٹیلی فُون ، تار یا فیکس سے پیغام پُہنچاتے ہیں ۔

ہماری حکومت نے ریڈیو اور ٹیلی ویژن سٹیشن کھول رکھے ہیں جن سے پروگرام اور دُوسری باتیں نشر کی جاتی ہیں ۔ اِن باتوں کو ہم اپنے ریڈیو یا ٹیلی ویژن پر سُن اور دیکھ سکتے ہیں ۔

اِن تمام ذرائع ابلاغ کے ساتھ ساتھ اخبار اور کتابیں بھی باتیں پہنچانے کا سب سے اہم ذریعہ ہیں ۔ اخبار میں خبروں اور مضامین کی حیثیت عارضی ہوتی ہے تاہم کتابوں میں لکھ کر جو بات پہنچائی جاتی ہے ، وہ مستقل حیثیت رکھتی ہے ۔ اخبار میں روزہ مرہ کے واقعات کی تفصیل ہوتی ہے جبکہ کتابوں میں مختلف دَور کے علوم کے بارے میں بتایا جاتا ہے ۔

پُرانے زمانے میں اگر کوئی اطلاع پہنچانا ہوتی تو لوگ آگ جلا کر یا ڈھول پیٹ کر پُہنچاتے ۔ اگر کوئی خط جلد بھیجنا ہوتا تو تیز رفتار گھوڑوں سے مدد لی جاتی ۔ جب کوئی تاجر کسی دُوسرے شہر سامان لینے جاتا تو اپنے ساتھ کبُوتر لے جاتا ۔ اگر اُس شہر سے اسے اپنے گھر کوئی پیغام فوری پُہنچانا ہوتا تو کبُوتر کے پاؤں کے ساتھ چِٹھی باندھ دیتا ، کبُوتر واپس گھر چلا آتا ، اسی طرح گھر والوں کو تاجر کی خبر مِل جاتی ۔ اب بھی کئی شہروں میں ڈھنڈورچی گھنٹی یا ڈھول بجا کر لوگوں کو متوجہ کرتا ہے ۔ اور پھر بلند آواز میں خبر سُنا دیتا ہے ۔
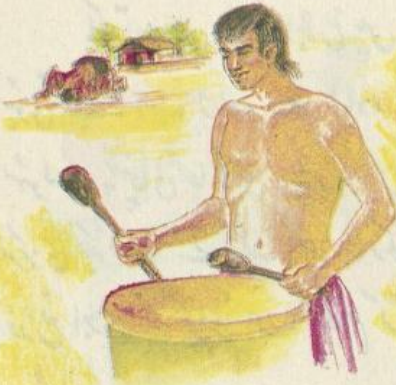
پاکستان میں ذرائع ابلاغ میں بہت ترقی ہُوئی ہے ۔ اب زیادہ سے زیادہ لوگوں کو یہ سہولت پہنچائی جا رہی ہے ۔ اس کے لیے مرکزی حکومت نے ایک محکمہ بنا رکھا ہے ، جو ذرائع ابلاغ کی نگرانی اور انتظام کرتا ہے ۔

ریڈیو

ریڈیو 1896ء میں ایجاد ہوا تھا۔ یہ اس وقت لوگوں کے لیے نئی ایجاد تھی۔ اب اس سے دنیا کے کسی بھی حصے سے نشر ہونے والے پروگرام سُنے جا سکتے ہیں۔

جب پاکستان آزاد ہوا تھا اس وقت لاہور میں ایک ریڈیو سٹیشن تھا، لیکن 1997ء کے ایک اندازے کے مطابق اب اکیس ریڈیو سٹیشن کام کر رہے ہیں جن میں سے کچھ کے نام یہ ہیں:

پشاور ، اسلام آباد ، راولپنڈی ، لاہور ، ملتان ، بہاولپور ، کوئٹہ ، حیدرآباد ، گلگت ، سکردو ، خیرپور ، خضدار ، تربت ، ڈیرہ اسماعیل خاں ، فیصل آباد اور کراچی وغیرہ۔

ریڈیو پر خبروں کے علاوہ معلوماتی ، تفریحی ، مذہبی اور قریباً ہر قسم کے پروگرام سُنے جا سکتے ہیں۔

ٹیلی ویژن :

پاکستان میں پہلا ٹیلی ویژن سٹیشن 1964ء
میں لاہور میں قائم ہُوا۔ اب پشاور، اسلام آباد
لاہور، کوئٹہ اور کراچی میں ٹی وی سٹیشن قائم ہیں
ٹیلی ویژن پر دُوسرے ممالک کے پروگرام سیٹلائٹ
اور ڈش انٹینا کے ذریعے دیکھے جا سکتے ہیں۔

ٹیلی فون، تار اور فیکس :

اگر کوئی بات یا خبر بہت ہی جلد پہنچانا
ہو تو ٹیلی فون یا تار کی مدد لی جاتی ہے۔ اِس
کام کے لیے حکومت نے جگہ جگہ پبلک کال آفس
کھول رکھے ہیں۔ یہاں سے ٹیلی فون بھی کیا جا
سکتا ہے اور تار و فیکس بھی دے سکتے ہیں۔

ٹیلی پرنٹر :

تار بھیجنے کے لیے ایک مشین ٹیلی پرنٹر استعمال کی جاتی ہے جو بالکل ٹائپ مشین سے ملتی جلتی ہے۔ جس
میں پیغام بھجوانا ہو وہاں بھی ایک ایسی ہی مشین
ہوتی ہے۔ اس مشین پر جو پیغام بھی ٹائپ کیا
جائے دُوسرے شہر میں رکھی مشین پر اُسی وقت
لکھا جاتا ہے۔ یہاں سے پیغام فوری طور پر
جن گھروں میں بھیجنا ہو، پہنچا دیا جاتا ہے

فیکس :

یہ ایک جدید مشین ہے ۔ جس کی مدد سے اہم کاغذات کی نقول ایک جگہ سے دُوسری جگہ پلک جھپکنے میں بھیجی جاسکتی ہیں ۔ ابھی یہ سہولت صرف چند بڑے شہروں میں ہے ۔

کمپیوٹر :

یہ ایک ایسی الیکٹرانک مشین ہے جو کہ پروگرامز کو استعمال میں لاکر اعداد و شمار ترتیب دیتی ہے ۔ یہ اپنے اندر اعداد و شمار کو محفوظ رکھنے کی اہلیت بھی رکھتا ہے جسے ہم کمپیوٹر کی یادداشت کا نام دیتے ہیں ۔ کمپیوٹر کے ذریعے اطلاع اور پیغام دینے کا تیز ترین ذریعہ ای ۔ میل بن گیا ہے ۔

سوالات

مختصر جواب دیں ۔

1 ۔ ذرائع ابلاغ کا کیا مطلب ہے ؟

2 ۔ ریڈیو کب ایجاد ہُوا ؟

3 ۔ پاکستان میں کُل کتنے ریڈیو سٹیشن ہیں ؟

4 ۔ پاکستان میں پہلا ٹیلی ویژن سٹیشن کب اور کہاں قائم ہُوا ؟

5 ۔ مندرجہ ذیل پر نوٹ لکھیں ۔

فیکس ۔ کمپیوٹر ۔ ٹیلی پرنٹر
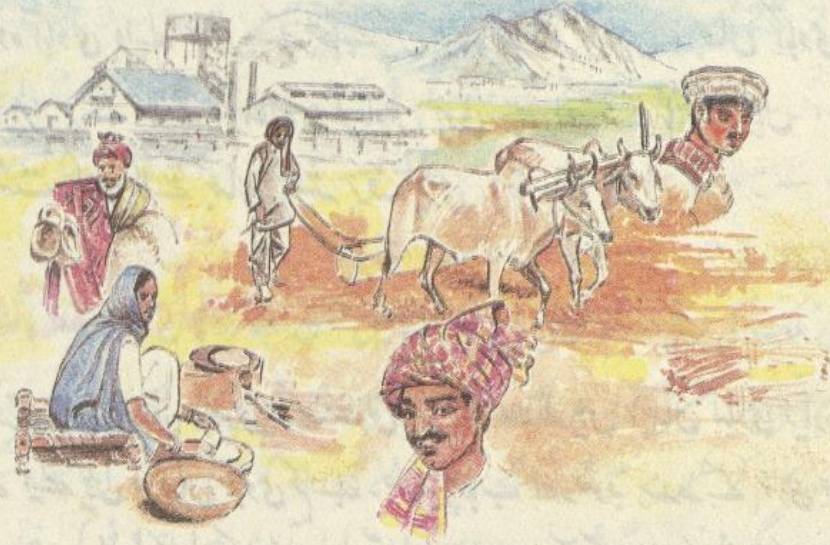
آبادی اور پیشے

اِنسان زیادہ تر زمین کے اس حِصّے میں آباد ہے جہاں ضروریاتِ زندگی آسانی سے میسّر آتی ہیں۔ خوراک ، لباس اور رہائش ہماری بنیادی ضروریات میں سے ہیں۔ خوراک حاصل کرنے کے لیے ہمیں اناج کی ضرورت ہوتی ہے۔ اناج حاصل کرنے کے لیے فصلیں کاشت کی جاتی ہیں۔ پس ایسے علاقوں میں آبادی زیادہ ہوتی ہے جہاں کاشت کاری کی سہُولتیں میسّر ہیں۔ یہ علاقے نہ صرف وہاں کے رہنے والوں کے لیے اناج پیدا کرتے ہیں بلکہ ان علاقوں کی بھی ضرورت پُوری کرتے ہیں ، جہاں اناج کم پیدا ہوتا ہے۔

وہ علاقے جو انسان کے لیے کپڑا اور دُوسری مصنُوعات تیاّر کرتے ہیں ، صنعتی علاقے کہلاتے ہیں۔ کارخانوں میں کام کرنے کے لیے بہت سے کاریگروں کی ضرُورت ہوتی ہے پھر تیاّر شدُہ مال کی نقل و حمل کے لیے بھی زیادہ افراد کی ضرُورت ہوتی ہے۔ اس طرح صنعتی علاقوں میں آبادی بڑھ جاتی ہے۔

زیادہ آبادی والے علاقوں کے مقابلے میں ایسے علاقے بھی ہیں ، جہاں آبادی کم ہوتی ہے ۔ اِن میں ریتلے علاقے ، جہاں نہ تو بارش ہوتی ہے اور نہ دریا بہتے ہیں ، پتھریلے علاقے ، بُہت بلند علاقے جہاں ہمیشہ برف پڑی رہتی ہے شامل ہیں ۔

پاکستان میں زیادہ آبادی اور کم آبادی والے علاقے

پاکستان میں بھی اِن اُصولوں کے مُطابق کچُھ ایسے علاقے ہیں ، جہاں آبادی زیادہ ہے اور کچُھ علاقے ایسے ہیں ، جہاں آبادی کم ہے ۔ صُوبہ پنجاب اور صُوبہ سِندھ کے نہری علاقے اور صُوبہ سرحد میں دریائے کابل کی وادی میں آبادی زیادہ ہے کیونکہ یہاں کاشت کاری کے لیے حالات موزوں ہیں ۔ ان کے علاوہ پاکستان کے صنعتی اور تجارتی علاقوں میں آبادی زیادہ ہے ۔ ایسے علاقے کراچی ، حیدرآباد ، مُلتان ، راولپنڈی ، لاہور اور فیصل آباد ہیں۔

پاکستان میں شمال مغربی پہاڑی علاقے ، چولستان ، تھر کے صحرائی علاقے اور صُوبہ بلوچستان میں آبادی کم ہے ۔

اب جہاں جہاں معدنیات نِکل رہی ہیں ، وہاں بھی آبادی زیادہ ہو رہی ہے ۔

1981ء کی مردم شماری کے مطابق ہمارے مُلک کی کُل آبادی قریباً 8 کروڑ 42 لاکھ تھی ۔ محکمہ آبادی کے تخمینے کے مطابق 1998ء میں پاکستان کی آبادی 13,05,80,000 ہے ۔ جس میں مردوں کی تعداد 6,78,40,000 ہے ۔ عورتوں کی تعداد 6,27,39,000 ہے ۔ افزائش آبادی 3.10 فی صد ہے ۔ شرح پیدائش 41 بچے فی ہزار ، شرح اموات 11 بچے فی ہزار ہے ۔

پاکستان میں خواندگی کی شرح افسوناک حد تک کم ہے ۔ 1981ء میں شرح

خواندگی 26.2 فیصد، مردوں کی شرح خواندگی 35 فیصد، عورتوں کی شرح خواندگی 16 فیصد تھی۔ 1992ء میں شرح خواندگی 34.9 فیصد تھی۔ 1998ء میں ایک محتاط اندازے کے مطابق شرح خواندگی قریباً 45 فیصد ہے اور آبادی کا قریباً 70 فیصد لوگ دیہات میں رہتے ہیں اور باقی شہروں میں رہتے ہیں۔

کِسی مُلک کی ترقی اور خوشحالی اِسی صُورت میں ممکن ہے کہ اِس مُلک کے باشندوں کو زندگی کی تمام ضروریات میسّر آئیں۔ اس ملک کے سب مرد اور عورتیں پڑھے لکھے ہوں تاکہ وہ ملک کی ترقی کے لیے مفید کام کر سکیں۔ مُلکی ترقی کے لیے یہ لازمی ہے کہ ضروریات کی اشیاء مثلاً گندم، چاول، دالیں، گھی، دُودھ، گوشت اور سبزیوں کی پَیداوار آبادی میں اضافے کی رفتار سے زیادہ ہو ورنہ مُلک میں غذائی اجناس کی قلت ہو جائے گی۔

پیشے

خوشحال زندگی گزارنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ مُلک کے تمام لوگ محنت کریں۔ محنت کرنے سے ایک تو اپنے کُنبہ کو ضروریاتِ زندگی مہیّا کی جا سکتی ہیں، دُوسرے مُلک کی پَیداوار میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور اِس طرح ملک ترقی کرتا ہے۔

پاکستان کے لوگ کافی محنتی ہیں۔ وہ مختلف پیشے اختیار کر کے روزی کماتے ہیں۔

کاشت کاری : کاشت کاری ہمارے مُلک کا سب سے اہم پیشہ ہے۔ کِسان اناج اور دُوسری فصلیں اُگاتے ہیں اور ہم سب کے لیے خوراک مہیّا کرتے ہیں۔

زرخیز زمین اور آب پاشی کی سہُولتوں کی بدولت صُوبہ پنجاب اور صُوبہ سندھ کے نہری علاقوں اور صُوبہ سرحد میں دریائے کابل کی وادی میں زیادہ تر لوگ اِس پیشے سے تعلق رکھتے ہیں۔

کاشت کاری کے پیشے میں خواتین بھی باقاعدہ مردوں کا ہاتھ بٹاتی ہیں۔ کھیتوں میں جب مرد کام کرنے جاتے ہیں تو عورتیں ان کے لیے دوپہر کا کھانا لے جاتی ہیں۔ مویشیوں کا چارہ بھی کاٹ دیتی ہیں اور انھیں پانی پلانے جوہڑوں اور نہروں پر لے جاتی ہیں۔ کچھ عورتیں دودھ بھی دوہتی ہیں۔ مویشیوں کے لیے چارہ بھی سر پر اٹھا کر گھر لے جاتی ہیں۔ عورتیں کھیتوں میں بھی کام کرتی ہیں۔ کپاس کے پھول جب پک جاتے ہیں تو عورتیں اور بچے انھیں چنتے ہیں۔ گھروں میں آگ جلانے کے لیے جنگلوں سے لکڑی اکٹھی کر کے گھروں میں لے جاتے ہیں۔

مویشی پالنا : چرواہے مویشی پالتے ہیں مثلاً بھیڑیں، بکریاں، گائیں، بھینسیں، اُونٹ وغیرہ مویشیوں سے ہمیں گوشت، دُودھ، گھی، مکھن وغیرہ ملتا ہے۔ کچھ جانوروں کا چمڑا جُوتے اور دیگر سامان بنانے کے کام آتا ہے۔ جانوروں کی ہڈیاں کھاد بنانے کے کام آتی ہیں۔

ہمارے ہاں زیادہ تر بھیڑیں اور بکریاں ایسے علاقوں میں پالی جاتی ہیں، جہاں بارش کم ہوتی ہے اور نہری پانی بھی میسّر نہیں۔ ایسے علاقوں میں گھاس اور جڑی بُوٹیاں اُگتی ہیں جن پر بھیڑیں اور بکریاں پالی جاتی ہیں۔ پاکستان میں چرواہے زیادہ تر صُوبہ سرحد، مغربی پہاڑی علاقوں، صُوبہ بلوچستان اور چولستان کے علاقوں میں مویشی چراتے نظر آتے ہیں۔ اس کے علاوہ اب ملک کے مختلف علاقوں میں لوگ جدید طریقہ سے مویشی پالنے کے لیے کیٹل فارم، ڈیری فارم وغیرہ قائم کر رہے ہیں۔

کان کنی : کان کن سطحِ زمین کے نیچے موجود معدنیات تلاش کرتے ہیں مثلاً لوہا، کوئلہ، نمک، جپسم وغیرہ۔ کان کن دن رات سطحِ زمین کے نیچے کام کرتے ہیں اور بہت سی دھاتیں ہمارے استعمال کے لیے نکالتے ہیں۔ صنعتی ترقی کا دارومدار دھاتوں کے اِستعمال پر ہی ہے۔ کان کنی کا پیشہ صُوبہ بلوچستان میں اور صُوبہ پنجاب کے پوٹھوہار کے علاقے میں عام ہے۔

کاریگر اور مزدُور : ہمارے روزمرہ استعمال کی بیشتر چیزیں کارخانوں ہی میں بنتی ہیں جہاں بہت سے کاریگر، انجنیئروں کی نگرانی میں کام کرتے ہیں اور ہمارے لیے مختلف قسم کی چیزیں تیّار کرتے ہیں اس کے علاوہ بڑھئی لکڑی کا سامان تیّار کرتا ہے، لوہار لوہے کا سامان بناتا ہے۔ جولاہا کپڑا بُنتا ہے اور کمہار مٹّی کے برتن بناتا ہے۔ اِس طرح ہمیں اِستعمال کی چیزیں آسانی سے مِل جاتی ہیں۔

بینک کاری : بینکوں میں روپے کے لین دین کا کام ہوتا ہے۔ بینک ہماری بچت کا روپیہ جمع کر لیتے ہیں۔ پھر یہ روپیہ مختلف کاروبار چلانے کے لیے کمپنیوں کو دے دیتے ہیں۔ اِس طرح ہمارا روپیہ بھی محفوظ رہتا ہے اور ملک کی ترقی کے کام بھی آتا ہے اور جب ہم چاہیں اپنا روپیہ بینک سے واپس نکلوا سکتے ہیں۔
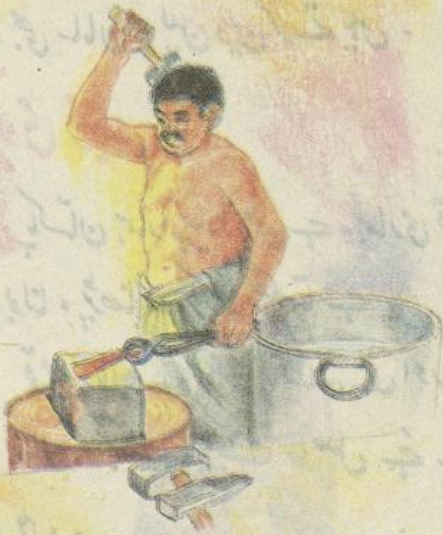
دیگر پیشے : چند لوگ ایسے پیشے اختیار کرتے ہیں جن کے ذریعے وہ دُوسرے لوگوں کی بہتری کے لیے کام کرتے ہیں۔ مثلاً اُستاد انجنیئر، نرس، وکیل، تاجر، بینکار، دفتری ملازم، سپاہی اور فوجی وغیرہ۔ اُستاد ہمیں پڑھنا

لکھنا سکھاتے ہیں ۔ ڈاکٹر ہماری صحت کے متعلق مشورہ دیتے ہیں ۔ اگر ہم بیمار ہو جائیں تو یہ علاج کرتے ہیں ۔ نرسیں بیماروں کی تیمار داری کرتی ہیں ۔ انجینئر مُلک میں مصنُوعات اور مشینیں بناتے ہیں جن کی بدولت رہنے سہنے کا معیار بلند ہوتا ہے ۔ پولیس والے ہماری جان و مال کی حفاظت کرتے ہیں اور مُلک میں امن و امان قائم کرتے ہیں ۔ ہمارے بہادر فوجی مُلک کی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں ۔ تاجر لوگ سامان کا لین دین کرتے ہیں ۔ وہ دیہات سے اناج وغیرہ خرید کر شہر کی منڈیوں میں فروخت کرتے ہیں ۔ اسی طرح کارخانوں میں بنا ہوا سامان بازاروں میں بیچ دیتے ہیں ۔ تاجر لوگ مُلک کے ایک علاقے سے سامان لے جا کر دُوسرے علاقے میں بھی فروخت کرتے ہیں ۔ بعض تاجر مُلک سے باہر دُوسرے کسی مُلک کے ساتھ بھی سامان کا لین دین کرتے ہیں ۔

ہماری زبان

پاکستان ہمارا پیارا وطن ہے ۔ ہماری قومی زبان اُردُو ہے ۔ اِس لیے ہر پاکستانی اُردُو زبان بولنا ، پڑھنا اور لکھنا سیکھتا ہے ۔

قومی زبان کے علاوہ پاکستان میں اور بہت سی زبانیں بولی جاتی ہیں ۔ اِسی لیے اُردُو زبان کو بہت اہمیّت حاصل ہے ۔ بعض لوگ دُوسرے صُوبوں کی علاقائی زبانیں بھی سیکھتے ہیں ۔

ہمارا لباس

پاکستان میں صُوبائی زبانوں کی طرح صُوبائی لباس میں بھی معمولی فرق ہے ۔ پنجاب میں

مرد قمیص ، تہہ بند ۔ قمیص شلوار یا کُرتا شلوار پہنتے ہیں ۔ پنجاب کے دیہات کی عورتیں کُرتا اور لاچا بھی پہنتی ہیں ۔عورتیں قمیص ۔ شلوار ۔ دوپٹہ پہنتی ہیں ۔ سندھ میں بھی مرد شلوار ، قمیص اور عورتیں شلوار ، قمیص اور دوپٹہ یا چادر پہنتی ہیں ۔ اجرک ایک موٹی پھول دار چادر کو کہتے ہیں جو عنابی اور سیاہ رنگ میں چھپی ہُوئی ہوتی ہے ۔عورتیں لمبی قمیص پر سندھی ٹانکے سے پھُول کاڑھ لیتی ہیں ۔ سندھ کی شیشے کے کام والی ٹوپیاں بہت مشہُور ہیں مرد یہ ٹوپیاں شوق سے پہنتے ہیں ۔ سندھ میں مرد اور عورتیں اجرک شوق سے استعمال کرتے ہیں ۔

بلوچستان میں مرد لمبی قمیص اور گھیرے دار شلوار پہنتے ہیں ۔ قمیص پر بلوچی ٹانکے سے خُوبصورت بیل بُوٹے بنانے کا عام رواج ہے ۔ سر پر بلوچی کلاہ والی پگڑی ہوتی ہے اور عموماً قمیص کے اُوپر واسکٹ بھی پہنتے ہیں جس پر سنہری کام بنا ہوتا ہے ۔عورتیں لمبی قمیص گھیرے دار تنگ پائینچے کی شلوار اور دوپٹہ پہنتی ہیں ۔تینوں کپڑوں

پر بلوچی کشیدہ کاری یا شیشے کا کام بنا ہوتا ہے۔

صُوبہ سرحد میں مرد گھیرے دار قمیص ، گھیرے دار شلوار اور کلاّہ والی پگڑی پہنتے ہیں۔ پاؤں میں پشاوری چپل پہننے کا عام رواج ہے۔ عورتیں فراک نما لمبی قمیص پہنتی ہیں اور اُن کے دوپٹے پر اکثر پھُول کڑھے ہوتے ہیں۔ سرحد کی عورتیں چاندی کے بھاری زیور پہننا بھی پسند کرتی ہیں۔

معمولی علاقائی فرق کے باوجود مُلک کے ہر حصّے کے لباس بنیادی طور پر ملتے جُلتے ہیں اور ایک ہی نظر دیکھنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ مرد یا عورت پاکستانی ہے کیونکہ ہر علاقے میں خالص اِسلامی اقدار، پاکستانی رسم و رواج اور تاریخی روایات کی جھلک نظر آتی ہے۔

مشہُور شہر

کراچی : یہ صُوبہ سِندھ کا صدر مقام اور پاکستان کا سب سے بڑا شہر ہے۔ یہ بہت بارونق جگہ ہے۔ صنعتی، تجارتی اور تعلیمی مرکز ہے۔ کراچی کے ہوائی اڈّے پر اندرون اور بیرون مُلک کی پروازوں کی آمدورفت رہتی ہے۔ یہاں سے تجارتی اور مسافر بحری جہاز دُوسرے ملکوں کو جاتے ہیں۔
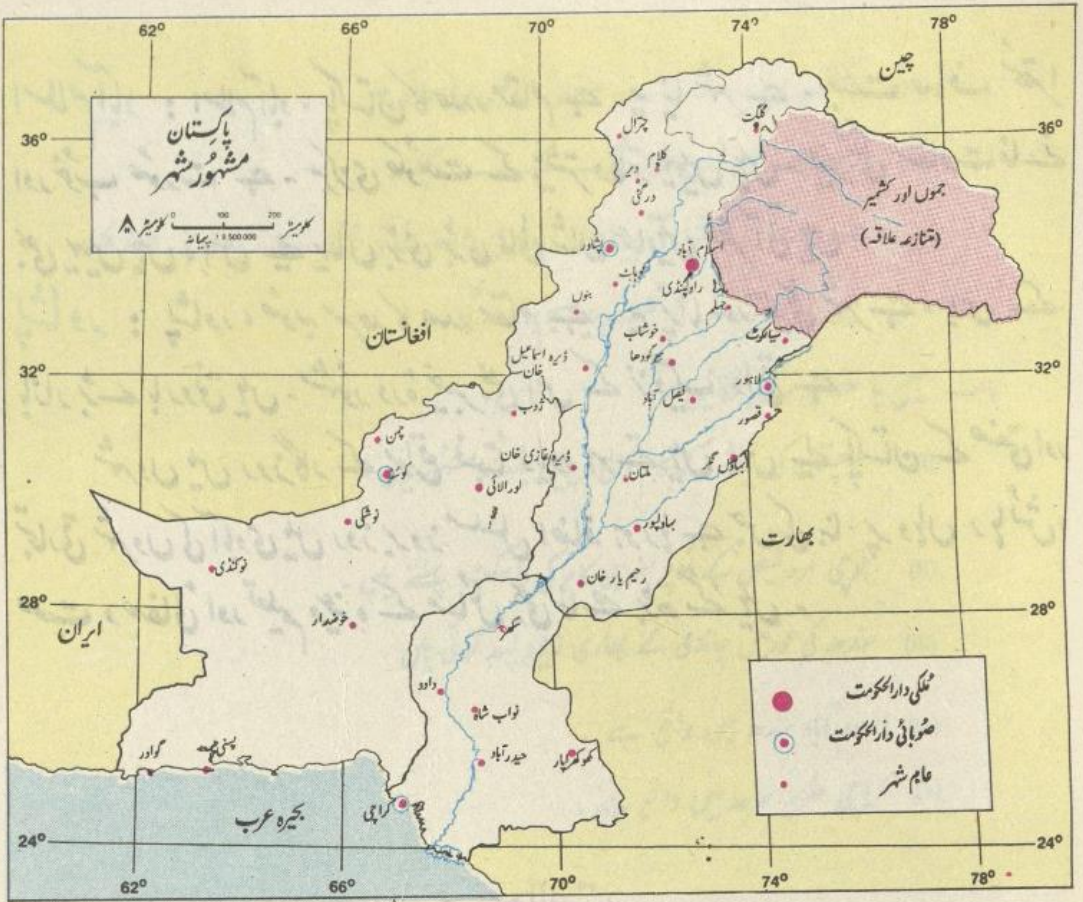
حیدر آباد : یہ صُوبہ سِندھ کا ایک تاریخی مقام ہے۔ جہاں کی گلاس فیکٹری بہت مشہُور ہے۔

کوئٹہ : کوئٹہ بلوچستان کا شہر اور صدر مقام ہے۔ گرمیوں میں کوئٹہ کا موسم بہت خُوش گوار ہوتا ہے اور مُلک کے دُوسرے حصّوں سے بعض لوگ موسمِ گرما گزارنے کے لیے یہاں آتے ہیں۔

لاہور : لاہور ایک قدیم شہر ہے۔ ہندوؤں کی روایات کے مطابق رام چندر کے دو بیٹے تھے ایک کا نام لہو تھا دوسرے کا کھو۔ لہو نے لاہور آباد کیا، کھو نے قصور۔ لاہور صوبہ پنجاب کا صدر مقام ہے۔ یہاں بہت سی تاریخی عمارتیں ہیں جنھیں دیکھنے کے لیے دُور دُور سے سیّاح آتے ہیں۔ اِن عمارتوں میں شاہی قلعہ، بادشاہی مسجد اور شالامار باغ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

اسلام آباد : اسلام آباد، پاکستان کا صدر مقام ہے ۔ یہ نیا شہر ہے ۔ بہت صاف سُتھرا اور خوُب صُورت ہے ۔ مرکزی حکومت کے بیشتر دفاتر یہیں ہیں ۔ غیر مُلکی سفارت خانے بھی یہیں ہیں ۔ اِس لیے یہاں بڑی بڑی عالی شان عمارتیں نظر آتی ہیں ۔

پشاور : پشاور، صُوبہ سرحد کا صدر مقام ہے ۔ یہ پُرانا اور تاریخی شہر ہے ۔ اِس کے بازار بڑے بارونق ہیں ۔ مشہُور درۂ خیبر بھی اس کے نزدیک واقع ہے ۔

شہروں میں روزگار کے مواقع نسبتاً زیادہ ہوتے ہیں اس لیے پاکستان کے صنعتی اور تجارتی شہروں کی آبادی میں روز بروز مسلسل اضافہ ہو رہا ہے جس کی بناء پر وہاں رہائش، صحت و صفائی اور تعلیم وغیرہ کے مسائل بھی خاصے بڑھ گئے ہیں ۔

سوالات

1 — کسی مُلک کی خوشحالی کا انحصار عام طور پر کن باتوں پر ہوتا ہے ؟

2 — پاکستان کے لوگوں کے پیشے کون کون سے ہیں کسی دو کا حال لکھیں ؟

3 — پاکستان کی شرح آبادی پر نوٹ لکھیں ۔

4 — خالی جگہ پُر کریں :

(i) خوراک ، لباس اور رہائش ہماری ———— ہیں ۔

(ii) پاکستان کا صدر مقام ———— ہے ۔

(iii) ———— ہماری قومی زبان ہے ۔

(iv) پاکستان میں ——— علاقائی زبانیں بولی جاتی ہیں ۔

(v) 1992ء میں شرح خواندگی ——— تھی ۔

(vi) ضروریات کی اشیاء کی پیداوار، آبادی میں اضافے کی رفتار سے زیادہ ہو۔ ورنہ ملک میں ——— کی قلت پیدا ہو جائے گی ۔

5— صحیح یا غلط پر نشان لگائیں :

(i) بلوچستان کی شیشے کے کام والی ٹوپیاں بہت مشہور ہیں ۔

(ii) بلوچی مرد قمیص کے اُوپر سنہری کام کی واسکٹ پہنتے ہیں ۔

(iii) سندھ کی عورتیں چاندی کے بھاری زیور پسند کرتی ہیں ۔

(iv) اسلام آباد سندھ میں واقع ہے ۔

(v) کراچی صُوبہ سرحد میں واقع ہے ۔
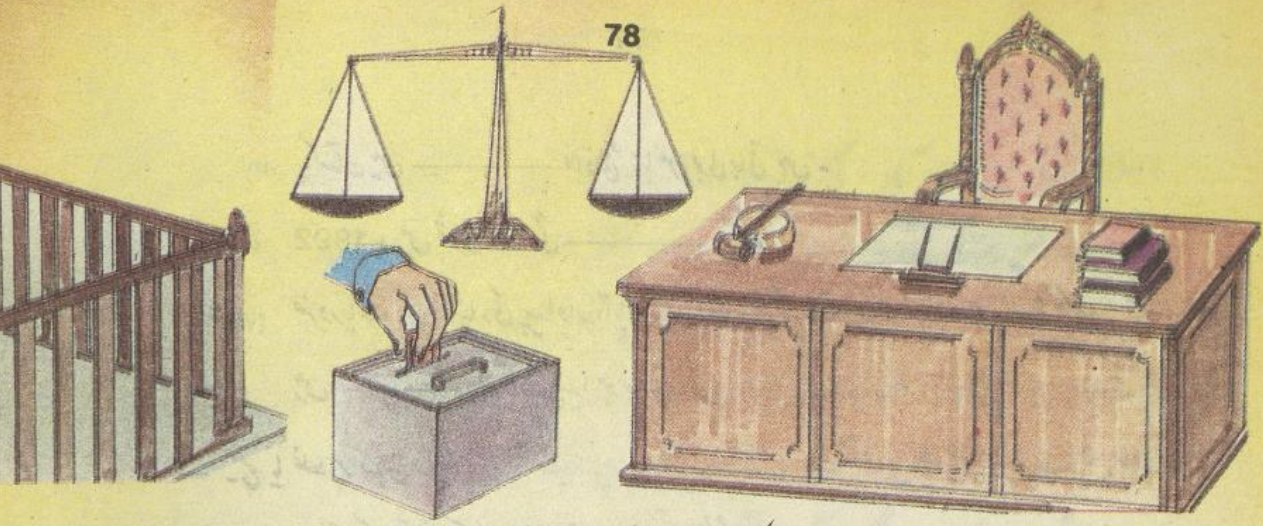
مُلک کا اِنتظام

ہر کھیل کے چند اُصول ہوتے ہیں ۔ ہاکی کے کھیل میں گول صرف ڈی سے لگائی ہُوئی ہٹ پر ہوتا ہے ۔ پِٹھُو گرم میں پِٹھو توڑنے پر اگر کسی کو گیند لگ جائے تو باقی سب کھلاڑیوں کی باری ختم ہو جاتی ہے ۔ اگر کوئی کھلاڑی اُصولوں پر عمل نہ کرے تو دُوسرے ساتھی کھلاڑی یا ریفری اس کو ایسا کرنے سے روکتے ہیں ۔ کھیل کے اُصولوں پر عمل کیا جائے تو مزّہ بھی آتا ہے اور کھیل اچھے طریقے سے مکمّل ہوتا ہے ۔

ایک کُنبے سے لے کر سکُول ، شہر ، دیہات اور مُلک تک ، سب کام خاص اُصولوں پر ہی کیے جاتے ہیں ۔

پُرانے زمانے میں مختلف خاندان مِل کر رہتے تھے ۔ اس کو قبیلہ کہا جاتا تھا ۔ ہر قبیلے کا ایک سردار ہوتا تھا ۔ ایک عِلاقے میں کئی قبائل رہتے تھے ۔ یہ کئی دفعہ کسی بات پر آپس میں جھگڑ پڑتے تھے اور اِس طرح کئی لوگ مارے جاتے تھے ۔ ان لڑائیوں کو روکنے کے لیے مختلف سرداروں نے مِل کر اُصول بنا لیے اور جو کوئی اُصول کی پروا نہ کرتا ، پُورا قبیلہ اپنے سردار کے ساتھ مِل کر اُسے سزا دیتا ۔ آہستہ آہستہ یہی قبائل مل کر ایک ریاست بن گئے اور اس کا انتظام ایک حکمران کرتا تھا ۔

ایک حکُومت کو چلانے کے لیے بنیادی طور پر تین چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے ۔

1 — ایسا اِدارہ ہو جو قانُون بنائے ۔

2 — ایسا اِدارہ ہو جو قانون کو نافذ کرے ۔

3 — ایسا اِدارہ ہو جو قانُون کے مُطابق فیصلے کرے ۔

آئیے دیکھتے ہیں کہ ہمارے پیارے وطن پاکستان میں اِن تینوں باتوں کے لیے کون کون سے ادارے ہیں ۔

ہمارے مُلک کا پُورا نام اِسلامی جمہُوریہ پاکستان ہے ۔ پاکستان کا مطلب ہے ، پاک سرزمین ۔ جمہُوریہ کا مطلب ہے ، ایسا مُلک جہاں کسی ایک شخص کی حکومت نہیں ، بلکہ اس میں بسنے والے سب لوگوں کی حکُومت ہے ۔ اِس طرح اسلامی جمہُوریہ پاکستان کا مطلب ہُوا ——— ایسی پاک سرزمین جس میں اِس کے بسنے والوں اور اسلامی قانُون کی حکُومت ہے ۔

جب یہ کہا جائے کہ ہمارے مُلک میں یہاں بسنے والوں کی حکومت ہے تو اِس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر شخص مُلکی معاملات میں دخل اندازی کر سکتا ہے ۔ ایسا کرنے سے تو کوئی کام بھی درُست طور پر نہ ہو پائے گا ۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ ہر علاقے میں لوگ اپنی پسند کے ایک شخص کو ووٹ دے کر چُن لیتے ہیں ۔ ہر علاقے سے ایک کونسلر چُنا جاتا ہے ، جو علاقے کے مسائل مقامی طور پر حل کرنے کی کوشش کرتا ہے ۔ ایک صُوبائی اسمبلی کا ممبر چُنا جاتا ہے ، جو صُوبے کی سطح پر اپنے علاقے کے مسائل کو پہنچاتا ہے اور ایک ممبر قومی اسمبلی کا چُنا جاتا ہے جو قومی سطح پر اپنے علاقے کے مسائل لے جاتا ہے ۔ اِس طرح ہر چھوٹے سے چھوٹے علاقے میں بسنے والوں کی رائے اور مسائل ، مقامی سے قومی سطح تک پہنچتے ہیں اور ان کو حل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے ۔

وفاقی اور صوبائی حکُومتیں : پاکستان میں وفاقی نظامِ حکومت رائج ہے ۔ وفاق میں صُوبے قبائلی علاقے اور وفاقی دارالحکومت اسلام آباد شامل ہیں ۔ مرکزی اسمبلی کے لیے ان علاقوں کے لوگ اپنے نمائندے بھیجتے ہیں ۔ اس کے دو حصّے ہیں ۔

قومی اسمبلی اور سینٹ ، یہ دونوں ایوان مل کر قانون بناتے ہیں ۔

اسی طرح صوبوں میں بھی انتخابات ہوتے ہیں۔ صوبائی اسمبلی کے ممبران کی تعداد بھی مقرر ہے ۔ یہی ممبران مل کر صوبائی اسمبلی بناتے ہیں۔ پاکستان کے آئین کی رو سے وفاق اور صوبوں کے اختیارات واضح کر دیے گئے ہیں ۔

مرکزی حکومت کے پاس ملکی دفاع جس میں فوج شامل ہے۔ بیرونی ممالک سے تعلقات تجارت ، مرکزی منصوبہ بندی ، مرکزی حکومت کے لیے محصولات ، صوبوں سے رابطہ وغیرہ کے محکمے ہیں ۔

صوبائی اسمبلی کے پاس صوبے کا نظم و نسق ، تعلیم ، زراعت ، صحت ، صوبائی محصولات وغیرہ کے اہم محکمے ہیں ۔

قومی اور صوبائی اسمبلیاں ملک میں انتظام کے لیے منتخب نمائندوں کی رائے کی روشنی میں قانون بناتی ہیں ۔

مرکزی حکومت : صدرِ پاکستان ، ملک کا آئینی سربراہ ہوتا ہے۔ البتہ ملک کے نظم و نسق کی دیکھ بھال کی ذمّے داری وزیرِ اعظم پاکستان کے سپرد ہوتی ہے ۔

ملک کے نظم و نسق کو چلانے کی غرض سے کئی مرکزی محکمے قائم ہیں ۔ ہر محکمے کا دفتری سربراہ مرکزی یا وفاقی سیکرٹری ہوتا ہے جو ایک وزیر کی نگرانی میں کام کرتا ہے ۔ وفاقی وزیر قومی اسمبلی کے ممبران سے چُنا جاتا ہے ۔ یہ سب مل کر وزیرِ اعظم کی مدد کرتے ہیں ۔

آپ کو علم ہے کہ ہر صوبے میں بھی نظم و نسق کے لیے مختلف محکمے ہوتے ہیں ۔ ان کا بھی سربراہ ایک صوبائی سیکرٹری ہوتا ہے جو وزیر کی نگرانی میں کام کرتا ہے ۔ صوبائی وزیر صوبائی اسمبلی کے منتخب ممبروں میں سے چُنا جاتا ہے جو مسائل صوبائی حکومت حل نہ کر سکے ، وفاقی یا مرکزی حکومت اِسے حل کرنے کی کوشش کرتی ہے ۔ صوبائی حکومت ، وفاقی حکومت کے مشورے سے نظم و نسق چلاتی ہے ۔

ہر صُوبے کا سربراہ گورنر ہوتا ہے اور اس کی مدد وزیر اعلیٰ کرتا ہے ۔

سُپریم کورٹ : آپ کو معلوم ہے کہ تحصیل کی سطح پر کچُھ عدالتیں ہوتی ہیں ۔ یہ عدالتیں زمین یا لڑائی جھگڑے کے مقدمات کا فیصلہ کرتی ہیں ۔ اگر کسی شخص یا فریق کو یہ فیصلہ منظُور نہ ہو تو وُہ صُوبے کی سب سے بڑی عدالت ، ہائی کورٹ سے اِنصاف طلب کرتا ہے ۔ اگر اس کا فیصلہ بھی اِسے منظور نہ ہو تو پاکستان کی سب سے بڑی عدالت سُپریم کورٹ میں درخواست دے گا ۔ یہاں جو بھی فیصلہ ہوگا وہ آخری ہوگا ، تاہم چند اہم مقدمات کے فیصلہ پر نظرِ ثانی کے لیے صدرِ پاکستان کو درخواست دی جا سکتی ہے ۔
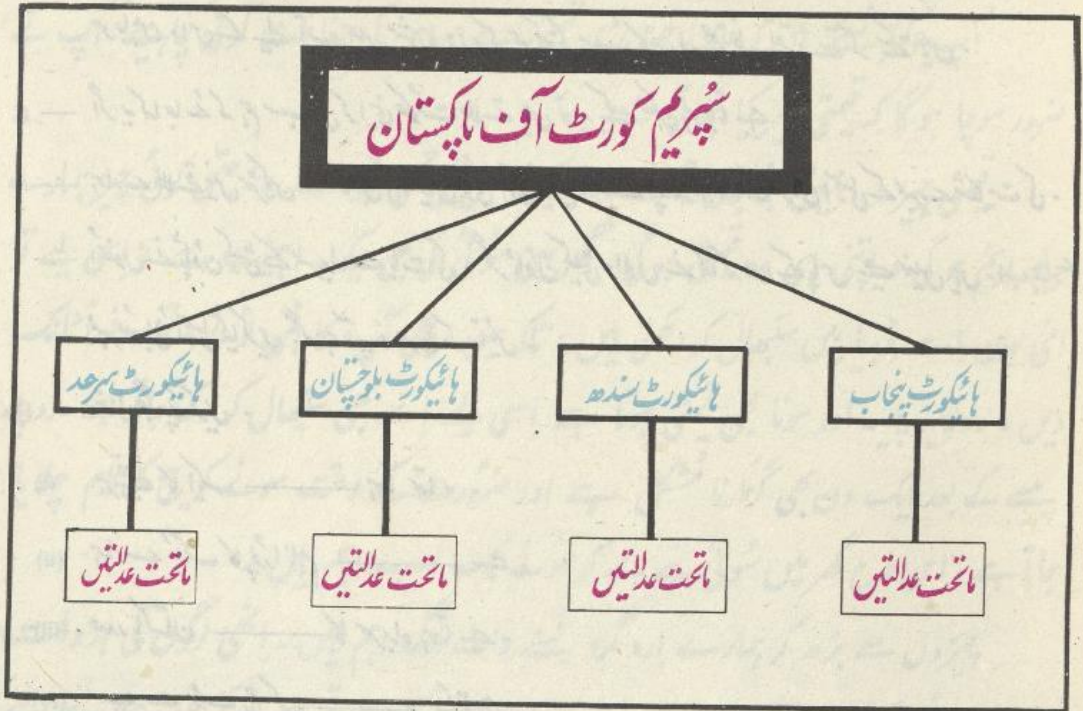
سُپریم کورٹ کا مُستقل دفتر تو اسلام آباد میں ہے ۔ تاہم ضرُورت کے مُطابق یہ عدالت دُوسری جگہوں پر بھی اپنے اجلاس کر سکتی ہے ۔ اس عدالت کے سب سے بڑے جج کو چیف جسٹس آف پاکستان کہتے ہیں ۔

مشق

1 — پاکستان کی سب سے بڑی عدالت کونسی ہے ؟

2 — صُوبے کی سب سے بڑی عدالت کا نام بتائیں ؟

3 — ہمارے مسائل حکومت کے پاس کون لوگ لے کر جاتے ہیں ؟

4 — سب سے بڑی عدالت کے جج کو کیا کہتے ہیں ؟

5 — میرے دوست نے پاس ہونے کی خوشی میں دعوت دی ۔ ہم چاہتے ہیں کہ دعوت کے سارے کام اچھے طریقے سے ہو جائیں ۔ اِس کے لیے آپ ہمیں مشورہ دیں کہ ہم کیونکر سب کام اچھے طریقے سے کر سکتے ہیں ۔

6 — اگر یہ کہا جائے کہ ہم سب مل کر اپنی حکومت چلاتے ہیں تو یہ کیسے ممکن ہو پاتا ہے ۔

7 — ہمارے علاقے میں سڑکیں اور نکاس کی نالیاں ٹُوٹی ہُوئی ہیں ، ہم نے اپنے علاقے کے صُوبائی اسمبلی کے ممبر سے شکایت کی ۔ اُنھوں نے ٹاؤن کمیٹی کے سربراہ سے بات کی ، مگر ٹاؤن کمیٹی والوں نے کہا کہ ان کے پاس پیسے نہیں ہیں ۔ اب ہمارے ممبر صُوبائی اسمبلی کیا کریں گے ؟ آپ سوچ کر بتائیں ۔

8 — خالی جگہ پُر کریں ۔

(i) ہر قبیلے کا ایک ______ ہوتا تھا ۔

(ii) ہمارے مُلک کا پُورا نام ______ ہے ۔

(iii) صدر پاکستان ______ کا سربراہ ہوتا ہے ۔

(iv) سب سے بڑے جج کو ______ کہتے ہیں ۔

(v) پاکستان کی سب سے بڑی عدالت ______ ہے ۔

تحفّظِ عامّہ

آپ اکثر سُنتے ہیں کہ فلاں چیز بڑی قیمتی ہے ، اِس کی حفاظت کرنی چاہیے ۔ آپ نے ضرور سوچا ہوگا کہ قیمتی چیز کیا ہوتی ہے ؟

قیمتی چیز وہ نہیں جو بڑی قیمت دے کر حاصل کی گئی ہو ——— جتنی کوئی چیز ہمارے لیے اہم ہوگی ، اِتنی ہی وہ قیمتی ہوگی ۔ گھر میں سُوئی کی بھی ایک اہمیّت ہے ، اِسی لیے تو امّی جان اِسے ڈِبیا میں سنبھال کر رکھتی ہیں ، تاکہ جب بھی آپ کا بٹن ٹُوٹے ، تو وہ فوراً ٹانک دیں ۔ روپیہ پیسہ اور سونا بھی قیمتی ہوتا ہے اِسی لیے اِسے بھی سنبھال کر رکھا جاتا ہے ۔ روپے پیسے کے بعد ایک دن بھی گزارنا مُشکل ہے اور ضرُورت کے وقت سونے کو بیچ کر کام چلایا جاتا ہے ۔ اِس طرح گھر میں سُوئی سے لے کر سونے تک سب اہم ہیں ۔

چیزوں سے بڑھ کر ہمارے اِرد گرد بسنے والے لوگ اہم ہیں ۔ اِنھی لوگوں کی بدولت ہماری زندگی کے کام چلتے ہیں اور ہماری ضروریات پُوری ہوتی ہیں ۔ کسان ہمارے لیے فصلیں اُگاتے ہیں ، ڈاکٹر ہمارا علاج کرتے ہیں ، پولیس اور فوج ہماری حفاظت کرتی ہے ، اُستاد ہمیں پڑھاتے ہیں اور سائنس دان نئی ایجادات کرکے ہماری زندگی کے کام آسان کرتے ہیں ۔ یہ سب لوگ ہمارے لیے اہم ہیں ، اِن میں جو بھی اہم کام کرے یا ہمیں زیادہ سہُولتیں

پُہنچائے ، وہ سب سے زیادہ اہم اِنسان ہے ۔

پاکستان ہمارا مُلک ہے ۔ اس کی زمینوں پر کسان فصلیں اُگاتا ہے اِسی کی دولت سے سکُول ، کالج اور یونیورسٹیاں قائم ہیں ، جہاں پڑھ کر ہم ڈاکٹر ، انجنیئر ، اُستاد اور سائنس دان بنتے ہیں ۔ یہی پاکستان کی زمین ہماری ہے ، جسے ہم اپنا کہہ سکتے ہیں ، کِسی دُوسرے مُلک میں تو ہم محض اجنبی اور غیر ہی ہوتے ہیں ۔ یہ اپنے ملک کی بدولت ہی ایک دُوسرے کے لیے کام کرتے ہیں ۔ اس طرح ہمارے لیے سب سے قیمتی اوراہم ہمارا مُلک پاکستان ہے ۔

اگر ہم پاکستان کی حفاظت کرنا چاہیں تو ہمیں اس میں بسنے والوں اور اِس کی سرزمین کی حفاظت بھی کرنا ہوگی ۔ اِس کے لیے کئی محکمے قائم ہیں ۔ مُلک کی سرحدوں کی حفاظت ہماری افواج کرتی ہیں ، لوگوں اور اُن کے جان و مال کی حفاظت پولیس کے ذِمّے ہے ۔
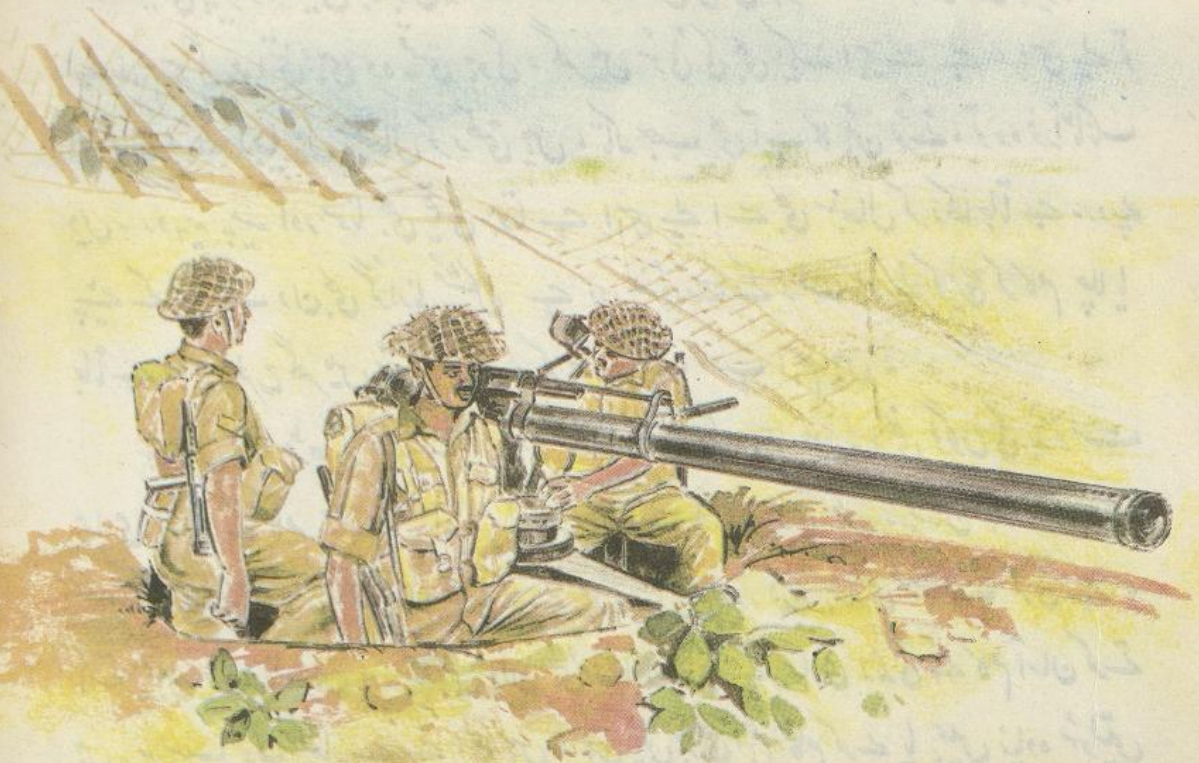
مسلّح افواج

1947ء میں جب پاکستان وجود میں آیا اس وقت ہمارے پاس فوج اور فوجی سامان کی بہُت کمی تھی ہماری حکومتوں نے شروع سے ہی فوج اور فوجی سامان کو بڑھانے کی طرف بہُت توجہ دی تاکہ ہم اپنے ہمسایہ دشمن بھارت کا مقابلہ کر سکیں اب پاکستانی فوج کا شمار دُنیا کی بہترین افواج میں ہوتا ہے۔ ہماری فوج کے مندرجہ ذیل تین حصّے ہیں۔

برّی فوج

اگر کوئی ملک ہماری سرزمین پر حملہ کرے تو ہماری برّی فوج اس کی حفاظت کرتی ہے۔

بحری فوج

اگر کوئی ملک ہمارے سمندری علاقے میں دخل اندازی کرے، تو بحری فوج اس کا مقابلہ کرتی ہے۔

فضائی فوج

اگر کوئی ملک ہمارے مُلک کی فضاؤں میں اپنے جہاز یا ہیلی کوپٹر بُری نیّت سے بھیجے تو ہماری فضائی فوج اس کو یہاں سے نِکال باہر کرتی ہے۔ اِس طرح یہ تینوں افواج مِل کر ہمارے مُلک کی سرحدوں اور علاقوں کی حفاظت کرتی ہیں۔

پولیس

ہر کام یا بات، خواہ وہ کِتنی ہی معمُولی ہو، اگر اس سے کسی کو تکلیف ہو، بُری ہوتی ہے۔ ہمارے مُلک میں ہی بسنے والے کچھ لوگ بُرے کاموں میں پڑ جاتے ہیں۔ ان کے بُرے کاموں سے دُوسروں کو تکلیف پُہنچتی ہے۔ اِس طرح عام لوگوں کے سکُون اور روزمرّہ کے کاموں میں رکاوٹ پڑ جاتی ہے۔ اِن لوگوں کو ایسے بُرے کام کرنے سے باز رکھنے اور پکڑنے کے لیے پولیس کا محکمہ قائم ہے۔ پولیس والے ہر بُرا کام کرنے والے کو پکڑ کر عدالت میں پیش کرتے ہیں تاکہ اُسے سزا مل سکے۔

ایک محکمہ ٹریفک پولیس کا بھی ہے ۔ یہ لوگ اِس بات کا خیال رکھتے ہیں کہ سڑک پر چلنے والی ہر گاڑی قانون کا خیال رکھے ۔ کوئی بس مقرّرہ حد سے زیادہ سواریاں نہ بٹھائے ، ہر گاڑی سڑک پر اُس وقت تک نہ آئے جب تک وہ ہر لحاظ سے ٹھیک نہ ہو اور پھر سڑکوں پر مقررہ ٹریفک کے قواعد کے مطابق گاڑیاں چلیں ۔ یہ سب کام ٹریفک پولیس کے ذِمّے ہوتے ہیں ۔
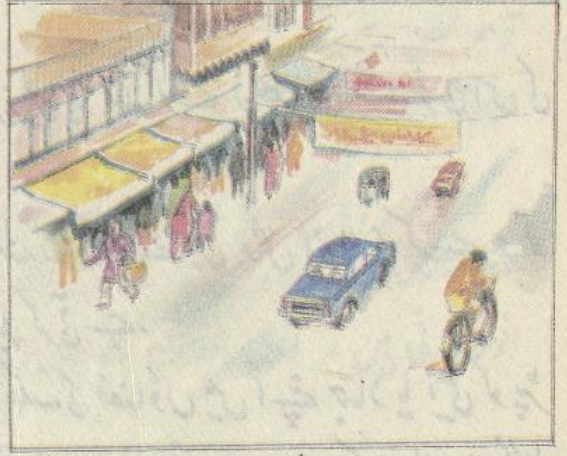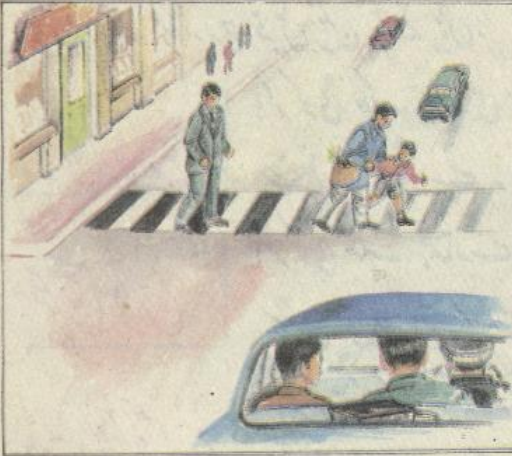
(فٹ پاتھ نہ ہو تو پیدل چلنے والوں کو سڑک کے انتہائی دائیں جانب چلنا چاہیے سائیکل سوار کو سڑک کے انتہائی بائیں جانب چلنا چاہیے ۔)

فوج اور پولیس کے علاوہ ملک میں رہنے والے ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ بھی اپنے ملک اور اس میں بسنے والوں کی حفاظت میں حکومت کا ہاتھ بٹائے ۔ جو لوگ اس طرح کام کرنا چاہیں ان کے لیے محکمے موجود ہیں ۔ آئیے ان میں سے ایک کے بارے میں پڑھتے ہیں :۔

محکمہ شہری دفاع

کِسی مُلک کے ساتھ جنگ کی صُورت میں ہماری افواج سرحدوں پر وطن کے علاقوں کی حفاظت میں مصروف ہوتی ہیں ۔ اس وقت یہ ضروری ہے کہ شہروں اور دیہاتوں کی حفاظت بھی کی جائے ، کیونکہ کئی دفعہ دشمن کے طیّارے شہروں پر بم گراتے ہیں یا دشمن کے بھیجے ہُوئے آدمی پُلوں یا دُوسری عمارتوں کو نقصان پُہنچانے کی کوشش کرتے ہیں ۔ ایسے حالات میں یہ ضروری ہے کہ شہریوں کو اپنی حفاظت کے طریقے آتے ہوں ۔ یہ طریقے محکمہ شہری دفاع لوگوں کو سِکھاتا ہے ۔

جنگ کے علاوہ کسی بھی مُصیبت کی صُورت میں شہری دفاع کی تربیت بڑے کام آتی ہے۔ زلزلے یا سیلاب کی صُورت میں لوگوں کو محفُوظ جگہوں پر پہنچانا، زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا اور اسی قسم کے دُوسرے کام سکھائے جاتے ہیں۔

شہری دفاع کی تربیت کے علاوہ عام شہری مختلف قسم کی فوجی تربیت بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ اِن عام شہریوں اور طلبہ و طالبات کے لیے علیٰحدہ علیٰحدہ انتظام موجُود ہیں۔

افواہیں

غیر مصدّقہ اطلاع کو افواہ کہتے ہیں اگر آپ کو پتا چلے کہ خُدا نخواستہ آپ کے شہر کے قریب دریا کا بند ٹوٹ گیا ہے، تو آپ سخت فکر مند ہو جائیں گے اور کسی محفُوظ جگہ پر جانے کا سوچیں گے۔ بعض اوقات جنگ کے حالات میں دُشمن کے آدمی جھُوٹ مُوٹ ایسی باتیں لوگوں میں پھیلا دیتے ہیں کہ جن سے عام لوگ پریشان ہو جائیں اور

ان کے حوصلے بھی کم ہو جائیں ۔ایسی باتوں کو افواہیں کہتے ہیں ۔ لوگوں کے حوصلے کم کرنے کے لیے دُشمن ایسے طریقے استعمال کرتے ہیں ۔ اِس لیے یہ نہایت ضروری بات ہے کہ کسی بھی خبر کو ماننے سے پہلے اچھی طرح سے جانچ لیا جائے کہ یہ دُرست بھی ہے یا نہیں ۔

سوچنے کی باتیں

★ درج ذیل میں سے کون سی ہمارے لیے سب سے اہم اور قیمتی ہے ۔
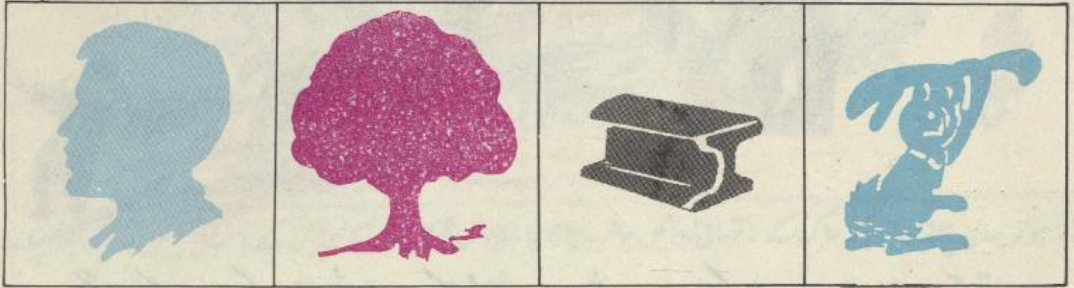
★ ہمارا پیارا وطن ہمارے لیے سب سے زیادہ اہم اور قیمتی ہے ۔ آپ کو اس کی حفاظت کا ذمّہ دیا جاتا ہے ۔ پُوری جماعت اپنے اُستاد صاحب سے مشورہ اور بحث کے بعد فیصلہ کرے کہ اِس کی حفاظت کے لیے کیا کام کیے جا سکتے ہیں ؟

سوالات

1 ـــ پولیس ہمارے کِس کام آتی ہے ؟

2 ـــ پاکستان کی مسلّح افواج کی اقسام بیان کریں ۔

3 — شہری دفاع کی تربیت کیوں ضروری ہے ؟

4 — افواہیں کون لوگ پھیلاتے ہیں ؟

5 — محکمے کو اس کے کام سے ملائیں ۔

محکمہ شہری دفاع	———	ٹریفک قوانین کی پابندی ۔
فوج	———	لوگوں کے جان و مال کی حفاظت ۔
پولیس	———	قومی سرحدوں کی حفاظت ۔
ٹریفک پولیس	———	اندرونِ ملک شہروں اور دیہاتوں کی حفاظت ۔

رفاہی ادارے

اِنسان کی بہُت سی ضروریات ایسی ہیں جو اس کے کُنبے یا کِسی ایک فرد کی مدد سے پُوری نہیں ہو سکتیں ۔ ایسی صُورت میں ہمیں کسی ادارے سے رجُوع کرنا پڑتا ہے ۔ یہ ادارے بغیر کِسی نفع و نقصان کا سوچے لوگوں کو سہُولتیں بہم پہُنچاتے ہیں ۔ مثال کے طور پر کوئی شخص صرف اپنے بچّوں کی تعلیم کے لیے سکُول ، کالج یا یونیورسٹی اور بیماری کے علاج کے لیے ہسپتال نہیں کھول سکتا ۔ حکُومت نے ہم سب کی سہُولت کے لیے تعلیمی ادارے ، ہسپتال ، ڈاکخانے ، سیرگاہیں چڑیا گھر اور لائبریریاں کھول رکھّی ہیں ۔ یہ سب رفاہی ادارے کہلاتے ہیں ۔

تعلیمی ادارے

ہمارے مُلک پاکستان میں آزادی کے وقت بہُت کم تعلیمی ادارے تھے ۔ اب تو ان کی تعداد میں بہُت اضافہ ہو گیا ہے ۔ اِن اداروں سے ہم مختلف قِسم کے علُوم سیکھتے ہیں ۔ آئیے ان اداروں کا حال پڑھتے ہیں ۔

پرائمری سکُولوں میں اوّل جماعت سے لے کر پنجم جماعت تک اور مڈل سکُول میں آٹھویں جماعت تک تعلیم حاصل کی جاتی ہے ۔ اس کے بعد کچھ بچّے ہائی سکول میں انسانیات اور کچھ

سائنس گروپ میں داخلہ لیتے ہیں جو طالب علم انسانیات کا علم پڑھتے ہیں وہ کالج سے ایف اے اور بی اے کے بعد یونیورسٹی سے ایم اے کرتے ہیں ۔ سائنس پڑھنے والے طالب علم اور طالبات کالج اور یونیورسٹیوں سے پڑھ کر انجنیئر، سائنس دان اور ڈاکٹر بن سکتے ہیں ۔

اس کے علاوہ پیشہ ورانہ تعلیم میں بجلی، لکڑی، ریڈیو اور ٹیلی ویژن وغیرہ کا کام بھی سکھایا جاتا ہے ۔

گرل گائیڈنگ و سکاؤٹنگ

بچوں کو پڑھائی کے علاوہ مختلف تعلیمی سرگرمیوں میں حصہ لینا چاہیے ۔ لڑکیاں گرل گائیڈ بن سکتی ہیں اور لڑکے سکاؤٹ ۔ سکاؤٹنگ اور گرل گائیڈنگ کی تحریک کا مقصد دوسروں کی مدد کرنا ہے ۔ یہ تحریکیں طلبہ میں اچھا شہری بننے اور نظم وضبط سے کام کرنے کا احساس پیدا کرتی ہیں ۔

انجمن ہلالِ احمر

انجمن ہلالِ احمر بھی ایک بین الاقوامی تحریک ہے ۔ اِس کی شاخیں تمام دُنیا کے مُلکوں میں قائم کی گئی ہیں ۔ انجمن ہلالِ احمر کی جو شاخیں سکوُلوں میں قائم کی گئی ہیں ان کا سب سے بڑا مقصد دُکھی اور بیمار اِنسانوں کی خدمت کرنے اور صحت وصفائی کا خیال رکھنے کا جذبہ پیدا کرنا ہے ۔

ہسپتال

بیماروں کے علاج کے لیے حکومت نے مُلک میں بیشتر ہسپتال اور ڈسپنسریاں قائم کی ہیں ۔ حکُومت کوشش کرتی ہے کہ ہر ایک کو طبّی سہُولتیں میسّر آئیں ۔ دیہات میں چھوٹے ہسپتال ہوتے ہیں

ان کو رورل ہیلتھ سینٹر کہتے ہیں یہ کونسل کی سطح پر ہوتے ہیں اس کے علاوہ تحصیل کی سطح پر تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال اور ضلع کی سطح پر ضلعی صدر مقام میں ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال قائم کیے گئے ہیں۔

بلڈ بنک

ہسپتالوں میں کچھ ایسے مریض بھی داخل ہوتے ہیں جو کسی حادثہ وغیرہ میں زخمی ہو جاتے ہیں، اور ان کا کافی خون بہہ چکا ہوتا ہے، اُنھیں فوری طور پر خُون دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اکثر مریضوں کو آپریشن کے وقت بھی خوُن دینا پڑتا ہے، چنانچہ ہسپتالوں میں خوُن جمع کر کے اُسے محفوظ رکھنے کا انتظام کیا جاتا ہے۔ ایسے اِدارے بلڈ بنک کہلاتے ہیں۔ (بلڈ، انگریزی میں خوُن کو کہتے ہیں) کچھ صحت مند اور خدا ترس لوگ خوُن کا عطیّہ دے دیتے ہیں تاکہ اِن کا خوُن کسی زخمی یا بیمار کے کام آسکے۔ تندرُست آدمی خوُن دے تو کچھ عرصہ ہی میں اِس کے جسم میں اِتنا خوُن دوبارہ پیدا ہو جاتا ہے جتنا کہ اُس نے دِیا تھا اور اِس میں خوُن کی کمی بھی نہیں ہوتی مگر یہ خوُن کئی جانوں کو بچانے کے کام آ سکتا ہے۔ بشرطیکہ یہ خوُن صحت مند شخص کا ہو نشے کے عادی شخص کا نہ ہو۔

ریلیف فنڈ

اگر خدانخواستہ مُلک پر کوئی مصیبت مثلاً زلزلہ، سیلاب یا طوفان وغیرہ آجائے یا مُلک جنگ سے دوچار ہو جائے تو حکوُمت کی طرف سے مصیبت زدہ لوگوں کے لیے ریلیف فنڈ اور جنگ کے لیے دفاعی فنڈ جمع کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اِس طرح حکومت پر سارا بوجھ نہیں پڑتا بلکہ عوام بھی اِس نیک کام میں شریک ہو جاتے ہیں۔

زکوٰۃ فنڈ

زکوٰۃ ہر صاحبِ نصاب مسلمان پر فرض ہے اور اس کو ادا کرنا چاہیے ہماری حکوُمت نے تمام مُلک میں زکوٰۃ کمیٹیاں بنا دی ہیں۔ ایک کمیٹی اپنے علاقے کے مستحق

لوگوں کو اچھی طرح جانتی ہے۔ ہر سال یکم رمضان کو تمام بنک حساب کر کے ہر شخص کے کھاتے سے چالیسواں حصہ کاٹ لیتے ہیں اور حکومت کے پاس جمع کروا دیتے ہیں جو زکوٰۃ کمیٹیوں کو مستحق لوگوں میں تقسیم کرنے کے لیے دے دیا جاتا ہے۔ اور ان لوگوں کو بھی زکوٰۃ دی جا سکتی ہے جن کے گھر نشے کی وجہ سے تباہ و برباد ہو گئے ہیں۔

ایدھی ٹرسٹ

عبدالستار ایدھی کراچی کے نیک آدمی ہیں۔ جنھوں نے لوگوں کی مدد کرنے کے لیے یہ ادارہ قائم کیا جس نے ہسپتال بنوائے ہر قسم کی آفات مثلاً۔ سیلاب ، زلزلہ متعدی بیماریوں کے وقت لوگوں کی امداد کرنا معذور بچوں کی دیکھ بھال کرنے کے لیے اور منشیات و ہیروئن سے تباہ حال لوگوں کے لیے بھی ایدھی ہوم قائم کیے گئے ہیں۔

انجمن حمایت اسلام

یہ ادارہ بھی رفاہی کام کرتا ہے جس نے سکول کالج قائم کیے ہیں یتیم خانے اور دارالامان بنائے ہیں۔ یہ ادارے صرف لاہور ہی میں نہیں بلکہ دوسرے شہروں میں بھی قائم ہیں۔

شوکت خانم میموریل کینسر ہسپتال

یہ کینسر ہسپتال نامور کرکٹر عمران خان نے عوام کے تعاون سے اپنی ماں شوکت خانم کی یاد میں بنوایا ہے۔ جس میں غریب لوگوں کا مفت علاج ہو رہا ہے۔

محکمہ اوقاف

حکومت نے ہر صوبہ میں اوقاف کا محکمہ قائم کیا ہے۔ جو کہ غربا کی مدد کرتا ہے۔ خیراتی ہسپتال مسجدوں وغیرہ کی دیکھ بھال کرتا ہے۔

گونگوں، بہروں اور اندھوں کے لیے تعلیمی ادارے

کچھ بچّے گونگے، بہرے یا اندھے پیدا ہوتے ہیں اور بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو کسی بیماری یا حادثے کا شکار ہو کر اپنے سُننے، بولنے یا دیکھنے کی طاقت کھو بیٹھتے ہیں۔ ایسے بچّے نہ تو عام بچّوں کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں اور نہ کوئی کام ہی سیکھ سکتے ہیں۔ اِن کے لیے الگ اِداروں کی ضرُورت ہوتی ہے جہاں اُنھیں مختلف طریقوں سے پڑھنا اور لکھنا سکھایا جاتا ہے۔ ان اِداروں میں خاص قسم کا سامان ہوتا ہے، جس کی مدد سے یہ بچّے لکھنا پڑھنا سیکھتے ہیں۔ پاکستان میں بھی ایسے اِدارے موجُود ہیں جہاں اندھے، بہرے اور گونگے بچّوں کو نہ صرف پڑھنا لکھنا سکھایا جاتا ہے بلکہ اُنھیں کئی قسم کے کام بھی سکھائے جاتے ہیں مثلاً لکڑی کا کام، چمڑے کا کام، تصویریں بنانا، ٹوکریاں بنانا، سلائی کرنا وغیرہ۔

اِن اِداروں میں بچّوں کے علاوہ بڑی عمر کے گونگے، بہرے اور اندھے لوگوں کی تعلیم اور تربیّت کا بھی اِنتظام ہے۔ اِس طرح سُننے، بولنے اور دیکھنے کی قوّت سے محروم بچّے اور بڑے، دُوسروں پر بوجھ بننے کی بجائے مُلک کے مُفید شہری بن جاتے ہیں۔

لائبریریاں

کتاب اِنسان کی دوست ہے۔ اکثر جی چاہتا ہے کہ فارغ اوقات میں درسی کتابوں کے علاوہ کوئی اور کتاب بھی پڑھی جائے۔ کتابیں پڑھنے سے معلُومات میں اضافہ ہوتا ہے اور مزے مزّے کی کہانیاں پڑھ کر دِل بھی خُوش ہوتا ہے۔ اکثر سکُولوں میں چھوٹی چھوٹی لائبریریاں ہوتی ہیں جن میں دلچسپ معلُومات بہم پُہنچانے والی کتابیں ہوتی ہیں۔ بچّے، اساتذہ کی نگرانی میں سکُول ہی میں یہ کتابیں پڑھتے ہیں۔ بعض سکُولوں میں بچّوں کو یہ کتابیں گھر لے جانے کی بھی اجازت مِل جاتی ہے اور بچّے یہ کتابیں گھر میں پڑھ کر لائبریری میں جمع کرا دیتے ہیں۔

سکولوں کی لائبریریوں کے علاوہ طلبہ اور پڑھنے لکھنے میں دلچسپی رکھنے والے دُوسرے لوگوں کے لیے بہت سی پبلک لائبریریاں بھی قائم کی ہیں جن میں ہر قسم کی کتابیں مہیّا کی جاتی ہیں۔ اِن لائبریریوں کا ممبر بننے والوں کو ایک کارڈ دیا جاتا ہے ۔ یہ کارڈ دِکھا کر لائبریری سے کتاب حاصل کی جاتی ہے ۔ پہلی کتاب واپس کرکے دُوسری کتاب لی جا سکتی ہے ۔ یہاں ایک کمرہ ایسا بھی ہوتا ہے ۔ جہاں بیٹھ کر لوگ کتابیں پڑھتے ہیں ، اس کو ریڈنگ رُوم کہتے ہیں۔

نیشنل پارک ، چڑیا گھر اور تفریحی مقامات

پڑھائی کے ساتھ ساتھ سیر و تفریح بھی بہُت ضرُوری ہے ۔ حکُومت کی طرف سے بچّوں کے لیے جگہ جگہ پارک بنا دیے گئے ہیں جہاں جھولے جھُولنا اور اِسی قسم کے دُوسرے کئی کھیلوں کا اِنتظام کیا گیا ہے ۔ بڑے بڑے شہروں مثلاً لاہور ، کراچی ، حیدر آباد ، بہاولپور وغیرہ میں چڑیا گھر

ہیں ، جہاں قِسم قِسم کے جانور رکھّے گئے ہیں ۔ بچّے چڑیا گھر کی سیر بھی بڑے شوق سے کرتے ہیں بندر طرح طرح کے تماشے کرتے ہیں جنھیں دیکھ کر بچّے بہت خُوش ہوتے ہیں۔

قومی بچت کی سکیمیں

مُلک کی ترقی اور خُوش حالی کے لیے حکُومت نے قومی بچت کی کئی سکیمیں جاری کر رکھی ہیں، جہاں ہم اپنی ضرورت سے بچے ہُوئے روپے کو جمع کراتے ہیں۔ اِس کا فائدہ یہ ہے کہ روپیہ بے کار پڑا رہنے کی بجائے قومی استعمال میں آتا رہتا ہے اور ہمیں بھی مناسب منافع مِل جاتا ہے۔ اِس رقم سے قومی ترقی کے بہت سے کام کیے جاتے ہیں، مثلاً تجارت، صنعت اور زراعت کو بہتر بنانے کے لیے ترقیاتی کام۔

غرض بچّت کی سکیموں میں لگائی ہُوئی رقم ایک تو قومی ترقّی و دفاع کے کاموں میں اِستعمال ہوتی ہے، دُوسرے ہمیں ہر سال اِس رقم پر کچُھ منافع بھی مِل جاتا ہے اور رقم بھی محفُوظ ہو جاتی ہے۔ روپے گھر میں رکھنے سے چوری کا ڈر بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن بچت کی سکیموں میں روپیہ لگا دینے سے رقم بالکل محفُوظ ہو جاتی ہے۔ ہم اپنی جمع کی ہُوئی رقم سے جب جتنا روپیہ چاہیں، واپس لے سکتے ہیں۔ بچت کی کئی سکیمیں ہیں مثلاً این۔ آئی۔ ٹی یُونٹ، ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ، انعامی بانڈ وغیرہ۔ حکُومت نے بنک میں نفع ونقصان کی بنیاد پر بلا سُود شراکتی نظام رائج کیا ہے۔ ہم وہاں بھی اپنا روپیہ جمع کروا سکتے ہیں۔

سوالات

مختصر جواب دیں۔

1 — تعلیمی ادارے کیوں ضرُوری ہیں ؟

2 — انجمنِ ہلالِ احمر کیا کام کرتی ہے ؟

3 — ریڈنگ رُوم کسے کہتے ہیں ؟

4 — انجمن ہلالِ احمر اور گرل گائیڈنگ میں کیا فرق ہے ؟

5 — بلڈ بنک ہمارے کس کام آتا ہے ؟

6 — ہم بچت کا پیسہ کن کن سکیموں میں لگا سکتے ہیں ؟

7 — مندرجہ ذیل پر مختصر نوٹ لکھیں۔

زکوٰۃ فنڈ ، ایدھی ٹرسٹ ، انجمن حمایت اسلام

8 — خالی جگہ پُر کریں ۔

(i) بچت سکیموں کا پیسہ ________ استعمال میں آتا رہتا ہے ۔

(ii) کتابیں پڑھنے سے ________ میں اضافہ ہوتا ہے ۔

(iii) لائبریری کے جس کمرے میں بیٹھ کر لوگ پڑھتے ہیں اُسے ________ کہتے ہیں ۔

(iv) ہر سال بنک یکم رمضان کو ہر شخص کے کھاتہ سے ________ کاٹ لیتے ہیں ۔

(v) شوکت خانم کینسر ہسپتال میں غریبوں کا ________ کیا جاتا ہے ۔

مسائل اور اُن کا حل
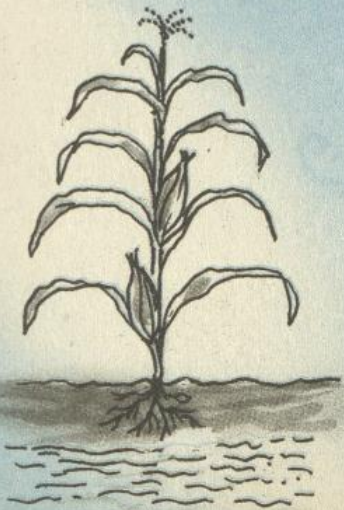
ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا مُلک ترقی کرے۔
ہم اپنی ضرورت کی سب چیزیں اسی مُلک میں پَیدا کریں اور دُوسرے ممالک کے محتاج نہ ہوں۔
مگر کچُھ مسائل ایسے ہیں جن کے باعث ترقی تیز نہیں ہو سکتی۔ آئیے اِن باتوں کا مُطالعہ کریں۔

سیم و تھور

ہر جاندار کی طرح پَودوں کو بھی پھَلنے پھُولنے کے لیے ہَوا، پانی اور خوراک کی ضرُورت ہوتی ہے۔
پَودے اپنی خوراک زیادہ تر جڑوں سے حاصل کرتے ہیں۔ بعض اوقات زمین کی تہَ کے نیچے کا پانی سطح کے قریب آ جاتا ہے اور کبھی کبھی تو یہ پانی زمین کے اُوپر بھی آ جاتا ہے۔ ایسی صُورت میں پَودوں کے لیے صحیح خوراک نہیں بنتی اور

پودے گلنا سڑنا شروع ہو جاتے ہیں ۔ زمین کی ایسی حالت کو "سیم" کہتے ہیں ۔

پاکستان میں آب پاشی کا اہم ذریعہ نہریں ہیں ۔ نہروں سے پانی رِس رِس کر ساتھ والی زمینوں میں جمع ہوتا رہتا ہے ، دُوسرے ، بعض فصلوں کے لیے زیادہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے جن کھیتوں میں ایسی فصلیں زیادہ کاشت کی جاتی ہیں ، وہاں کا پانی دُوسرے کھیتوں کی نسبت زیادہ مقدار میں زمین کے نیچے رِس جاتا ہے ۔ اِس طرح زمین کی تہ میں پانی اُونچا ہو جاتا ہے اور زمین کاشت کے قابل نہیں رہتی ۔ پاکستان میں لاکھوں ایکڑ زمین سیم سے خراب ہو چکی ہے اور کاشت کاری کے قابل نہیں ۔

سیم زدہ زمین کو ٹھیک کرنے کا حل یہ ہے کہ اُس زمین سے پانی نکالا جائے تاکہ زمین کی تہ میں پانی کی سطح نیچی ہو جائے اور اُوپر کی زمین خشک رہے ۔ پانی خارج کرنے کا آسان اور مُفید ذریعہ ٹیوب ویل ہیں ۔ ٹیوب ویل لگانے کا کام واپڈا کے محکمے کو سونپا گیا ہے ۔ واپڈا ، پاکستان میں بجلی اور پانی کے وسائل کا سب سے بڑا محکمہ ہے ۔ واپڈا نے اب تک ہزاروں ٹیوب ویل لگوا دیے ہیں ، جو زمین سے پانی کھینچتے ہیں اور قریبی نہر یا نالے میں ڈال دیتے ہیں ۔ اِس طرح ہر سال کچھ زمین سیم سے پاک کر دی جاتی ہے ۔ مُلک سے سیم کی لعنت کو ختم کرنے کے لیے بہُت محنت اور روپے کی ضرورت ہوتی ہے

ٹیوب ویل کے علاوہ سیم زدہ علاقے میں نالیاں بھی کھودی جاتی ہیں تاکہ اِرد گِرد کی زمین کا پانی رِس رِس کر نالیوں میں جمع ہوتا رہے اور زمین خشک ہو جائے ۔

زمین کی دُوسری بیماری تھور ہے ۔ زمین کی سطح میں بہُت زیادہ نمک اکٹھا ہو جاتا ہے ۔ یہ نمک پانی میں حل ہو جاتا ہے اور جڑیں خوراک حاصل نہیں کر سکتیں جس سے پودے مُرجھا جاتے ہیں ۔

تھور دُور کرنے کے لیے کھیتوں کو لگاتار پانی دیا جاتا ہے تاکہ پانی جس وقت زمین میں

جذب ہو جائے تو اپنے ساتھ نمک کو بھی نیچے لے جائے ۔ فصلوں کو بدل کر اُگانے سے بھی تھور پر قابو پایا جا سکتا ہے ۔ سیم کی طرح تھور پر قابو پانا بھی اشد ضروری ہے ۔

ناخواندگی

ناخواندہ ، اس شخص کو کہتے ہیں جو اَن پڑھ ہو ۔ اگرچہ ہمارے بُہت سے کام اَن پڑھ لوگ کرتے ہیں مثال کے طور پر مزدُور اور کسان عموماً ان پڑھ ہوتے ہیں اور ان کو اپنے اپنے کام میں خُوب مہارت ہوتی ہے مگر یہ لوگ نئی باتوں کے سیکھنے میں دُوسروں کے محتاج ہوتے ہیں ۔ مثال کے طور پر اگر کسی کسان کے کھیت پر کسی نئی بیماری کا حملہ ہو جائے تو وہ اس کا علاج اس وقت تک نہیں کر سکتا جب تک کوئی اس کو نہ بتائے ۔ اگر وُہ پڑھا لکھا ہو گا تو کتابیں پڑھ کر بیماری کا اندازہ لگا سکے گا ۔ اِس طرح پڑھا لکھا شخص پڑھ کر اپنی عقل اور علم بڑھا لیتا ہے اور اَن پڑھ سے زیادہ بہتر کام کر سکتا ہے ۔ اِسی لیے پڑھنے لکھنے پر زور دیا جاتا ہے کہ ہمارے مُلک کے زیادہ سے زیادہ لوگ پڑھے لکھے ہوں تاکہ بہتر کام کر سکیں اور مُلک میں اچھّی اچھّی چیزیں تیار ہوں ۔

ہماری حکُومت ہر سال سینکڑوں پرائمری ، مڈل اور ہائی سکول کھولتی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ پڑھ لکھ سکیں ، لیکن ہر سال سکُول جانے والے بچّوں کی تعداد اِتنی زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ بُہت سارے بچّوں کو سکُول میں داخلہ نہیں مِلتا ۔

ناخواندگی کو دُور کرنے کے لیے حکُومت نے بالغ لوگوں کے لیے ایک علیحدہ انتظام کر دیا ہے ۔ پرائمری سکُول کے اساتذہ کو تربیّت دی جا رہی ہے تاکہ وہ شام کے وقت اِسی سکول میں بالغوں کو پڑھانے کا کام کریں ۔

آبادی

پاکستان کی آبادی میں بُہت تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے جبکہ وسائل وہی رہیں گے ۔ یہ تیزی سے آبادی میں اضافہ ہمارے لیے بُہت خطرناک ہے اس سے

دُوسرے کئی مسائل بڑھ رہے ہیں مثلاً ناخواندگی، بیماریاں اور بے روزگاری ماحولیاتی آلودگی وغیرہ اس کا حل صرف یہی ہے کہ آبادی کو کنٹرول کیا جائے اور وسائل میں اضافہ کیا جائے۔

منشیات

نشہ بہُت بُری عادت ہے۔ ہیروئن جیسی نشہ آور چیزوں کا استعمال بڑھنے سے بہُت سے مسئلے پیدا ہُوئے ہیں۔ اِس بات کو دُنیا بھر کے ممالک نے بُرا محسوس کیا ہے اور تمام ممالک منشیات کی لعنت سے اپنے لوگوں کو محفُوظ رکھنے کے لیے کوشش کر رہے ہیں۔

پاکستان میں منشیات کا استعمال بڑھنے سے حکومت کو بہُت فکر ہے اور ہیروئن کی آمد اور اُس کی پیداوار کو روکنے کے لیے تمام ممکن اقدامات کر رہی ہے۔ ہیروئن کے استعمال سے کسی بھی شخص کی ذہنی اور جسمانی قوتیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ آدمی مریض بن جاتا ہے اور اِس نشہ کو چھوڑنا اس کے لیے بڑا مشکل ہوتا ہے۔

اِس وقت نشہ چھڑانے کے لیے کئی خاص ہسپتال کام کر رہے ہیں، لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر شخص کو خواہ کسی عُمر کا ہو نشہ آور چیز کا اِستعمال بالکل نہیں کرنا چاہیے ورنہ اُس کی زندگی تباہ ہو جائے گی اور وُہ بہُت ہی بُری اور بے بسی کی موت مرے گا۔

بیماریاں

پاکستان میں ابھی تک بیماریوں کی روک تھام اور تمام افراد کے علاج کا خاطر خواہ انتظام نہیں ہو سکا۔ بیماریوں کی ایک وجہ ناخواندگی بھی ہے۔ آپ نے پڑھا ہے کہ پاکستان میں اکثر لوگ اَن پڑھ ہیں۔ اَن پڑھ ہونے کی وجہ سے صحت کے عام اُصُولوں سے نہ تو اچھی طرح واقف ہیں اور نہ ہی اِن پر عمل کرتے ہیں۔ اِس کے نتیجے میں ملیریا، ہیضہ اور پیٹ کی بیماریوں میں مُبتلا ہو جاتے ہیں۔ بیماریوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم حفظانِ صحت کے اُصُولوں پر عمل کریں اور ہسپتالوں میں اپنی بیماریوں کا بر وقت علاج کرائیں۔ بچوّں کو چھ مہلک بیماریوں پولیو، خناق، تپ دق،

ہیضہ، کالی کھانسی اور تشنج سے بچانے کے لیے حکومت نے جگہ جگہ سنٹر کھول رکھے ہیں جہاں سے مُفت ٹیکے لگوائے جا سکتے ہیں۔

ماحولیات

بیماری کی روک تھام کے لیے ماحول کا صاف رکھنا بہت ضروری ہے۔ شہروں میں خاص طور پر ہوا میں دھواں، گرد و غبار زیادہ ہوتا ہے۔ ہر قسم کی گاڑیاں دھواں چھوڑتی ہیں جس سے ہوا آلودہ ہوتی ہے اور بہت سی بیماریوں کا موجب بنتی ہیں۔ شہروں کی تنگ گلیوں میں کوڑا کرکٹ پھینک دیا جاتا ہے گلیوں کا پانی رُک کر اِدھر اُدھر پھیل جاتا ہے۔ بعض دفعہ بچے نالیوں میں پیشاب پاخانہ کر دیتے ہیں۔ دیہاتوں میں باقاعدہ گندے پانی کی نالیاں بھی نہیں ہیں۔ پانی اِدھر اُدھر پھیل جاتا ہے جو بیماریوں کا باعث بنتا ہے۔

غیر متوازن غذا

اپنے جسم کو تندرُست اور توانا رکھنے کے لیے ہمیں خوراک کی ضرورت ہوتی ہے۔ غذا کے مُختلف اجزا میں حیاتین، روغنیات اور نمکیات ضروری ہیں۔ یہ تمام چیزیں گوشت، سبزیوں، دالوں اور پھلوں سے ملتی ہیں۔ اگر ہم روزانہ اِن کی مناسب مقدار نہ کھائیں تو ہماری صحت اچھّی نہیں رہے گی۔

بے روزگاری

پاکستان میں بُہت سے لوگ ایسے ہیں جنھیں مناسب کام نہیں ملتا اِس طرح ان کی صلاحیتیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ سکولوں میں پیشہ ورانہ تعلیم کا خاص انتظام نہیں۔ دفتروں میں اِتنی ملازمتیں نہیں کہ ہر ایک ملازم ہو سکے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہم اُلٹا اپنے مُلک پر بوجھ بن جاتے ہیں۔ حکومت اِس سلسلے میں ہر ممکن کوشش سے نئی آسامیاں پیدا کر کے بے روزگاری کے مسئلے کو حل کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ خود بھی روزگار کے منصوبے بنا کر بے روزگاری کے مسئلے کو حل کر رہی ہے۔

سوالات

مختصر جواب دیں :

1 — کھیتوں میں سیم کس طرح پیدا ہو جاتا ہے اور فصلوں کو کیا نقصان پہنچاتا ہے ؟

2 — سیم زدہ زمین کو ٹھیک کرنے کے کیا کیا طریقے استعمال کیے جاتے ہیں؟

3 — پڑھا لکھا آدمی کیسے اپنے کام کو بہتر بنا سکتا ہے ؟

4 — بے روزگاری کیوں پیدا ہوتی ہے ؟

5 — ماحول کا صاف رکھنا کیوں ضروری ہے؟

6 — خالی جگہ پُر کریں :

(i) پودے اپنی خوراک زیادہ تر ________ سے حاصل کرتے ہیں ۔

(ii) پاکستان میں آب پاشی کا اہم ذریعہ ________ ہیں ۔

(iii) ناخواندہ اُس شخص کو کہتے ہیں جو ________ ہو ۔

(iv) جسم کو تندرست اور توانا رکھنے کے لیے ________ کی ضرورت ہوتی ہے ۔

تاریخِ پاکستان

حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش

عیسوی سن

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی

عیسوی سن
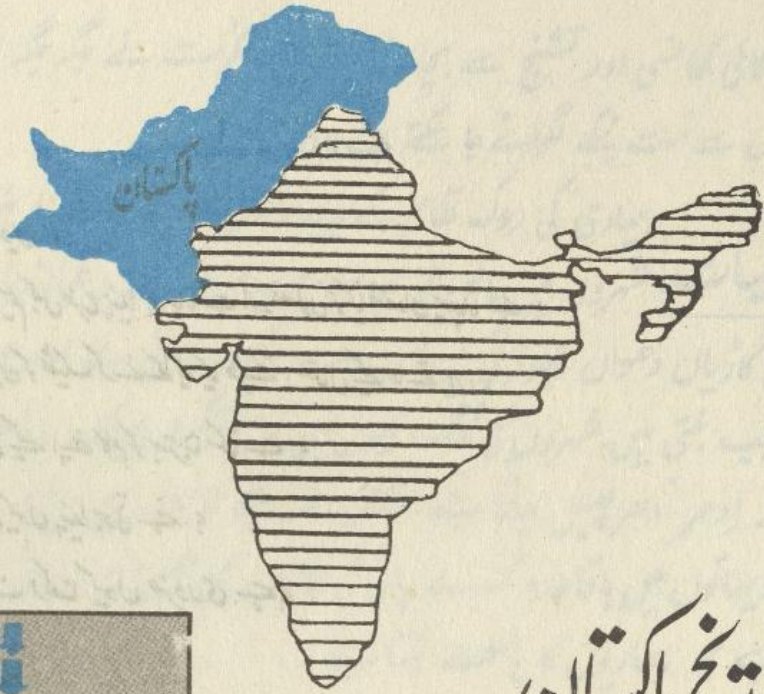
ہجری سن

آج سے قریباً پانچ ہزار سال پہلے دُنیا کی اکثریتی آبادی کو اچھے گھر بنانے کے طریقے نہ آتے تھے اس لیے گھاس پھُوس کی جھونپڑیوں میں رہا کرتے تھے۔ پیٹ بھرنے کے لیے وہ جانوروں کا شکار کرتے یا پھر جنگلی پھل کھا کر گزارہ کر لیتے تھے۔ جسم ڈھانپنے کے لیے پتّے یا جانوروں کی کھالیں استعمال کرتے تھے۔ اس دور میں ہمارے علاقے میں رہنے والے لوگوں کے گھروں میں آج کے دور جیسی سہُولتیں میسّر
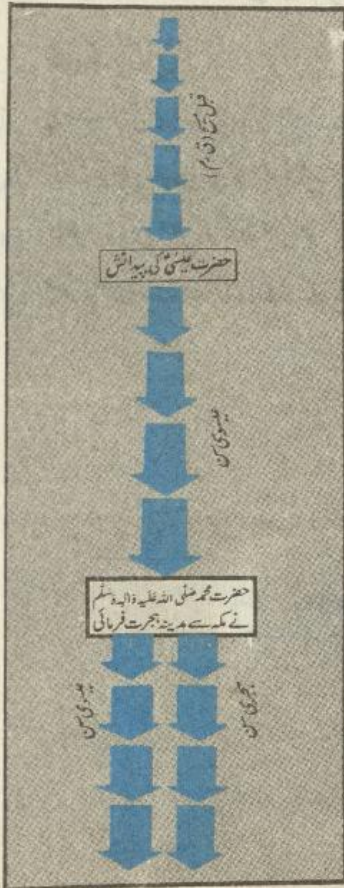
نہیں ہوتی تھیں۔

مُختلف نسلیں

دُنیا میں مختلف نسل کے لوگ بستے ہیں۔ برِّاعظم افریقہ میں بسنے والے لوگوں کا رنگ کالا، ہونٹ موٹے اور بال گھونگریالے ہوتے ہیں۔ برِّاعظم یورپ میں بسنے والے لوگوں کا

رنگ سُرخ و سفید اور بال عام طور پر بھُورے ہوتے ہیں۔ اسی طرح چین اور جاپان کے لوگوں کے قد چھوٹے، رنگت پیلی اور آنکھیں چھوٹی ہوتی ہیں۔ آریا بھی اسی طرح ایک الگ نسل ہے۔ ان کے قد لمبے، رنگت گندمی اور ناک اُونچی ہوتی ہے۔

برِّصغیر میں آریاؤں کی آمد

قدیم دَور میں وسطی ایشیا سے آریا نسل کے لوگ آتے جاتے تھے۔ ان کو اپنے علاقے

میں کھانے پینے کی سہولتیں بہت کم میسّر تھیں۔ ہمارے علاقے میں اجناس ، پھل اور دیگر اشیاء کثرت سے پیدا ہوتی تھیں۔ آریا چونکہ لڑنے میں مقامی لوگوں سے زیادہ ہوشیار تھے اور ان کے پاس ہتھیار بھی بہتر تھے۔ اس لیے انھوں نے یہاں کے باشندوں کو اپنا غلام بنا لیا۔

ہندومت

قدیم دور میں لوگ ہر اس چیز کی پُوجا کرتے تھے جس سے انھیں کسی قسم کا فائدہ یا نقصان پہنچ سکتا تھا۔ آریاؤں نے ایسی ہی چیزوں کو دیوی یا دیوتا کہنا شروع کر دیا۔ اس طرح ہندومت کی ابتدا ہوئی۔ ہندومت کے ماننے والوں کو ہندو کہا جاتا ہے۔
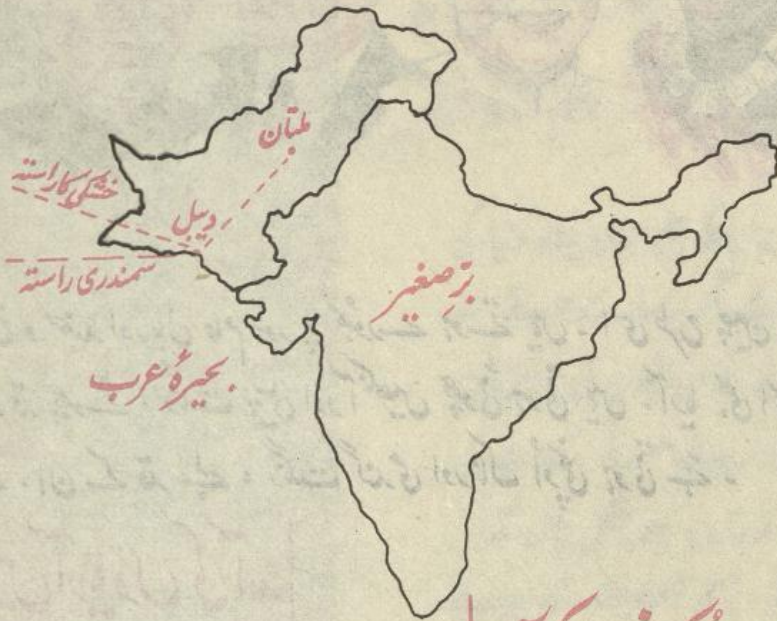
برِصغیر میں مُسلمان حُکمرانوں کی آمد

712ء میں عرب کے ایک سپہ سالار محمّد بن قاسمؒ نے برِصغیر پاک و ہند پر حملہ کیا،

اور سندھ پر قبضہ کر کے حکومت قائم کر لی ۔ اس واقعے کے قریباً پانچ سو سال بعد مُسلمانوں نے یہاں اپنی حکومت قائم کر لی ۔ وہ حکومت انگریزوں کے قبضے تک جاری رہی ۔ اس دوران کافی تعداد میں ہندو مُسلمان ہو گئے مگر اکثریتی آبادی بدستُور ہندوؤں کی رہی ۔ ہندو مُسلمان حکمرانوں کو پسند نہیں کرتے تھے ان کا خیال تھا کہ مسلمان حکمرانوں نے زبردستی ان کے ملک پر قبضہ کر لیا ہے ۔

انگریزوں کی آمد

انگریز، ملک برطانیہ میں رہنے والوں کو کہتے ہیں ۔ اس ملک میں اٹھارھویں صدی عیسوی کے دوران مشینوں پر کار آمد اشیاء بنانے کا سلسلہ شرُوع ہوا ۔ اسے "صنعتی انقلاب" کہتے ہیں ۔

کوئی بھی چیز بنانے کے لیے خام مال کی ضرورت ہوتی ہے ۔ مثال کے طور پر کپڑا بنانے کے لیے رُوئی اور فرنیچر بنانے کے لیے لکڑی کی ضرورت ہوتی ہے ۔ برطانیہ میں خام مال کی اس ضرورت کو پُورا کرنے کے لیے انھوں نے افریقہ، ایشیا اور امریکہ کے علاقوں پر زبردستی قبضہ کر کے وہاں کے خام مال کو برطانیہ بھجوانا شروع کر دیا ۔ انگریزوں نے یہاں کی کمزور حکومتوں اور دیگر مسائل سے فائدہ اُٹھا کر برِصغیر پاک و ہند میں بھی اپنی حکومت قائم کر لی ۔

انگریزوں کی حکومت کے قیام کے بعد دُوسری اقوام کی طرح مُسلمان جو پہلے یہاں کے حکمران تھے، غلام ہو گئے ۔ یہ صُورتِ حال مُسلمانوں کے لیے سخت تکلیف دِہ تھی ۔ مُسلمانوں نے انگریز حکومت کے خاتمے کے لیے 1857ء میں جنگِ آزادی بھی لڑی جس میں وہ ناکام رہے ۔

صنعتی انقلاب

مشینوں کی مدد سے کوئی بھی کام کم محنت صرف کر کے کم وقت میں کرنا ممکن ہوتا ہے مثال کے طور پر پہلے لوگ ہاتھ کی مدد سے دھاگہ بناتے تھے ۔ پھر چرخے پر لگے تکلے سے دھاگہ بنایا جانے لگا ۔ اس کے بعد اس چرخے کو مزید بہتر بنایا گیا اور ایک چرخے پر کئی تکلے لگا کر ایک وقت میں زیادہ سُوت کاتنا ممکن ہو گیا ۔ صنعتی انقلاب میں چرخے کو ہاتھ سے چلانے کی بجائے بھاپ سے چلانے کا سلسلہ شروع ہُوا تو کام پہلے کے مقابلے میں جلدی ہونے لگا ۔

انگریزی حکُومت کے دوران صُورتِ حال

انگریزی حکومت کے دَور میں اکثریتی آبادی ہندوؤں کی تھی ۔ دُوسرے نمبر پر مُسلمان تھے ۔ انگریزوں کی برِصغیر پاک و ہند میں آمد کے بعد کسی بھی ملازمت کے لینے کے لیے انگریزی تعلیم حاصل کرنا ضروری

تھا۔ مُسلمان انگریزی تعلیم کے خلاف تھے ۔ جبکہ ہندؤوں نے انگریزی تعلیم حاصل کر کے مختلف ملازمتیں حاصل کرلیں اور مُسلمان پس ماندہ ہوتے چلے گئے ۔ اسی دور میں سر سیّد احمد خان جیسے سیاسی مفکرّ اور ماہرِ تعلیم کو احساس ہو چکا تھا کہ جب کسی گروہ کا معاشیات پر قبضہ ہو جاتا ہے تو اسی گروہ کا تعلیم، معاشرت اور ثقافت پر بھی قبضہ ہو جاتا ہے ، چنانچہ انھوں نے مُسلمانوں کی ترقی اور ان کے معیار زندگی کو بلند کرنے پر زور دیا ۔ انھوں نے ابتدا میں اس مقصد کے لیے مختلف شہروں میں مدرسے قائم کیے۔ بعدازاں علی گڑھ میں ایک کالج کی بنیاد رکھی ۔ سر سیّد احمد خان نے تعلیم کے فروغ کے ساتھ ساتھ مُسلمانوں کی الگ حیثیت پر بھی زور دیا جس کا مطلب تھا کہ مُسلمان اور ہندو دو الگ قومیں ہیں ۔

الگ حیثیت

جس طرح مختلف نسل کے لوگوں کے رنگ اور چہرے کے خدو خال مختلف ہوتے ہیں ۔ اسی طرح جب عقائد، لباس، خوراک اور فخر کی باتیں جب ایک قوم کی دُوسری قوم سے مختلف ہوتی ہیں تو اس کو کسی قوم کی الگ حیثیت کہا جاتا ہے ، جس طرح مُسلمانوں کی ہندؤوں سے الگ حیثیت ہے۔

سر سیّد احمد خان کے بعد ہندوستان کے مُسلمانوں نے اپنے مفادات کے تحفّظ کے لیے اپنی ایک الگ سیاسی جماعت آل انڈیا مُسلم لیگ کے نام سے قائم کی ۔ مُسلمانوں نے انگریز حکومت سے مطالبہ کیا کہ ان کی حالت بہتر بنانے کے لیے انھیں ہندؤوں کے مقابلے میں الگ حیثیت دی جائے اور آبادی کے تناسب کی بنیاد پر سہُولتیں دی جائیں ۔

ابتدا میں مسلمانوں نے الیکشن میں مُسلمان امیدواروں کے چناؤ کے لیے الگ حلقۂ انتخاب کا مطالبہ کیا ۔ پھر ملازمتوں کے حصُول کے لیے مخصوص کوٹہ اور تعلیمی اداروں میں داخلوں کے

لیے مخصوص نشستوں کے لیے مطالبات کیے مگر مُسلمانوں کو جلد ہی احساس ہو گیا کہ آئینی مراعات کے باوجود ہندوؤں کی اکثریت اور ان کی مختلف شعبوں میں اجارہ داری کی موجودگی میں مُسلمانوں کے مفادات خطرے میں رہیں گے۔

چنانچہ مُسلمانوں نے شدّت سے محسوس کیا کہ ان کی قومی نشوونما اور معاشی حالت اس وقت تک تبدیل نہیں ہو سکے گی جب تک علیٰحدہ وطن کا مطالبہ نہ کیا جائے، چنانچہ علاّمہ محمّد اقبالؒ نے مُسلمانوں کی الگ حیثیت اور الگ ریاست کا تصوّر دیا۔ انھوں نے یہ تصوّر 1930ء میں الٰہ آباد میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کی صدارت کرتے ہُوئے اپنے صدارتی خطبہ میں دیا جسے خطبہ الٰہ آباد کا نام دیا گیا۔

بعد ازاں اسی کو اپنا مقصد بناتے ہوئے قائدِ اعظم محمّد علی جناحؒ نے قیامِ پاکستان کے حصُول کے لیے انتھک محنت کی اور 1940ء میں قرار داد لاہور پاس ہوئی جس کے نتیجے میں 14، اگست 1947ء میں پاکستان کا قیام عمل میں لایا گیا۔

مسئلہ کشمیر

قیامِ پاکستان سے پہلے، برِ صغیر میں چھوٹی بڑی ریاستیں تھیں جن پر مختلف راجا حکومت کرتے تھے۔ پاکستان کے شمال مشرق میں جموّں و کشمیر کی ریاست ہے۔ جس وقت پاکستان بنا تو اُصول یہ طے ہُوا تھا کہ برِصغیر کی ریاستیں اپنے حالات کے مطابق یا تو بھارت میں شامل ہو جائیں یا پاکستان میں اور اگر وہ کسی بھی ملک میں شامل نہ ہونا چاہیں تو علیٰحدہ بھی رہ سکتی ہیں۔ ریاست جموّں و کشمیر ہر لحاظ سے پاکستان کے زیادہ قریب ہے۔ اس کی حدیں پاکستان سے ملی ہُوئی ہیں، وہاں کے رہنے والوں کی اکثریّت مُسلمان تھی۔ ان کے زیادہ تر رشتے ناتے پاکستان کے لوگوں سے تھے۔ ان تمام باتوں کے پیشِ نظر ضروری تھا کہ ریاست جموّں وکشمیر

پاکستان میں شامل ہوتی ، لیکن ریاست جموّں وکشمیر کا راجا ہندو تھا ۔ راجا نے قیامِ پاکستان کے چند ہی مہینے بعد ریاست کے مُسلمانوں کی خواہش کے خلاف ریاست جموّں وکشمیر کا بھارت کے ساتھ الحاق کا اعلان کر دیا ۔ چونکہ ریاست جموّں وکشمیر کی اکثریت مُسلمانوں کی تھی ، اس لیے اُنھوں نے یہ فیصلہ ماننے سے انکار کر دیا اور راجا کی فوج کے خلاف اُٹھ کھڑے ہُوئے ۔ اس طرح اُنھوں نے کچُھ علاقہ آزاد کرالیا ۔

1948ء کی جنگ

1948ء میں پاکستان بننے کے فوراً بعد ہندوستان نے کشمیر کے راجا ہری سنگھ سے سازباز کرکے اپنی فوجیں کشمیر میں داخل کر دیں اور باقاعدہ جنگ شروع کر دی ۔
پاکستان کے مجاہدین بھی اپنے بھائیوں کی مدد کے لیے ریاست میں داخل ہو گئے ۔ اِس پر بھارت کی فوج مقابلے پر آ گئی ۔ ابھی مقابلہ جاری تھا کہ بھارت کے وزیرِاعظم نے اقوامِ متحدہ سے کہ کر جنگ بند کرا دی ۔ اس جنگ میں جو علاقے آزاد ہو گئے تھے وہاں آزاد جموّں وکشمیر کی حکوُمت قائم ہے ۔ اقوامِ متحدہ میں بھارت نے وعدہ کیا کہ ریاست جموّں وکشمیر کے رہنے والوں سے رائے لی جائے گی کہ اگر وہ بھارت کے ساتھ رہنا چاہیں گے تو اُنھیں بھارت کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور اگر پاکستان کے ساتھ رہنا چاہیں گے تو ریاست کو پاکستان کے ساتھ ملا دیا جائے گا ۔ بھارت کے اس وعدے پر جنگ ختم ہو گئی ، لیکن بھارت نے ابھی تک اپنا وعدہ پوُرا نہیں کیا ۔ بھارت کو پتا ہے کہ اگر رائے لی گئی تو کشمیری ، پاکستان کے ساتھ مِلنا پسند کریں گے ۔

ستمبر 1965ء کی جنگ

بھارت ، ریاست جموّں و کشمیر میں رائے شماری سے لگاتار اِنکار کرتا رہا اور پاکستان کو باقی معاملات میں بھی تنگ کرنے لگا ۔ کبھی دریاؤں کا پانی بند کر دیتا تو کبھی کشمیریوں

پر ظلم وستم ڈھانے شروع کر دیتا ، یہاں تک کہ 6 ستمبر 1965ء کو اچانک رات کے وقت لاہور کی سرحد پر بھارت کی فوج نے حملہ کر دیا ، لیکن اُنھیں مُنہ کی کھانا پڑی ۔ بھارتی فوج آگے نہ بڑھ سکی ۔ لڑائی مختلف سرحدی علاقوں میں پھیل گئی اور پاک فوج نے بھارت کے کئی علاقے فتح کر لیے ۔ جب بھارت کو شکست ہونے لگی تو اس نے اقوامِ متحدہ میں جنگ بند کرانے کی درخواست کی ۔ جنگ ختم ہو گئی اور پاکستان نے بھارت کے علاقے واپس کر دیے ۔

1971ء کی جنگ

1965ء کی جنگ کے بعد بھارت نے مشرقی پاکستان میں رہنے والے ہندوؤں

کی مدد سے وہاں کے لوگوں کو مغربی پاکستان کے لوگوں کے خلاف بھڑکایا اور آخر کار دسمبر 1971ء میں خُود بھی مشرقی پاکستان پر حملہ کر دیا۔ اس سازش کا نتیجہ یہ ہُوا کہ دسمبر 1971ء میں مشرقی پاکستان ہم سے علیٰحدہ ہوگیا۔

ہم سب کو فوجی تربیّت حاصل کر کے دُشمن کے مقابلے کے لیے تیّار رہنا چاہیے۔

سوالات

1۔ آج سے پانچ ہزار سال پہلے دنیا کی اکثریتی آبادی کیسے رہتی تھی؟

2۔ دنیا کی مختلف نسلوں کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ بیان کریں۔

3۔ آریاؤں نے مقامی لوگوں کو کیسے غلام بنا لیا؟

4۔ صنعتی انقلاب کِسے کہتے ہیں؟

5۔ پاکستان کا قیام کیسے عمل میں آیا؟ بیان کریں۔

6۔ مسئلہ کشمیر کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ بیان کریں۔

7۔ 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے بارے میں تفصیل سے بیان کریں۔

8۔ درست بیان کے آگے (✓) کا نشان لگائیں اور غلط کے سامنے (✗) کا نشان لگائیں

ا۔ 1713 میں عرب کے سپہ سالار محمد بن قاسم نے برصغیر پاک و ہند پر حملہ کیا۔

ب۔ پاکستان 23 مارچ 1940ء کو قائم ہوا۔

ج۔ بھارت اور پاکستان کے درمیان ایک جنگ ہوئی ہے۔

9- خالی جگہ پُر کریں۔

ا۔ آج سے قریباً ______ پہلے دنیا کی اکثریتی آبادی کو اچھے گھر بنانے کے طریقے نہ آتے تھے۔

ب۔ دنیا میں مختلف ______ کے لوگ رہتے ہیں۔

ج۔ انگریزی حکومت کے دَور میں ______ آبادی ہندوؤں کی تھی۔

د۔ 6 ستمبر 1965ء کو اچانک رات کے وقت لاہور کی سرحد پر بھارت کی فوج نے ______ کر دیا۔

ہ۔ مسلمانوں نے انگریز حکومت کے خاتمے کے لیے ______ میں جنگ آزادی بھی لڑی جس میں وہ ناکام رہے۔

حضرت فاطمۃ الزہرا حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی سب سے چھوٹی صاحب زادی تھیں۔ آپؑ کی پرورش آپؑ کی والدہ حضرت خدیجہؓ نے بڑے پیار و محبت سے کی۔

حضرت فاطمہؑ نے ہوش سنبھالتے ہی اپنے ابا جان کو مشکل حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے دیکھا۔ جب حضورؐ نے کافروں کو اسلام کی دعوت دی تو انھوں نے آپؐ کو طرح طرح کی جسمانی تکالیف دینا شروع کر دیں۔ کبھی آپؐ پر پتھر پھینکتے اور کبھی گندگی، جس راستے سے آپؐ گزرتے اُس میں گھاس اور کانٹے بچھائے جاتے اور آپؐ کے پاؤں لہو لہان ہو جاتے۔ ایک دن خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک کافر نے آپ کی گردن پر اونٹ کی اوجھڑی لا کر رکھ دی۔ باقی کافر ہنسنے لگے۔ اتنے میں حضرت فاطمہؑ کو پتا چلا تو وہ فوراً آئیں اور آپ کی گردن سے اوجھڑی ہٹائی۔

حضرت فاطمۃ الزہرا کی شادی حضرت علی مرتضیٰؑ سے ہوئی۔ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی بیٹی کو بڑی سادگی سے رخصت کیا۔ اس موقع پر حضرت فاطمہؑ کو ایک جائے نماز، ایک چکّی اور چند گھریلو استعمال کی اشیا ملیں۔

حضرت فاطمہؑ اور حضرت علیؑ نے ساری عمر نہایت سادگی میں گزار دی۔ حضرت علیؑ

نے ایک دفعہ فرمایا " فاطمہؓ جس طرح اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ مخلوق ہیں ، اسی طرح بہترین گھر والی بھی ہیں۔ اللہ کی عبادت اور میری رضامندی کے ساتھ ساتھ وہ گھر کی صفائی بھی ضروری سمجھتی ہیں "۔

حضرت فاطمہؓ نے اپنی اولاد کی تربیت بڑے اچھے طریقے سے کی ، جب بھی کوئی بات سمجھانا ہوتی تو وہ قرآن کریم کی آیات سے ہی مدد لیتی تھیں ۔

حضرت فاطمہؓ کو آنحضرتؐ سے بے حد پیار تھا۔ جب آپؐ رحلت سے پہلے بیمار ہوئے تو حضرت فاطمہؓ آپؐ کے پاس رہیں ۔ آپؐ کے وصال کے بعد حضرت فاطمہؓ کی طبیعت خراب رہنے لگی اور قریباً ۶ ماہ بعد آپؓ بھی اس دُنیا سے رُخصت ہوگئیں ۔

سوالات

ا ۔ مختصر جواب دیں :

1 — حضرت فاطمہؓ بڑی ہوئیں تو آپؓ نے اپنے والدگرامی کو کس حالت میں دیکھا ؟

2 — حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی شادی کس سے ہوئی ؟

3 — حضرت فاطمہؓ نے اپنی اولاد کی پرورش کس طریقے سے کی ؟

ب ۔ درست بیان کے آگے ✓ کا نشان لگائیں

(i) حضرت فاطمہؓ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سب سے بڑی صاحب زادی تھیں ۔

(ii) حضرت فاطمہؓ کی شادی حضرت علیؓ سے ہوئی ۔

(iii) حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ نے ساری عمر نہایت سادگی میں گزار دی ۔

(iv) حضرت فاطمہؓ نے اپنی اولاد کی تربیت بڑے اچھے طریقے سے کی ۔

(v) حضورؐ کے وصال کے ایک سال بعد حضرت فاطمہؓ بھی اس دُنیا سے رُخصت ہوگئیں ۔

محمدؒ بن قاسمؒ
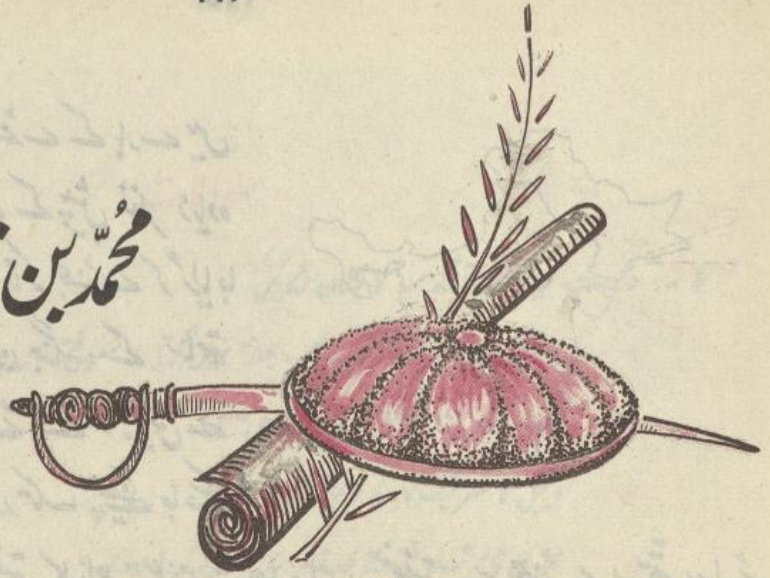
آپ پڑھ چکے ہیں کہ سندھ کے راجا داہر کو اس کی سرکشی کی سزا دینے کے لیے محمدؒ بن قاسمؒ مختصر سی فوج لے کر دیبل پر حملہ آور ہُوا ۔ دیبل سندھ کی سب سے بڑی اور مشہور بندرگاہ تھی جسے آج کل کراچی کہا جاتا ہے ۔ محمدؒ بن قاسمؒ کی آمد کی خبر سُن کر دیبل کی فوج قلعہ بند ہو گئی ۔ قلعہ میں ایک بڑا مندر تھا ۔ اس کے اندر بہُت سے بُت رکھے ہُوئے تھے ۔ عمارت کے اُوپر ایک بہُت بڑا گنبد تھا جس پر ایک جھنڈا لگا رہتا تھا ۔ ہندوؤں کا یہ وہم تھا کہ جب تک جھنڈا نہیں گرتا ، شہر فتح نہیں ہو سکتا ۔
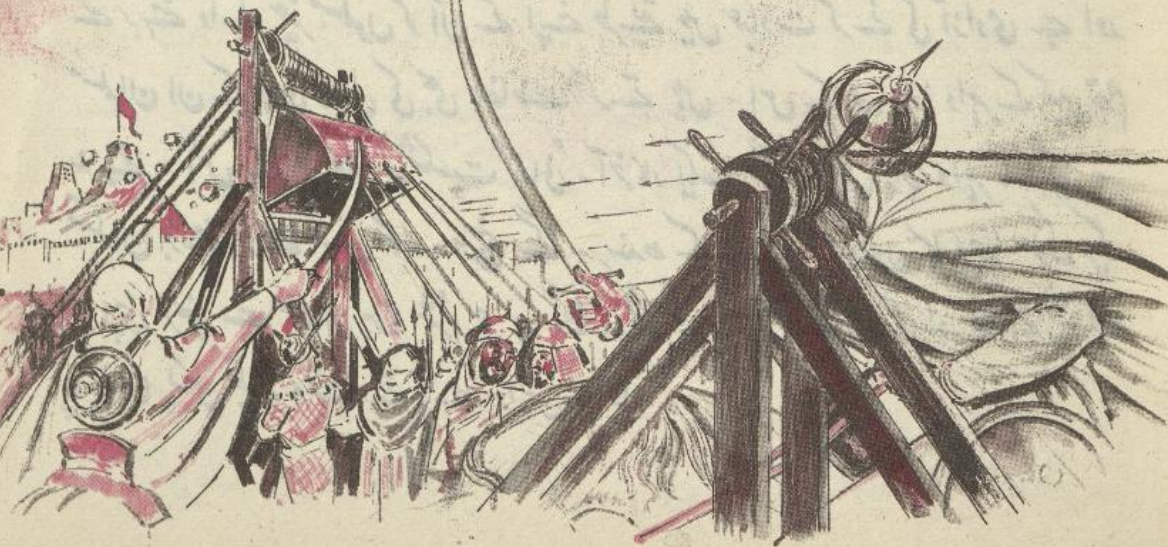
محمدؐ بن قاسمؒ نے جھنڈے کے بارے میں وہاں کے لوگوں کے عقیدے کے پیشِ نظر زیادہ جوش و خروش سے حملہ کیا تاکہ جھنڈے کو گرایا جا سکے ۔ مُسلمان اپنے سامانِ جنگ کے ساتھ منجنیقیں بھی لائے ہُوئے تھے ۔ منجنیق سے بڑے بڑے پتھّر دُور دُور تک پھینکے جا سکتے تھے ۔ سب سے بڑی منجنیق کا نام "عروس" تھا ۔ اِس منجنیق سے جھنڈے پر پتھّر برسائے گئے ۔ جھنڈا ٹُوٹ کر نیچے جا گِرا ۔ اس پر راجا داہر کی فوج کے سپاہی بُہت گھبرائے اور قلعے سے باہر نِکل آئے ۔ اَب مُسلمانوں کو کُھلے میدان میں لڑنے کا موقع مِل گیا ۔ اِس لڑائی میں ہندُو فوج کو بُہت نقصان اُٹھانا پڑا ۔ مُسلمان سپاہی قلعے کی دیوار پر چڑھ کر قلعے میں داخل ہو گئے اور تین دن میں شہر فتح ہو گیا ۔

محمدؐ بن قاسمؒ نے دیبل والوں سے اچھّا سلُوک کیا ۔ مندر کو مندر ہی رہنے دیا اور پُجاریوں کو بھی کچُھ نہ کہا ۔ مندر کے پاس ہی مسجد کی تعمیر کی اور ثابت کر دیا کہ پُرامن طریقے سے رہنے والے غیر مُسلموں کو اُن کے اپنے طریقے میں عبادت کرنے کی آزادی ہے اور مُسلمان ان کے جان و مال کی بھی حفاظت کرتے ہیں ۔ اِس کے بعد راجا داہر کے کہیں قدم نہ جمے ، اُس نے ہر محاذ پر شکست کھائی ۔ آخر کار ایک جنگ میں راجا داہر مارا گیا ۔ مُسلمان بڑھتے بڑھتے مُلتان تک پہنچ گئے ۔ سِندھ کے ہندُو ، مُسلمانوں کا اچھا سلُوک دیکھ کر اپنی مرضی سے مُسلمان ہونا شرُوع ہو گئے ۔ مُحمّد بن قاسمؒ آگے بڑھ کر اور علاقے فتح کرنا چاہتا تھا لیکن خلیفۂ وقت نے اسے واپس بُلا لیا ۔

سوالات

ا ۔ درست بیان کے آگے ✓ کا نشان لگائیں ۔

1 — ہندوؤں کا وہم تھا کہ جب تک جھنڈا نہیں گرتا ، شہر فتح نہیں ہو سکتا ۔

2 — سب سے بڑی منجنیق کا نام " عروس" تھا ۔

3 — دیبل کا شہر ایک ماہ کی لڑائی کے بعد فتح کیا ۔

4 — محمد بن قاسمؒ نے فتح کے بعد تمام مندر منہدم کروا دیے ۔

5 — مسلمان بڑھتے بڑھتے لاہور تک پہنچ گئے ۔

6 — محمد بن قاسمؒ آگے بڑھ کر اور علاقے فتح کرنا چاہتا تھا مگر خلیفۂ وقت نے اُسے واپس بلا لیا ۔

ب ۔ مندر پر لگے جھنڈے کے متعلق ہندوؤں کا کیا عقیدہ تھا ؟

ج ۔ منجنیق کسے کہتے ہیں ؟

د ۔ محمد بن قاسمؒ کے اچھے سلوک کے مقامی لوگوں پر کیا اثرات ہوئے ؟

شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ

سُلطان محمُود غزنوی ؒ کے بعد سات آٹھ سو سال تک برِ صغیر پاک و ہند میں مُسلمانوں کی حکومت قائم رہی ۔ مُسلمانوں نے تمام علاقوں میں امن و امان قائم کیا لیکن جُوں جُوں وقت گزُرتا گیا مُسلمان کاہل اور سُست ہوتے گئے ۔ خاندان مُغلیہ کے بادشاہ اورنگ زیب کے بعد تو مُسلمانوں کی حالت بہُت خراب ہو گئی ۔ مُسلمانوں کی اس کمزوری سے فائدہ اُٹھاتے ہُوئے ہندُوؤں اور سِکھّوں نے طاقت بڑھانا شرُوع کر دی ۔

بعض عُلما کو اس بات کا بہُت دُکھ ہُوا ۔ اُن عُلما میں شاہ ولی اللہ ؒ پیش پیش تھے ۔ آپ ؒ 1703 ء میں پیدا ہُوئے ۔ آپ ؒ کے والد شاہ عبدالرحیم ایک بہُت بڑے عالم تھے ۔ آپ نے چھوٹی عُمر ہی میں قرآنِ مجید حِفظ کیا اور دُوسرے علوم پر دسترس حاصل کی ۔ آپ نے مُسلمانوں کو ہر اُس کام سے روکنے کی کوشِش کی جو اِسلام میں جائز نہیں تھا ۔ آپ نے مُسلمانوں کو سمجھایا کہ وہ ہندُوؤں کے رسم و رواج چھوڑ دیں ۔ فضول خرچی چھوڑ دیں ۔ آپ نے ایک دینی مدرسہ بھی قائم کیا ۔

شاہ ولی اللہ ؒ نے قرآن پاک کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا ۔ اُنھوں نے مُسلمانوں پر زور دیا کہ وُہ قرآن پاک پڑھیں اور اس کے احکامات پر عمل کریں ۔ آپ نے مُسلمانوں میں اپنے دین سے

محبّت پیدا کرنے کی کوشش کی ۔ آپ کی تعلیمات کا یہ اثر ہوا کہ مُسلمان اپنے دین اسلام کی طرف راغب ہو گئے ۔ فضول رسمیں چھوڑ دیں اور اپنے حقوق کے لیے مُتحد ہو گئے ۔

مرہٹے مُسلمانوں کو تنگ کرنے لگے تو اُنھوں نے مرہٹوں کی طاقت کو کُچلنے اور برِّصغیر کے مُسلمانوں کی مدد کے لیے احمد شاہ ابدالی کو برِّصغیر پر حملہ کرنے کی دعوت دی ۔ احمد شاہ ابدالی نے مرہٹوں کو شکستِ فاش دی اور ان کا زور توڑ دیا ۔ اِس جنگ کے کچھ ہی عرصہ بعد 1762ء میں شاہ ولی اللہؒ فوت ہو گئے ۔

سوالات

مختصر جواب دیں ۔

1 — مُسلمانوں کے زوال کے اہم اسباب کیا تھے ؟

2 — شاہ ولی اللہؒ نے مُسلمانوں کی کیسے خِدمت کی ؟

3 — ہاں یا نہیں میں جواب دیں :

ا — مُسلمانوں نے برِّصغیر میں چار سو سال حکومت کی ۔

ب — شاہ ولی اللہؒ 1703ء میں پیدا ہوئے ۔

ج — آپؒ نے قرآن شریف کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا ۔

سرسیّد احمد خانؒ

شاہ ولی اللہؒ اور مسلمان اپنے آپ کو نہ سنبھال سکے اور 1857ء میں انگریزوں نے مُغلیہ خاندان کے آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر کو شکست دے کر برِ صغیر پر قبضہ کر لیا۔

1857ء کی جنگ کے بعد مسلمان بہُت بد دِل ہو گئے تھے۔ اُدھر انگریزوں نے ہندوؤں سے گٹھ جوڑ کر کے مُسلمانوں کی ترقی کی تمام راہیں بند کر دی تھیں۔ مُسلمانوں کو نہ ملازمتیں دی جاتی تھیں اور نہ اُنھیں کاروبار کرنے کی سہُولتیں میسّر تھیں۔ ایسے حالات میں سرسید احمد خاںؒ نے مُسلمان قوم کی مدد کرنے کی ٹھانی۔

سرسید احمد خانؒ نے انگریزوں سے کہا کہ مُسلمانوں کو بھی ترقّی کرنے کا موقع مِلنا چاہیے۔ مُسلمانوں کو ان کی آبادی کے لحاظ سے ملازمتیں دی جائیں اور اِنھیں کاروبار کرنے کی سہُولتیں مُہیّا کی جائیں۔

اِدھر سرسیّد نے مُسلمانوں کو ترغیب دلائی کہ وہ تعلیم حاصل کریں۔ نئے علُوم سیکھیں۔ اِس مقصد کے لیے اُنھوں نے علی گڑھ میں 1875ء میں ایک سکوُل قائم کیا۔ دو سال بعد سکوُل کی جگہ کالج نے لے لی، جو بعد میں مُسلمانوں کی بہت بڑی یُونیورسٹی بن گیا۔ اِس یُونیورسٹی میں برِ صغیر کے بہت سے مُسلمان طالبِ علم داخل ہُوئے، جِنھوں نے جدید عُلوم میں مہارت

حاصل کی تعلیم کو ترقی کا ذریعہ بنا کر سر سیّد احمد خانؒ نے مسلمانوں کو جہالت کے گڑھے سے نکالا۔

سر سیّد احمد خانؒ نے ہندوؤں کی بدنیتی کو بھی بھانپ لیا تھا۔ اُنھوں نے مسلمانوں پر واضح کر دیا کہ ہندو مُسلمانوں کے کبھی بھی دوست نہیں بن سکتے۔ بعد میں آپ کی بات صحیح ثابت ہُوئی ہندوؤں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ وُہ الگ قوم ہیں اور مُسلمانوں کے دُشمن ہیں۔

سر سیّد احمد خانؒ نے مُسلمانوں کو آمادہ کیا کہ وہ ایک الگ قوم کی حیثیت سے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی کوشش کریں، چنانچہ علاّمہ اقبالؒ اور قائدِ اعظم محمّد علی جناحؒ نے سر سیّد احمد خاں کی کوششوں کو مکمّل کیا اور مُسلمانوں کے لیے علیحدہ مُلک پاکستان حاصل کیا۔

سوالات

ا ۔ مختصر جواب تحریر کریں :

1 — 1857ء کی جنگ کا مُسلمانوں کے دِلوں پر کیا اثر ہُوا ؟

2 — 1857ء کی جنگ کے بعد انگریزوں نے مُسلمانوں کو کیا کیا تکالیف پہنچائیں ؟

3 — سر سیّد احمد خانؒ نے مُسلمانوں کی کِس طرح خدمت کی ؟

4 — سر سیّد احمد خانؒ نے مُسلمانوں کو ہندوؤں کے بارے میں کیا کہا ؟

5 — علی گڑھ یُونیورسٹی نے مُسلمانوں کی کیا خدمات سر انجام دیں ؟

ب ۔ درست بیان کے آگے ✓ کا نشان لگائیں ۔

(i) انگریزوں نے 1875ء میں برِّصغیر پر قبضہ کیا ۔

(ii) 1857ء کے بعد مُسلمانوں کو ملازمتیں نہ ملتی تھیں ۔

(iii) سر سیّد احمد خانؒ نے مُسلمانوں کو ترغیب دلائی کہ وہ

1 — تعلیم حاصل کریں 2 — نئے علوم سیکھیں 3 — سیاست میں حصّہ لیں

(iv) ہندوؤں کے عمل نے ثابت کر دیا کہ وُہ مُسلمانوں کے دُشمن ہیں ۔

ڈاکٹر علامہ اقبالؒ

علامہ محمد اقبالؒ 9 نومبر 1877ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ علامہ اقبالؒ کے والدین نے آپ کی تربیت بہت اچھے طریقے سے کی اور آپ کو دین کی اچھی اچھی باتیں بتائیں۔ علامہ اقبالؒ نے ایف۔اے تک تعلیم سیالکوٹ میں حاصل کی۔ اس کے بعد آپ لاہور آ گئے، گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم۔اے پاس کیا اور بعد میں انگلستان چلے گئے، جہاں سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد وطن واپس آئے۔ اِن دِنوں برِصغیر پاک و ہند پر انگریزوں کی حکومت تھی۔ انگریزوں کا سلوک مسلمانوں سے اچھا نہیں تھا۔ اقبال چاہتے تھے کہ مسلمان انگریزوں سے آزادی حاصل کر کے علیحدہ مُلک بنائیں۔ اُنھوں نے ایسی نظمیں لکھیں جن سے مُسلمانوں میں آزادی کا جذبہ پیدا ہوا۔ آپ نے بہت ساری نظمیں نوجوانوں کے لیے بھی لِکھیں، جن میں محنت و لگن سے کام کرنے اور ملّتِ اسلامیہ کے سپاہی بننے کا سبق دیا۔

ڈاکٹر اقبالؒ ہمارے قومی شاعر ہیں۔ آپ نے بہت ساری کتابیں لِکھی ہیں۔ جنھیں لوگ بہت شوق سے پڑھتے ہیں۔ جن میں بانگِ درا، بالِ جبریل، ضربِ کلیم اور جاوید نامہ مشہور ہیں۔ علامہ اقبالؒ نے بچّوں کے لیے بہت سی نظمیں لِکھیں۔ آپ مسلمان قوم کے بہت بڑے مُفکّر تھے۔ آپ چاہتے تھے کہ ساری دُنیا کے مُسلمان متحد ہو جائیں۔ یہ اتحاد اور ترقّی اِسی صُورت میں ہی ممکن ہے کہ مُسلمان آنحضرت صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلہٖ وسلّم کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کریں۔ آپ نے

مُسلمانوں کو اپنے پاؤں پر خُود کھڑا ہونے کو کہا ۔

علاّمہ اقبالؒ نے 21 اپریل 1938ء کو وفات پائی ۔ آپ کو لاہور میں بادشاہی مسجد کے بڑے دروازے کے بائیں جانب دفن کیا گیا ۔

مشق

1 — درست بیان کے آگے ✓ کا نشان لگائیں ۔

ا ۔ علاّمہ اقبالؒ 9 نومبر 1877ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہُوئے ۔

ب ۔ علاّمہ اقبالؒ بچّوں کے بھی شاعر تھے ۔

ج ۔ انگریز مُسلمانوں سے بہُت اچھا سلُوک کرتے تھے ۔

د ۔ علاّمہ اقبالؒ نے دُنیائے عرب کے مُسلمانوں کو ایک اسلامی مملکت بنانے کی ترغیب دی ۔

ہ ۔ علاّمہ اقبالؒ ہمارے قومی شاعر ہیں ۔

2 — علاّمہ اقبالؒ کیوں چاہتے تھے کہ مُسلمان انگریزوں سے آزادی حاصل کرکے علٰحدہ مُلک بنائیں ؟

3 — اُن کی نظموں کا مُسلمانوں پر کیا اثر ہُوا ؟

4 — علاّمہ اقبالؒ نے کب وفات پائی ؟

5 — علاّمہ اقبالؒ کی کوئی نظم زبانی یاد کریں ۔

6 — علاّمہ اقبالؒ کی تصویر اپنی کاپیوں میں لگائیں ۔
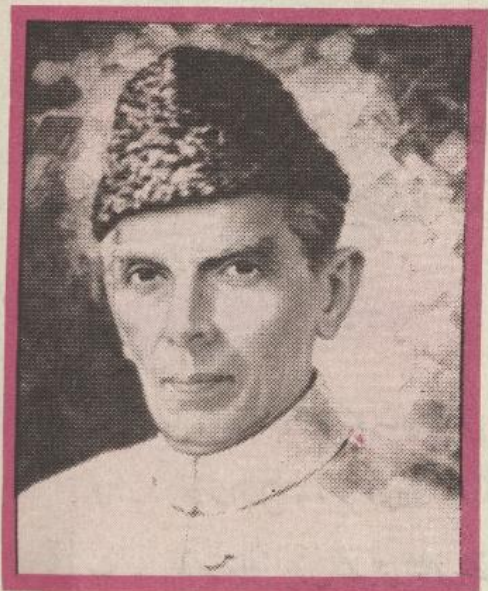
قائدِ اعظم محمّد علی جناحؒ

قائدِ اعظم 25 دسمبر 1876ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کراچی میں حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے انگلستان چلے گئے۔ ہندوستان واپس آکر وکالت شروع کر دی۔ اُس وقت ہندوستان پر انگریز حکومت کرتے تھے۔ انگریز مسلمانوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتے تھے۔ قائدِ اعظم نے جب یہ حالات دیکھے تو مسلمانوں کے لیے علیحدہ ملک حاصل کرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ آپ نے صاف صاف یہ فرمایا کہ ہندو اور مسلمان دو الگ قومیں ہیں اور یہ دونوں مل کر نہیں رہ سکتے۔ اس لیے آپ نے کانگرس سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اس دَوران مسلمانوں کی الگ سیاسی جماعت مسلم لیگ وجود میں آ چکی تھی۔ لہٰذا آپ مسلم لیگ میں شامل ہو گئے اور "دو قومی نظریے" پر عمل کے لیے مسلمانوں کو مسلم لیگ میں شمولیت کی دعوت دی۔

قائدِ اعظم محمّد علی جناحؒ کی کوششوں سے دُنیا کی سب سے بڑی اِسلامی مملکت پاکستان

14 اگست 1947ء کو وجود میں آئی ۔

آپ جس وقت بھی پاکستان کا نام لیتے آپ کا چہرہ دمک اُٹھتا ۔ ہونٹوں پر فخر آمیز تبسم کھلنے لگتا ۔ جب آپ بیمار ہُوئے اور کوئٹہ تشریف لے گئے تو ایک مجلس میں فخریہ انداز میں فرمایا ۔" پاکستان کو خُدا نے ہر چیز دے رکھّی ہے ۔ زراعت کے وسیع وسائل ، معاشی ترقّی کے روشن امکانات ، مُلک کو صنعتی بنانے کے ذرائع ، ہر چیز پاکستان میں موجود ہے ۔ قدرت کی فیاّضی نے اِس مُلک کو دَولت سے مالا مال کر رکھّا ہے ، لیکن ضرورت محنت ، خلوص اور دیانت داری کی ہے ۔ اگر پاکستانیوں میں یہ اوصاف پیدا ہو جائیں اور ان شاءاللہ میری قوم میں یہ اوصاف پیدا ہو کر رہیں گے ۔ مَیں مُسلمانوں سے کبھی مایُوس نہیں ہُوا ۔ اِسلام کی تعلیمات میں مایُوسی کا لفظ تک نہیں ۔ پاکستانی اَب آزاد قوم ہیں ، اُنھیں آزاد قوم کی طرح مُلک کی تعمیر میں حصّہ لینا چاہیے ۔ جب بھی مُسلمانوں میں یہ احساس پیدا ہو گیا تو اِس کے عظیم مملکت بننے میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہے گی ۔"

قائدِ اعظمؒ کو طلبہ سے بے حد محبّت تھی ۔ وُہ ملک کی تعمیر و ترقّی کے لیے اِن پر بھروسہ کرتے تھے ۔ ایک دفعہ آپ نے طلبہ سے خطاب کرتے ہُوئے فرمایا ۔" پاکستان کو اپنے جوانوں اور خاص طور پر طلبہ پر فخر ہے جو آزمائش اور ضرورت کے وقت ہمیشہ سب سے آگے رہے ہیں ۔"

پاکستان مُسلمانوں کی متحدہ کوششوں سے بنا ہے ۔ آپ کی سب سے بڑی خواہش یہی تھی کہ یہ اتّحاد ہمیشہ قائم رہے ۔ آپ کو پنجابی ، پٹھان ، سندھی یا بلوچی کہلانا ناپسند تھا ۔ آپ سَب کو یک جان دیکھنا چاہتے تھے ۔ آپ سب کو مُسلمان اور پاکستانی دیکھنا چاہتے تھے ۔ آپ نے مارچ 1948ء میں ایک موقع پر فرمایا ۔" ہم مُسلمان ہیں ۔ ایک اللہ ، ایک رسُول اور ایک کتاب پر یقین رکھتے ہیں ۔ پس یہ لازمی ہے کہ ہم مِلّت کی حیثیت میں بھی ایک ہوں ۔"

قائدِ اعظمؒ نے پاکستان بننے کے بعد بھی دن رات کام کیا - کام کی زیادتی کی وجہ سے آپ کی صحت خراب ہو گئی لیکن بیماری بھی آپ کے حوصلے اور عزم و ہمّت کو شکست نہ دے سکی۔ آپ آخر دَم تک کام کرتے رہے - آپ نے 11 ستمبر 1948ء کو وفات پائی - آپ کو کراچی میں دفن کیا گیا - اس جگہ ایک خُوب صُورت اور عظیم مقبرہ بنایا گیا ہے۔

سوالات

ا ۔ مختصر جواب تحریر کریں :

1 — قائدِ اعظمؒ نے پاکستان کی ترقّی کے لیے کیا فرمایا ؟

2 — آپ نے طلبہ کے لیے کیا پیغام دیا ؟

3 — آپ نے پاکستان کے لوگوں میں بھائی چارہ پیدا کرنے کے لیے کیا کہا ؟

4 — آپ کب فوت ہُوئے اور کہاں دفن کیے گئے ؟

ب ۔ درست بیان کے آگے ✓ کا نشان لگائیں ۔

(i) قائدِ اعظمؒ کو طلبہ سے بے حد محبت تھی ۔

(ii) پاکستان ہندوؤں کی مشترکہ کوششوں سے بنا ۔

(iii) قائدِ اعظمؒ کو پنجابی ، پٹھان ، سندھی یا بلوچی کہلانے سے چڑ تھی ۔

ج ۔ تحریک آزادی کے رُوحِ رواں لوگوں کی تصاویر جمع کریں ۔

اپیل

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ آپ کا اپنا ادارہ ہے جو پنجاب کے طلبہ وطالبات کے لیے معیاری اور سستی کتب مہیا کرتا ہے۔ جن پر بورڈ کا مونوگرام موجود ہوتا ہے۔ ان کتب کی تیاری ماہرین کی زیرِ نگرانی کی جاتی ہے تا کہ بچوں میں تخلیقی صلاحیتیں اجاگر ہوں ۔ کچھ ناشرین ایسی کتب شائع کرتے ہیں جن میں سوالاً جواباً مختصر مواد ہوتا ہے۔ ان کتب میں ٹیسٹ پیپرز، گائیڈز، خلاصہ جات وغیرہ شامل ہیں۔ ایسی کتب کو رَٹ لینے سے طلبہ وطالبات امتحان تو شاید پاس کرلیں مگر ان کی ذہنی تربیت نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے۔ ایسے بچے اعلیٰ پیشہ ورانہ اداروں میں ناکام ہوجاتے ہیں۔

محترم والدین، اساتذہ کرام اور عزیز طلبہ وطالبات کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ کسی قسم کی غیر معیاری کتب خریدنے کے پابند نہیں ہیں اور اگر کوئی فرد انھیں اس سلسلے میں مجبور کرے تو چیئر پرسن، پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کو اطلاع دیں۔

ڈاکٹر فوزیہ سلیمی

پی ایچ ڈی فزکس (گلاسگو)

(ستارۂ امتیاز، اعزازِ فضیلت)

چیئر پرسن

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ

21-E-II، گلبرگ III، لاہور۔

قومی ترانہ

پاک سَرزمین شاد باد کِشورِ حَسین شاد باد
تُو نشانِ عزمِ عالی شان اَرضِ پاکستان!
مرکزِ یقین شاد باد

پاک سَرزمین کا نظام قُوّتِ اُخوّتِ عوام
قوم، مُلک، سَلطنت پائندہ تابندہ باد
شاد باد منزلِ مُراد

پرچم ستارہ و ہلال رَہبرِ ترقّی و کمال
ترجمانِ ماضی شانِ حال جانِ استقبال
سایۂ خدائے ذُوالجلال

سیریل نمبر 34460

تاریخ اشاعت	ایڈیشن	طباعت	تعداد اشاعت	قیمت
مارچ 2004	دوم	نہم	40,000	25.00